فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

1894ء کا سال نہ صرف جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بلکہ عالم اسلام اور ساری دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائیگا کیونکہ اس سال ایک ایسا عالمی نشان آسمان پر ظاہر ہوا جس کی خبر 1300 سال قبل بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور جس کا انتظار امت مسلمہ تیرہ صدیوں سے کر رہی تھی۔ اس نشان کی خاص بات جو اسے دوسرے نشانوں سے ممتاز بناتی ہے وہ یہ ہے کہ آج تک تاریخ عالم میں یہ نشان کسی دعویدار کے لیے ظاہر نہیں ہوا۔ یعنی خسوف و کسوف کا عظیم نشان۔

آج جو اس آسمانی نشان پر ایک سو سال پورے ہو چکے ہیں تو ہم صد سالہ جشن کسوف و خسوف منا رہے ہیں۔ یہ مقالہ اسی جشن صد سالہ کی ایک کڑی ہے جس میں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے شعبہ تعلیم نے 1994ء کے سالانہ مقالہ نویسی کے مقابلہ کے لیے اسی موضوع کا انتخاب کیا ہے۔

اگرچہ یہ نشان ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت سے تو محروم رہے لیکن اس پہلو سے ہم ضرور خوش قسمت ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد نے اس نشان کو دیکھ کر امام مہدی کو پہچانا اور اسے قبول کرنے کی توفیق پائی۔ اور یہ بھی ہماری سعادت ہے کہ اس عظیم نشان پر پہلی صدی پورا ہونے کے سنگ میل پر کھڑے ہو کر ہم آج جماعت احمدیہ کو نقشہ عالم پر 142 ممالک میں پھیلا دیکھ رہے ہیں۔

اس مبارک موقع پر اس نشان کی عظمت کو زندہ رکھنے اور اس کی یاد تازہ رکھنے کی خاطر ضروری ہے کہ اس کی تفاصیل کا ذکر جماعت کے چھوٹوں بڑوں کے سامنے بار بار ہو۔ تا ان کے دلوں کو ایمانی قوت اور سچائی کا وہ نور عطا ہو جس کی مدد سے وہ دنیا کے اندھیرے دور کریں اور اسے سچے مہدی کی راہ دکھائیں۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں کہ "یہ بہت ہی اہم سال ہے۔ 1894ء کے بعد 1994ء کا آج گزرنا، یہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک بہت ہی اہم حقیقت ہے۔ غیر معمولی طور پر یہ ہمارے لئے خوشخبریاں لایا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے تمام پہلوؤں پر عبور حاصل کریں، تمام احمدی دنیا میں منادی بن جائیں۔ اور اس نشان کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھنے کے بعد تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کی منادی کریں۔"

والسلام۔ خاکسار

مسعود ناصر

خسوف و کسوف کا نشان

باب 1

تمہید

اللہ تبارک و تعالیٰ جو ہمارا خالق و مالک ہے ہماری جسمانی اور روحانی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور ترقیات عطا فرماتا ہے ۔جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس نے اس کائنات کو ہمارے لئے مسخر فرمایا ہے جیسا کہ وہ قرآن مجید میں فرماتا ہے ۔

وسخر لکم مافی السموت و مافی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون

(الجاثیہ آیت 14)

یعنی "اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کا سب اس نے تمہاری خدمت پر لگایا ہوا ہے ۔اس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے بڑے نشان ہیں ۔"

ہماری روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ اپنے رسولوں کو بھیجتا رہا ہے ۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے ۔

و لقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللہ و اجتنبوا الطاغوت (النحل آیت 37)

یعنی ہم نے ہر قوم میں اپنے رسول بھیجے ۔یہ حکم دے کر کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو ۔

اللہ تعالیٰ اپنے جن پیاروں کو دنیا کی اصلاح اور راہنمائی کے لئے مقرر کرتا ہے ان سے پیار کا اظہار کرنے اور مخالفوں پر غلبہ دینے کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے ۔خدا کی طرف سے آنے والے مامورین کو ہمیشہ ہی ابنائے عالم کی طرف سے مخالفتوں، اذیتوں اور دکھوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔اسی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ بڑے افسوس کے ساتھ فرماتا ہے ۔

یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون o

یعنی "ہائے افسوس (انکار کی طرف مائل) بندوں پر کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)

چنانچہ ایسے موقع پر جب ہنسی اور ٹھٹھا سے کام لیا جارہا ہو خدا تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے بندوں کی مدد نشانوں اور معجزوں سے کرتا ہے تا دشمن ایسے نشان کے مقابلے میں عاجز آجائیں اور نیک فطرت اور سعید روحیں اس نشان سے فائدہ اٹھائیں اور ایمان لے آئیں ۔ مختلف رسولوں کے لئے مختلف نشان ظہور پذیر ہوئے ۔ حضرت نوح علیہ السلام کے لئے پانی کا نشان ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ

سے زندہ بچ جانے کا نشان ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کا دوٹکڑوں میں بٹ جانے کا نشان ۔ اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شق القمر کا نشان دکھایا گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے کلام کرتا ہے ۔ ان کے ذریعہ دنیا کو روحانی زندگی عطا فرماتا ہے اور آئندہ ہونے والی غیب کی باتیں ان کو بتاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

علم الغیب فلایظہر علیٰ غیبہ احدا ہ الامن ارتضیٰ من رسول ۔ (سورۃ الجن ۔ آیت 27 ، 28)

ترجمہ ۔"غیب کا علم جاننے والا وہی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ ہے) اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ اس کام کے لئے پسند کرلیتا ہے (یعنی وہ اس کو کثرت سے علوم غیبیہ بخشتا ہے)"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قریبی تعلق ہوتا ہے ۔ وہ اس قدر غیب کا علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں کہ اس لحاظ سے وہ دوسروں سے ممتاز ہوجاتے ہیں ۔

ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کثرت سے علم غیب عطا فرمایا تھا ۔ چنانچہ آپ کو اپنی امت پر گزرنے والے تمام حالات کا علم تھا ۔ آپ نے اپنی امت پر آنے والے جن حالات کی خبر دی ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کے دلوں سے ایمان اٹھ جائے گا اور مسلمان ہونے اور کہلانے کے باوجود نور ایمان سے خالی ہونگے ۔ فرمایا ۔

یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ و لا یبقیٰ من القران الا رسمہ مساجدھم عامرۃ و ھی خراب من الھدیٰ علماؤ ھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود ۔

(مشکوۃ ، کتاب العلم صفحہ 38)

ترجمہ ۔"لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن صرف رسم کے طور پر پڑھا جائے گا ۔ انکی مساجد بظاہر آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے انہیں میں سے فتنے نکلیں گے اور انہیں میں لوٹ جائیں گے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا کہ ان حالات میں جب لوگ اپنے خالق سے دور ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعے سے دوبارہ دنیا میں ایمان قائم ہوجائے گا چنانچہ

ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ ایمان ثریا ستارے پر چلا جائے گا تب اہل فارس میں سے ایک شخص اسے واپس لائے گا۔ (صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ جمعہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت سے اس عظیم وجود کے بارے میں بتایا اور اس کو مسیح اور مہدی کا لقب دیا۔ آپ نے فرمایا

لاالمھدی الاعیسیٰ ابن مریم یعنی مہدی کوئی نہیں ہے سوا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے۔

(ابن ماجہ جلد 3 صفحہ 294)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس کو قبول کرنے کے لئے پر زور نصیحت کی فرمایا۔

"جب تم اسے دیکھو تو اس کی ضرور بیعت کرنا خواہ تمہیں برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے۔ کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہو گا۔"

(مستدرک حاکم کتاب الفتن والملاحم باب خروج المہدی)

آپ نے امام مہدی کی بیعت اور اطاعت کرنے کے متعلق تعلیم دیتے ہوئے مزید فرمایا۔

"جس نے امام مہدی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی"

(بحار الانوار جلد 13 صفحہ 17)

پھر فرمایا۔ "جس نے مہدی کو جھٹلایا اس نے کفر کیا"

(حجج الکرامہ صفحہ 351) نیز (لوائح الانوار البھیمہ جلد 2 صفحہ 80)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مہدی کی بیعت اور اطاعت کی نصیحت کی وہاں آپ نے اپنی امت کو ارشاد فرمایا کہ امام مہدی اور مسیح موعود کو میرا سلام پہنچانا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔

"تم میں سے جو کوئی عیسیٰ ابن مریم کو پائے اسے میری طرف سے سلام پہنچائے"۔

(الدر المنثور جلد 2 صفحہ 245)

اس بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اور تمنا غیر معمولی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میں امید رکھتا ہوں کہ اگر میری عمر لمبی ہوئی تو میں عیسیٰ ابن مریم سے خود ملوں گا اور اگر مجھے جلدی موت آ گئی تو تم میں سے جو شخص بھی اس کو پائے اسے میری طرف سے سلام پہنچائے ۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 298)

ان تمام ارشادات سے نتیجہ نکالتے ہوئے علامہ اسفرائنی فرماتے ہیں ۔

"ظہور مہدی پر ایمان واجب ہے ۔جیسا کہ یہ امر علماء دین کے ہاں تسلیم شدہ ہے اور اہل السنہ والجماعت کی کتب عقائد میں درج ہے ۔"

(لوائح الانوار البہیمہ جلد 2 صفحہ 80)

چنانچہ اس کی شناخت کرنے کے لئے آپ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر مختلف نشانیاں بتائیں ۔ ان میں سے ایک بہت اہم نشان خسوف و کسوف یعنی سورج چاند گرہن کا نشان تھا ۔

اس نشان کی تفصیل میں جانے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چاند اور سورج گرہن کے بارے میں معلومات حاصل کی جائے تا کہ اس کی مدد سے بات کو آگے بڑھایا جا سکے ۔

باب 2

سورج اور چاند گرہن

سائنس کی نظر میں

سورج گرہن اور چاند گرہن کا تعلق قانون قدرت سے ہے جسے ہم دوسرے لفظوں میں سائنس بھی کہہ سکتے ہیں ۔قرآن مجید ہمیں قانون قدرت کی طرف بار بار متوجہ کرتا ہے ۔ لہذا قانون قدرت کی مدد سے سورج ' چاند گرہن کو سمجھنا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔سورج ' چاند اور زمین کے نظام سے سورج گرہن اور چاند گرہن کا تعلق ہے ۔ قرآن مجید نے انتہائی حسین انداز میں سورج ' چاند اور زمین کے نظام کا ذکر فرمایا ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

سبحن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض و من انفسھم و مما لا یعلمون ٥ و ایة لھم الیل نسلخ منه النھار فاذا ھم مظلمون ٥ والشمس تجری لمستقر لھا ط ذلک تقدیر العزیز العلیم ٥ والقمر قدرنه منازل حتے عاد کالعرجون القدیم ٥ لاالشمس ینبغی لھاان تدرک القمر ولاالیل سابق النھار ط و کل فی فلک یسبعون ٥

(سورۃ یسین آیت 37 تا 41)

ترجمہ ۔ "پاک ہے وہ ذات جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کئے ہیں ۔اس میں سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے اور خود ان کی جانوں میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے ۔اور ان کے لئے رات بھی ایک بڑا نشان ہے جس میں سے کھینچ کر ہم دن نکال لیتے ہیں جس کے بعد وہ اچانک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں ۔اور سورج ایک مقررہ جگہ کی طرف چلا جا رہا ہے ۔ یہ غالب اور علم والے خدا کا مقرر کردہ قانون ہے ۔اور چاند کو دیکھو کہ ہم نے اس کے لئے بھی منزلیں مقرر کر چھوڑی ہیں ۔یہاں تک کہ وہ ان منزلوں پر چلتے چلتے ایک پرانی شاخ کے مشابہ ہو کر پھر لوٹ آتا ہے ۔نہ تو سورج کو طاقت ہے کہ وہ اپنے سال کے دورہ میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے (کیونکہ اگر ایسا ہو تو سارا نظام شمسی تباہ ہو جائے)اور نہ رات کو (یعنی چاند کو) طاقت ہے کہ وہ مسابقت کرتے ہوئے دن کو (یعنی سورج کو) پکڑ لے ۔بلکہ یہ سب کے سب ایک مقررہ راستہ پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں ۔"

' ان پانچ آیات میں سے پہلی آیت میں یہ عظیم الشان بنیادی حقیقت بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جوڑے پیدا کئے ہیں ۔ دوسری آیت میں رات اور دن کا ذکر ہے جو زمین کی حرکت کا نتیجہ ہے تیسری آیت میں سورج کی حرکت کا ذکر ہے ۔ چوتھی آیت میں چاند کی حرکت کا ذکر ہے ۔ اور پانچویں آیت میں چاند اور سورج اور رات دن کا اکٹھا ذکر ہے ۔

سورج ' چاند اور زمین کی حرکت

مشاہدات اور سائنس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی دو طرح کی گردشیں ہیں ۔ پہلی گردش زمین کی اپنے محور کے گرد ہے ۔ یہ گردش زمین 24 گھنٹوں میں مکمل کرتی ہے اور اس کی وجہ سے دن اور رات آتے ہیں ۔ دوسری گردش زمین کی سورج کے گرد ہے ۔ اس گردش کا مدار بیضوی ہے ۔ اس بیضوی مدار کی وجہ سے زمین کبھی تو سورج کے قریب آجاتی ہے اور کبھی دور چلی جاتی ہے ۔ اسی گردش کی وجہ سے موسم کی تبدیلی ہوتی ہے ۔ یہ گردش زمین 365 دن اور کچھ گھنٹوں میں مکمل کرتی ہے ۔

چاند زمین کے گرد بیضوی مدار میں گھومتا ہے ۔ اور 29 یا 30 دنوں میں چکر پورا کرتا ہے ۔ زمین اور چاند کا جوڑا سورج کے گرد گھومتا ہے اور ایک چکر ایک سال میں پورا کرتا ہے ۔ سورج اپنے تمام جوڑوں کو لئے ہوئے جن میں زمین اور چاند بھی شامل ہے ۔ مرکز کہکشاں کے گرد گھومتا ہے اور ایک چکر کوئی بیس کروڑ سال میں پورا کرتا ہے ۔ ہمارے سورج کی طرح بے شمار ستارے کہکشاں کے اندر اپنے اپنے وقت میں چکر لگا رہے ہیں ۔

چاند کی حرکت کافی پیچیدہ ہے ۔ چاند اور زمین کے درمیان فاصلے میں اور رفتار میں حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ۔ کبھی چاند کی رفتار اول مہینہ میں تیز ہوتی ہے اور کبھی مہینہ کے آخری حصہ میں تیز ہوتی ہے ۔ سورج کے فاصلے اور رفتار میں بھی حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ۔ لیکن سب کچھ حساب سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ سورج اور چاند اپنے حدود مقررہ سے باہر نہیں جاتے اور سائنس اس بات کی وضاحت کرتی ہے ۔ چنانچہ قانون قدرت کے ماتحت وہ حرکت کرتے ہیں اور قانون قدرت کے اصول کے مطابق ہی سورج اور چاند کو گرہن لگتے ہیں ۔ آئیے دیکھیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کب ہوتا ہے ۔

گرہن کیا ہے؟

گرہن سے مراد ایسا چاند یا سورج ہے جس پر یا تو مکمل طور پر اندھیرا چھاجائے یا اس کا کچھ حصہ تاریک ہوجائے ۔ گرہن کی سائنسی وجہ بتانے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ گرہن زمانہ قدیم سے انسان

کی توجہ کا مرکز رہا ہے ۔ اس وقت لوگ اسے آفت یا مصیبت سمجھتے تھے ۔ چین کے لوگ سمجھتے تھے کہ ایک بہت بڑا اژدھا سورج کو کھا رہا ہے اور وہ اس اژدھے کو مارنے کے لئے آسمان کی طرف تیر چلاتے تھے ۔ اسی طرح 585 ق۔م۔ میں ایک جنگ کے دوران سورج گرہن لگ جانے کی وجہ سے جنگ بند ہو گئی ۔

چاند گرہن

جب زمین چاند اور سورج کے درمیان اس طرح آجاتی ہے کہ زمین کا سایہ چاند پر پڑتا ہے تو چاند گرہن ہو جاتا ہے ۔ (دیکھیے شکل نمبر 1)

علم ہیئت کی اصطلاح میں چاند گرہن پورے چاند (FULL MOON) کے وقت ہوتا ہے ۔

چاند گرہن کی اقسام

زمین کا چاند پر دو قسم کا سایہ پڑتا ہے ۔ ایک umbra یعنی گہرا سایہ اور دوسرا penumbra یعنی جزوی سایہ جیسے کہ شکل نمبر 1 اور 2 میں دکھایا گیا ہے ۔ چاند کا ان سایوں میں سے گزرنے کے باعث گرہن ہوتا ہے اور ان کی تین اقسام ہیں ۔

1 ۔ Total (مکمل) گرہن

زمین کا سایہ جس جگہ بہت گہرا ہو (umbra) اور چاند اس جگہ سے گزرے تو اسے مکمل چاند گرہن لگے گا (دیکھیے شکل نمبر 2) ۔ مکمل چاند گرہن کا زیادہ سے زیادہ عرصہ ایک گھنٹہ اور چالیس منٹ ہے مکمل چاند گرہن کے وقت چاند بالکل تاریک نہیں ہوتا بلکہ ہلکی بھوری مائل سرخ BROWNISH رنگ کی روشنی آتی ہے ۔ یہ روشنی زمین کے کناروں پر فضاء میں سورج کی روشنی کے انعطاف refraction کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ چنانچہ نیلی شعاؤں کے انتشار کی وجہ سے زیادہ تر سرخ رنگ کی شعائیں چاند تک پہنچتی ہیں ۔ یہی وجہ سورج غروب ہونے کے وقت بھی ہوتی ہے ۔

2 ۔ Partial (جزوی) گرہن

جب چاند زمین کے ہلکے سایے کے کسی حصے (penumbra) سے گزرے اور پھر اس کا کچھ حصہ گہرے سایے (umbra) میں سے بھی گزرے تو چاند کو partial (یعنی جزوی) گرہن لگتا ہے

شکل نمبر 1 - مکمل چاند گرہن

شکل نمبر 2 - چاند گرہن کی تین اقسام
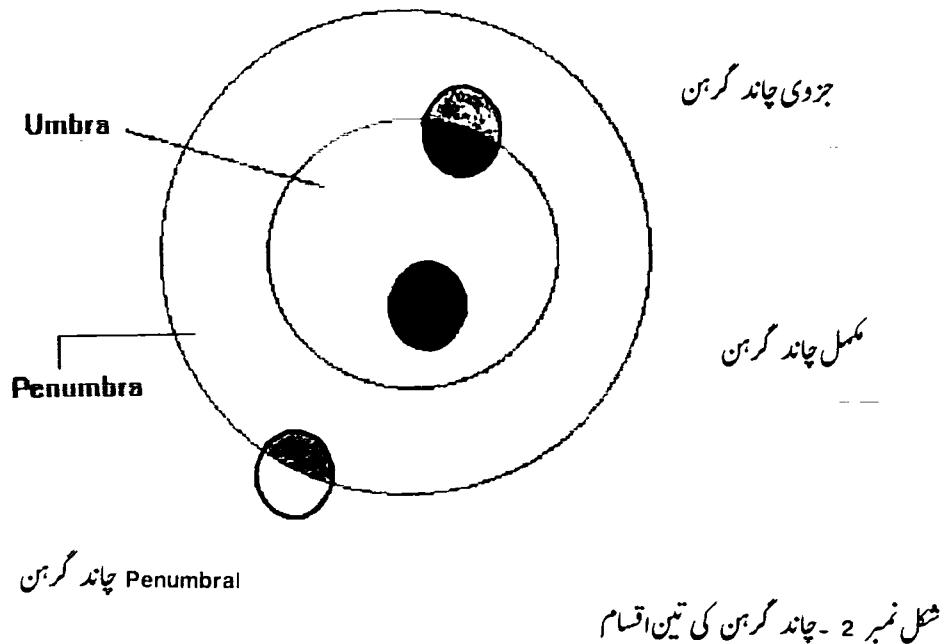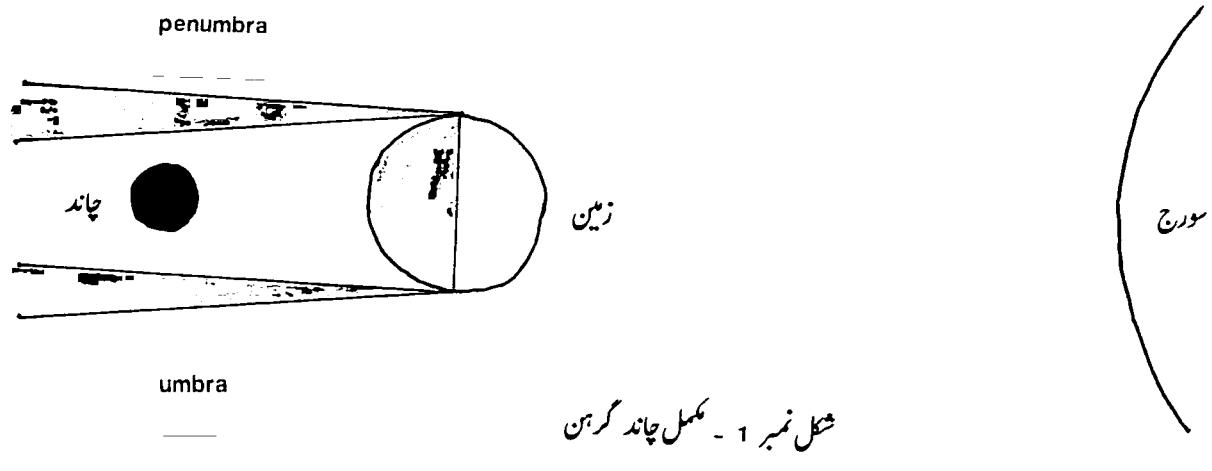
(دیکھیے شکل نمبر 2) ۔ ایسے گرہن میں صرف umbra (گہرے سایے) والا حصہ تاریک نظر آتا ہے ۔ اور penumbra (ہلکے سایے) والا حصہ صرف دوربین وغیرہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے صرف آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں ۔

3 ۔ Penumbral گرہن

جب چاند صرف ہلکے سایے سے ہی گزرے تو ایسا گرہن Penumbral ہوتا ہے ۔ یہ بہت ہو خفیف قسم کا گرہن ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ دیکھا بھی نہیں جاسکتا ۔ (دیکھیے شکل نمبر 2)

چاند گرہن دنیا کے کسی بھی حصے میں دیکھا جاسکتا ہے جہاں چاند افق پر اونچا موجود ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ چاند گرہن اکثر آدھی زمین پر نظر آجاتا ہے ۔ شکل نمبر 2میں umbra اور penumbra اور ان میں سے تین طرح سے گزرتا ہوا چاند دکھایا گیا ہے ۔ umbra اور penumbra کی لمبائی 9,200 کلومیٹر اور 16,000 کلومیٹر ہے یہی وجہ ہے کہ چاند گرہن کئی گھنٹے جاری رہتا ہے ۔

سورج گرہن

جب چاند زمین کے گرد گھومتے ہوئے سورج کے آگے اس طرح آجاتا ہے کہ سورج کی روشنی کو زمین پر پڑنے سے روک دیتا ہے تو سورج گرہن ہوجاتا ہے ۔ (دیکھیے شکل نمبر 3) گرہن کے وقت ہوا ٹھنڈی ہونا شروع ہوجاتی ہے اور پرندے چہچہانا بند کردیتے ہیں ۔

علم ہیئت کی اصطلاح میں سورج گرہن نئے چاند (NEW MOON) کے وقت ہوتا ہے ۔

سورج گرہن کی اقسام

سورج گرہن کی چار اقسام ہیں جن میں بعض گرہن خفیف ہوتے ہیں اور بعض نمایاں ہوتے ہیں پروفیسر J.A. MITCHELL نے اپنی کتاب Eclipses of the Sun کے 5th Edition کے صفحہ 53 پر (Columbia University press, New York) سورج گرہن کے چار اقسام کا ذکر کیا ہے ۔ اور یہ چار اقسام درج ذیل ہیں ۔
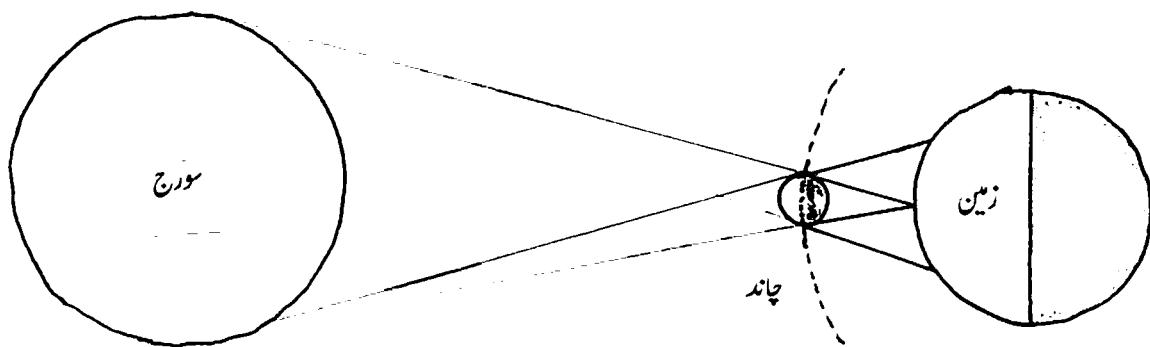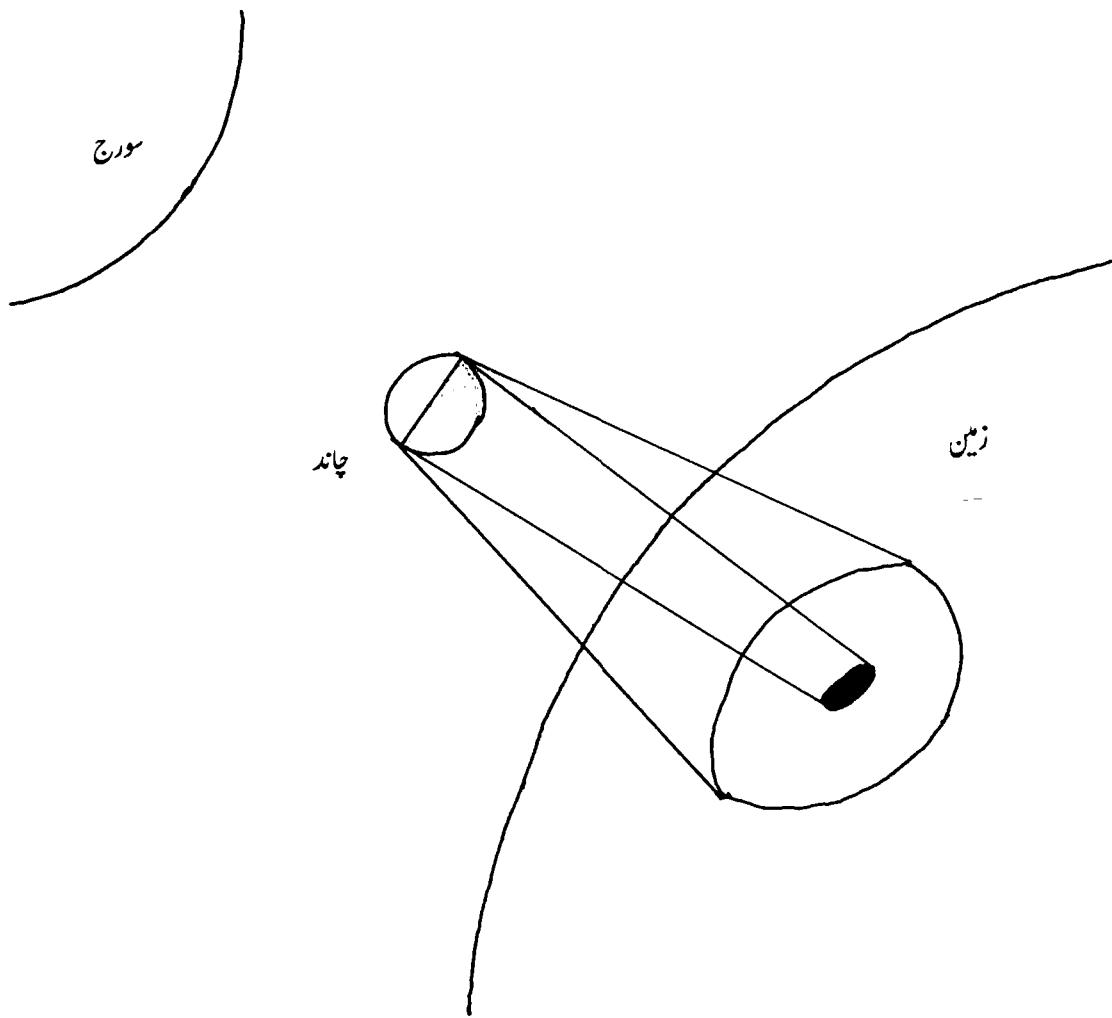
شکل نمبر 3 ۔ مکمل (Total) سورج گرہن

1 ـ Total (مکمل) گرہن

زمین کا وہ حصہ جہاں چاند کا سایہ گہرا ہو (umbra) وہاں سے مکمل (Total) سورج گرہن نظر آتا ہے ۔ (دیکھیے شکل نمبر 3) ۔ کیونکہ umbra چھوٹا ہوتا ہے اس لئے مکمل سورج گرہن بہت مختصر جگہ (274 کلو میٹر) سے دیکھا جاسکتا ہے ۔ اس کے علاوہ اس سایے کی زمین پر حرکت 1,600 کلومیٹر فی گھنٹہ ہے اس لئے اس گرہن کا عرصہ زیادہ سے زیادہ صرف ساڑھے سات منٹ کا ہے ۔ چنانچہ یہ گرہن بہت مختصر علاقے سے، مختصر سے وقت میں دیکھا جاتا ہے ۔

2 ـ Partial (جزوی) گرہن

زمین کا وہ حصہ جہاں چاند کا ہلکا سایہ ہو (penumbra) وہاں سے جزوی گرہن (Partial) نظر آتا ہے ۔ کیونکہ penumbra سایہ کافی بڑا ہوتا ہے اس لئے یہ گرہن 6,400 کلومیٹر کے فاصلے سے دیکھا جاسکتا ہے اور اس کا دورانیہ بھی لمبا ہوتا ہے ۔ یہ دورانیہ دو گھنٹے تک کا ہوسکتا ہے ۔ لیکن سورج گرہن، چاند گرہن کی نسبت بہت کم حصوں پر اور عام طور پر زمین کے کناروں پر ہی نظر آتا ہے ۔

3 ـ Annular گرہن

سورج کا ایک گرہن ایسا بھی ہوتا ہے جس میں چاند سورج کے بالکل درمیان میں آجاتا ہے ۔ اور سورج کا ایک روشن ہالہ چاند کے تاریک دائرے کے گرد نظر آتا ہے ۔ (دیکھیے شکل نمبر 4) ۔ اسے Annular گرہن کہتے ہیں ۔ جس کا مطلب ہے چھلا نما (ring like) ۔ ایسا گرہن اس وقت ہوتا ہے جب چاند زمین سے سب سے زیادہ فاصلے پر ہوتا ہے کیونکہ چاند کی گردش بیضوی ہے اس لئے اس کا فاصلہ کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے ۔ ایسے وقت میں umbra یعنی گہرا سایہ زمین پر بالکل نہیں پڑتا صرف penumbra کی وجہ سے گرہن ہوتا ہے ۔ دیکھنے میں چاند کا قطر (diameter) سورج کے قطر سے کم نظر آتا ہے ۔ اس قسم کا گرہن زیادہ سے زیادہ 12 منٹ اور 24 سیکنڈ کا ہوتا ہے ۔

4 ـ Annular-Total گرہن

یہ ایک خاص قسم کا گرہن ہے جو جیسا کہ نام سے ظاہر ہے Annular اور Total گرہن کے درمیان کی شکل ہے ۔ یہ گرہن سب سے زیادہ نایاب ہے ۔ اس گرہن میں چاند کا سایہ اور سورج کا سائز

شکل نمبر 4 - Annular سورج گرہن
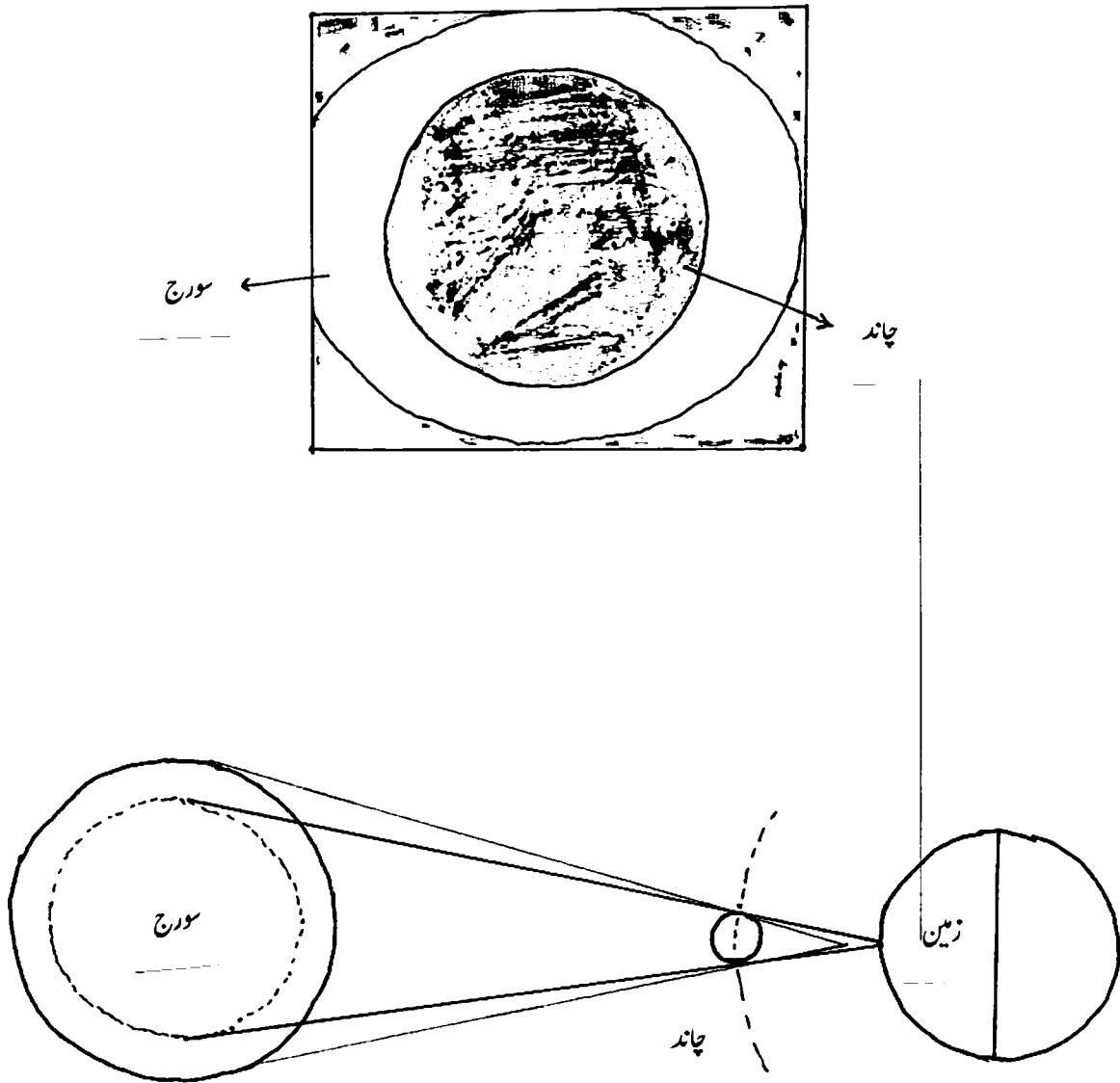
بالکل برابر ہوتے ہیں ۔

گرہن کی تعداد

گرہن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ سورج ' چاند اور زمین تینوں ایک لائن میں ہوں یا قریب قریب ایک لائن میں ہوں ۔ چاند اور زمین کے ایک دوسرے کے گرد گھومنے کی سطح اور دونوں کے سورج کے گرد گھومنے کی سطح میں کوئی پانچ (5) ڈگری کا فرق ہے ۔ (دیکھیے شکل نمبر 5 اس شکل سے واضح ہوتا ہے کہ سال کے اکثر حصہ میں چاند یا تو زمین کے سورج کے گرد گھومنے کی سطح سے بلند ہوتا ہے یا نیچے ہوتا ہے جس کی وجہ سے گرہن نہیں ہوسکتا ۔ لیکن مہینہ میں دو دفعہ یہ اس سطح سے گذرتا ہے اور اس جگہ کو node کہتے ہیں ۔ ہر دو nodes کو ملانے والی لکیر کو line of nodes کہتے ہیں چنانچہ شکل نمبر 6 سے واضح ہوتا ہے کہ گرہن اسی صورت میں ہوتا ہے جب اس line of nodes کی سمت سورج کی طرف ہو) اگر یہ پانچ ڈگری کا فرق نہ ہوتا تو ہر مہینہ گرہن کی شرط پوری ہوجاتی اور سورج گرہن اور چاند گرہن ہر مہینہ ہوتے لیکن اس فرق کی وجہ سے ایک شمسی سال میں زیادہ سے زیادہ سات گرہن ہو سکتے ہیں (جن میں سے چار یا پانچ سورج گرہن ہوتے ہیں اور تین یا دو چاند گرہن ہوتے ہیں) اور کم از کم دو گرہن ہوسکتے ہیں اور یہ دونوں بھی سورج گرہن ہوسکتے سورج گرہن کی تعداد چاند گرہن سے زیادہ ہوتی ہے لیکن جب چاند کو گرہن لگتا ہے تو زیادہ وسیع علاقے سے نظر آتا ہے اور سورج گرہن کم علاقے سے نظر آتا ہے ۔ لہذا کسی معین جگہ سے چاند گرہن زیادہ نظر آتا ہے بنسبت سورج گرہن کے ۔ چنانچہ زمین کے ایک ہی حصے میں 18 سال کے عرصے میں 19 یا 20 چاند گرہن ہوسکتے ہیں ۔ جب کہ زمین کے ایک حصے سے ایک اندازے کے مطابق 360 سال کے عرصے میں ایک دفعہ سورج گرہن دیکھا جاسکتا ہے ۔

گرہن کی تاریخیں

ہیئت دان مہینہ کی ابتداء NEW MOON سے کرتے ہیں جبکہ سورج اور چاند کے LONGITUDE ایک ہوتے ہیں ۔ اس وقت چاند بالکل نظر نہیں آتا ۔ لیکن ہجری مہینہ کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب چاند اس قدر بڑا ہوجاتا ہے کہ وہ نظر آسکتا ہے ۔ اگر ہجری کیلنڈر کو استعمال کیا

شکل نمبر 5

چاند
زمین
چاند
سورج

شکل نمبر 6
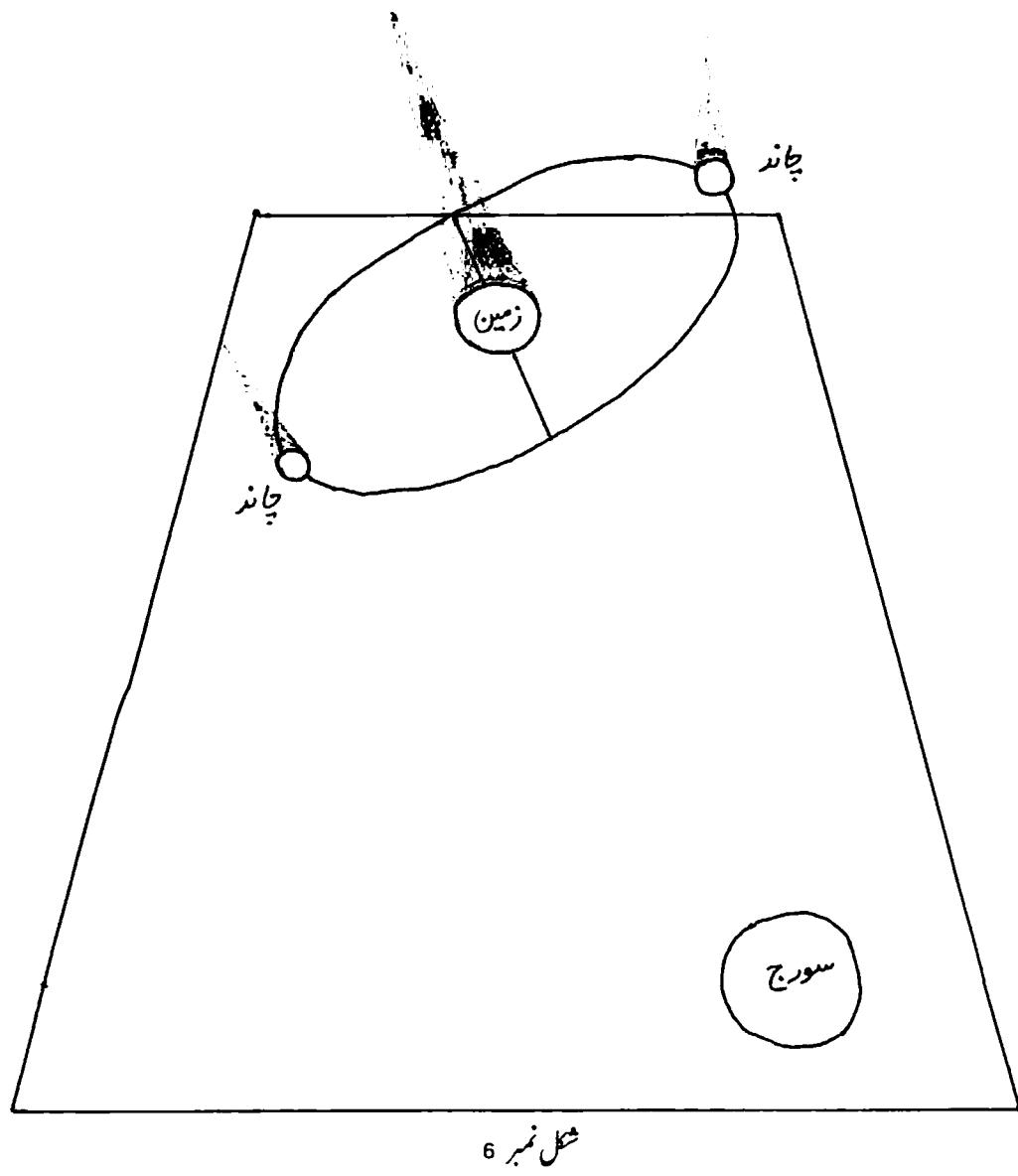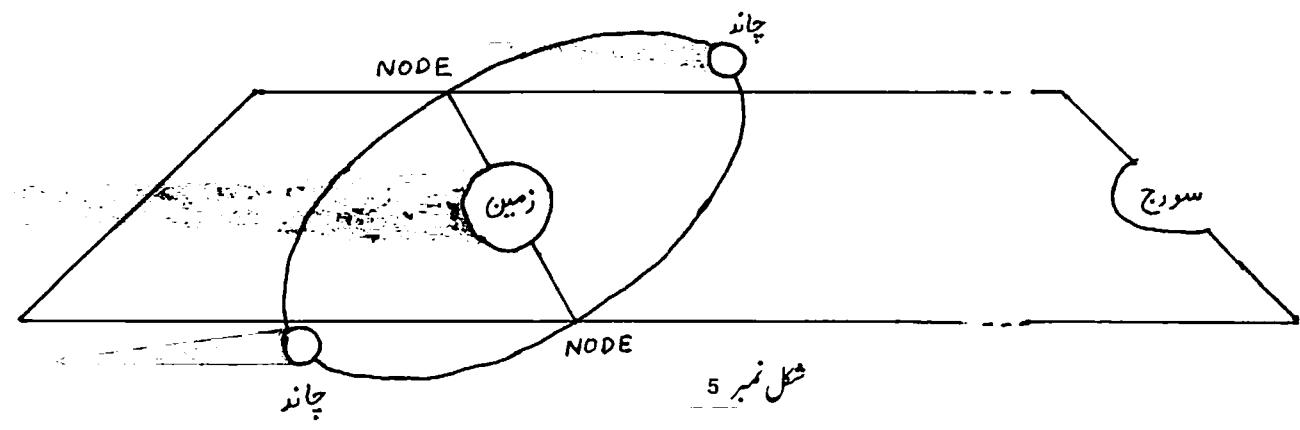
جائے تو چاند گرہن قمری مہینہ کی 15,14,13 تاریخوں میں سے کسی بھی ایک تاریخ کو ہوسکتا ہے اور سورج گرہن 29,28,27 تاریخوں میں سے کسی بھی ایک تاریخ کو ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو قانون بنائے ہیں اس کے مطابق گرہن انہیں مخصوص تاریخوں کو ہوتا ہے۔ علم ہیئت کے ماہرین نے بڑی لمبی تحقیق کے بعد بتایا ہے کہ گرہن ان تاریخوں کے علاوہ کبھی نہیں ہوتے۔

شکل نمبر 1 سے ظاہر ہے کہ چاند کو گرہن صرف اس وقت لگتا ہے جب وہ سورج کے لحاظ سے زمین کی دوسری طرف ہو۔ اور چاند جب زمین کی دوسری طرف ہوتا ہے تو مکمل روشن ہوتا ہے۔ یعنی چاند کی تاریخوں کے لحاظ سے 15,14,13 تاریخ کو چاند گرہن ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور تاریخ میں چاند کو گرہن نہیں لگ سکتا۔

شکل نمبر 3 سے واضح ہوتا ہے کہ سورج کو گرہن تب لگتا ہے جب چاند سورج اور زمین کے درمیان ہو۔ اور اس وقت چاند غیر روشن ہوتا ہے اور نیا چاند نہیں نکلا ہوتا۔ گویا چاند کی تاریخ کے لحاظ سے 29,28,27 کو سورج گرہن ہو سکتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور تاریخ کو سورج گرہن نہیں ہو سکتا۔

گرہن کی پیش گوئی

مختلف گرہن کا جائزہ لینے کے بعد سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ چاند گرہن 18 سال اور 11 دن کے بعد دوہرائے جاتے ہیں۔ یعنی اگر آج چاند گرہن ہو تو بالکل ایسا ہی گرہن آج سے 18 سال اور 11 دن پہلے لگا تھا اور ایسا ہی گرہن اتنے عرصے کی بعد لگے گا۔

اسی طرح سورج گرہن کے دوہرائے جانے کا عرصہ اس عرصے سے تین گنا ہوتا ہے۔ یوں سائنسدانوں نے آنے والے وقتوں میں جو گرہن لگیں گے ان کی تاریخ، جگہ اور وقت وغیرہ معین کر رکھا ہے۔ جس کے مطابق اگلی صدی میں کل 244 سورج گرہن لگیں گے۔ اور اگلا مکمل سورج گرہن 11 اگست 1999ء کو لگے گا جو صرف انگلینڈ کے علاقے CORNWALL میں دیکھا جا سکے گا۔

باب 3

علامات صداقت مہدی میں سے

ایک اہم علامت

گزشتہ چودہ صدیوں کے طویل عرصہ سے جس مسئلہ پر امت مسلمہ میں عمومی یکجہتی اور اتفاق پایا جاتا ہے وہ امت مسلمہ میں امام مہدی کے ظہور کا مسئلہ ہے ۔ چنانچہ امام مہدی کے ظہور کے بارہ میں قرآن کریم، احادیث نبویہ اور بزرگان امت کی لاتعداد پیش خبریاں موجود ہیں جن کی بناء پر امام مہدی کے ظہور کو قطعی اور حتمی درجہ حاصل ہے ۔

ان لاتعداد پیشگوئیوں اور علامات میں سے بعض ایسی ہیں جن میں تاویل اور تعبیر کی گنجائش موجود ہے اور بیک وقت ان کے کئی مفہوم اور پہلو ہو سکتے ہیں ۔ اگرچہ امام مہدی کی شناخت اور صداقت کے لئے بلاشک وہ غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں ۔ لیکن چونکہ ان کی تاویل اور تعبیر میں دو یا دو سے زیادہ مطالب کی گنجائش موجود ہے اس لیے اس امر کی ضرورت تھی کہ کوئی ایسا حتمی اور قطعی معیار یا نشان بھی امت مسلمہ کے ہاتھ میں ہوتا جو مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہو۔

1 ۔ وہ ایسا قطعی اور یقینی ہو جس کی تاویل یا تعبیر میں اختلاف کی گنجائش نہ ہو۔

2 ۔ وہ علامت یا نشان اپنی ذات میں ایسا ہو کہ کسی تصنع یا فریب سے کسی مدعی مہدویت پر چسپاں نہ ہو سکے گویا کہ انسانی دست برد اور دسترس سے بکلی دور ہو ۔

3 ۔ ایسا نشان یا معیار ہو جس کا وقوع یا ظہور اتنا واضح اور نمایاں ہو کہ ہر کس و ناکس پر اس کے ذریعہ اتمام حجت ہو سکے ۔

4 ۔ یہ نشان یا معیار مدعی مہدویت کی تائید اور حمایت کا مقصد پورا کرے گویا مدعی موجود بھی ہو اور اس نشان کے ظہور کو اپنے دعویٰ کی تائید اور صداقت کے لیے خود اسے فیصلہ کن امر کے طور پر پیش بھی کرے ۔

مندرجہ بالا صفات کا حامل اگر کوئی نشان یا معیار فی الواقع پایا جائے تو نہ صرف یہ کہ امام مہدی کی شناخت اور صداقت کے بارہ میں تاویل و تعبیر کے اختلاف ہمیشہ کے لئے رفع ہو جاتے ہیں بلکہ مدعی مہدویت کی شناخت سہل ہو کر تمام علامات کی اصل غرض پوری ہو جاتی ہے اور سلیم الفطرت انسان کے

لئے امام مہدی کو قبول کرنا مشکل نہیں رہتا۔

خوش قسمتی سے مندرجہ بالا صفات کا حامل ایک نشان مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان شدہ امت مسلمہ میں مسلم چلا آرہا ہے۔ اور وہ نشان ہے خسوف و کسوف کا نشان۔ اس نشان کا ذکر شیعہ و سنی اور دیگر فرقوں کے لٹریچر میں مسلمہ طور پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس نشان کا ذکر کتب سابقہ میں بھی ملتا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی اپنی آمد ثانی کے وقت اس نشان کے ظہور پذیر ہونے کی پیشگوئی فرمائی۔

باب 4

امام ابوالحسن دار قطنی

اور

سنن دار قطنی کا

تعارف

امام ابوالحسن دار قطنی

امام ابوالحسن علی بن عمر دار قطنی 5 ذی قعدہ 306 ھ کو بغداد کے محلہ دار قطن میں پیدا ہوئے۔
نسب نامہ یہ ہے۔ علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن نعمان بن دینار بن عبداللہ
(تاریخ بغداد کتاب الانساب المنتظم جلد 7)

علم حدیث کی تحصیل

آپ نے اپنے وقت کے نامور اساتذہ اور اصحاب فن سے استفادہ کیا۔ امام دار قطنی نے طلب حدیث کے لئے کوفہ بصرہ ، واسطہ شام اور مصر کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور علمائے کرام سے فیض حاصل کیا۔ انہیں بچپن سے ہی فن حدیث کی تحصیل کا بہت شوق تھا۔ ابو یوسف قواس کا بیان ہے کہ جب ہم بغوی کے پاس جاتے تھے تو دار قطنی بہت چھوٹے تھے۔ ان کے ہاتھ میں روٹی اور سالن ہوتا تھا۔

غیر معمولی حافظہ

امام دار قطنی کا حافظہ غیر معمولی اور بے نظیر تھا۔ تحریر و کتابت کی بجائے اکثر اپنے حافظہ ہی سے کام لیتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کو الحافظ الکبیر ،الحافظ المشہور ، کان عالماً حافظاً وغیرہ لکھا ہے۔ ذہبی نے ان کو حافظ الزمان لکھا ہے۔ حاکم فرماتے ہیں کہ وہ حافظہ میں یکتائے روزگار تھے۔ سمعانی کا بیان ہے کہ دارقطنی کا حافظہ ضرب المثل تھا۔ علامہ ابن جوزی رقم طراز ہیں کہ وہ حافظہ میں منفرد اور یگانہ عصر تھے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ بچپن ہی سے دارقطنی اپنے نمایاں اور غیر معمولی حافظہ کے لئے مشہور تھے۔ ان کے حافظہ اور ذہانت کا یہ حال تھا کہ ایک ہی نشست میں ایک ہی روایت کی بیس بیس سندیں برجستہ بیان کر دیتے تھے۔

حمزہ بن محمد بن طاہر وقاق نے مندرجہ ذیل اشعار میں ان کے کمال فن کا اعتراف کیا ہے۔

جعلناک فیما بیننا و رسولنا   وسیطا فلم تظلم و لم تتحرب

فانت الذی لولاک لم یعرف الوری ولو جھدو اما صادق من مکذب

ترجمہ ۔اے امام حدیث آپ ہمارے اور رسول اللہ کے درمیان بہترین اور عمدہ واسطہ ہیں ۔اگر آپ کی پر کمالات ذات نہ ہوتی تو لوگ انتہائی کوششوں کے باوجود بھی سچے اور جھوٹے راویوں اور صحیح و غلط حدیثوں میں تمیز نہیں کر سکتے تھے ۔

چیلنج

آپ کا مقام اس چیلنج سے بھی واضح ہوجاتا ہے جو آپ نے اپنے زمانہ میں اہل بغداد کو دیا ۔اس چیلنج کو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی کتاب نخبۃ الفکر میں یوں درج فرماتے ہیں ۔

قال الدار قطنی یا اھل بغداد لاتظنوا ان احدآیقدر ان یکذب علی رسول اللہ وانا حی

ترجمہ ۔کہ اے اہل بغداد یہ خیال نہ کرو کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی حدیث منسوب کر سکتا ہے جبکہ میں زندہ ہوں ۔(نخبۃ الفکر ،صفحہ 56 حاشیہ)

امام دار قطنی کو اصل شہرت حدیث میں امتیاز کی بنا پر حاصل ہے ۔ آئمہ فن اور نامود محدثین نے ان کے عظیم المرتبت اور صاحب کمال محدث ہونے کا اعتراف کیا ہے ۔

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ امام دار قطنی علم حدیث میں منفرد اور امام تھے ۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں ۔دار قطنی روایت کی وسعت و کثرت کے اعتبار سے امام دہر تھے ۔

علامہ عبدالحی بن عمار الخیلی کہتے ہیں ۔امام دار قطنی حدیث اور اس کے متعلقہ فنون میں منتہی تھے اور اس میں امیر المومنین کہلاتے تھے ۔

قاضی ابو الطیب طبری امام دار قطنی کے مقام اور مرتبہ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ دار قطنی "امیر الموءمنین فی الحدیث" ہیں ۔

امام دار قطنی کو علم نحو ،فن قرات اور تجوید میں ید طولیٰ حاصل تھا ۔ابوالفداء کا بیان ہے کہ وہ قرآنیات کے امام تھے ۔

وفات

امام دارقطنی نے 8 ذی قعدہ 385ھ کو انتقال کیا ۔مشہور فقیہہ ابو حامد سفرائنی نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور مشہور بزرگ معروف کرخی کے مزار کے متصل باب حرف میں سپرد خاک کئے گئے ۔

ابو نصر بن ماکولا کا بیان ہے کہ میں نے رمضان کی ایک رات خواب میں دیکھا کہ کسی سے امام دار قطنی کے اخروی انجام کے بارے میں سوال کر رہا ہوں وہ مجھے یہ جواب دے رہے ہیں کہ جنت میں دار قطنی امام کہلاتے ہیں ۔

سنن دار قطنی

امام دار قطنی صاحب تصانیف کثیرہ تھے ۔ ان کی اکثر تالیفات حدیث ،اصول حدیث اور رجال سے متعلق ہیں ۔ سنن دار قطنی آپ کی مشہور کتاب ہے اور کتب حدیث میں بہت اہم مانی جاتی ہے ۔ حاجی خلیفہ مصطفیٰ ابن عبد اللہ لکھتے ہیں ۔ فن حدیث میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں مگر علمائے سلف خلف کا اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح صحیح بخاری ہے ، پھر صحیح مسلم اور موطا امام مالک ہیں ۔ ان کے بعد امام داؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ اور دار قطنی کی کتابوں اور مسانید کا درجہ ہے ۔

حافظ بن اصلاح اور علامہ سیوطی نے بھی سنن دار قطنی کو صحاح ستہ کہ بعد مستند تسلیم کیا ہے ۔

حافظ بن اصلاح لکھتے ہیں ۔

ولض الدار قطنی فی سننہ علی کثیر من ذالک

امام دار قطنی نے سنن میں اکثر حدیثوں کے حسن یا ضعیف ہونے کو واضح کر دیا ہے ۔

باب 5

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ

پیشگوئی کے الفاظ

اور

تنقیحات

حدیث خسوف و کسوف

امام ابوالحسن دار قطنی اپنی سنن دار قطنی میں حضرت امام باقر محمد بن علی رضی اللہ عنہ (جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے جگر گوشے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے) کی روایت سے وہ حدیث درج کرتے ہیں جس میں اس عظیم نشان کا ذکر ہے جس کا سچے مدعی مہدویت کے لئے ظاہر ہونا مقدر تھا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

" ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السماوات و الارض، تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان، و تنکسف الشمس فی النصف منه، و لم تکونا منذ خلق الله السماوات و الارض"۔

(سنن دار قطنی، جلد ۲ صفحہ ۶۵، باب صفة صلوة الخسوف و الکسوف و ھیئتھما۔ مطبوعہ دار المحاسن ۴۱ ۲ شارع الجیش القاھرہ)

ترجمہ۔ "ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور کی ذات میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن اسکی پہلی رات میں ہو گا اور سورج گرہن اس کے دنوں میں سے درمیان کے دن میں ہو گا اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے کہ خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیا کبھی کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے"۔

حدیث میں بیان کردہ تنقیحات

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہدی کے لئے جو نشان صداقت بیان فرمایا ہے اس میں آپ نے ایسی باتیں جمع فرمائی ہیں جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ محض خدا تعالیٰ سے علم پا کر ہی بیان فرمائی گئی ہیں، کسی ذاتی علم یا ذاتی تخمینوں کے مطابق ایسی باتیں بیان فرمانا ہر گز ممکن نہیں۔ اس میں مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

1 ۔ رمضان کا مہینہ ہونا۔

2 ۔ چاند گرہن کی معین تاریخ ہونا یعنی گرہن کی راتوں میں سے اول رات 13 رمضان۔

3 ۔ سورج گرہن کی معین تاریخ ہونا یعنی گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن 28 رمضان۔

4 ۔سورج اور چاند گرہن کے معین اوقات ہونا یعنی چاند گرہن رات شروع ہونے کے فوراً بعد شروع ہوجائے جیسا کہ الفاظ ہیں کہ اول لیلۃ میں گرہن ہو گا اور سورج گرہن دن کے درمیان میں ہو گا جیسا کہ الفاظ ہیں النصف منہ۔

5 ۔سورج اور چاند گرہن کا ایک ہی مہینہ میں لگنا۔

6۔ سورج اور چاند گرہن سے قبل مدعی مہدویت کا موجود ہونا ۔ کیونکہ بعد میں تو کئی دعویٰ کر سکتے ہیں ۔ پھر نشان کس کے لئے ہو گا۔

7 ۔مدعی مہدویت کا شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع ہونا جس کی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے "مھدینا" فرماتے ہیں یعنی ہمارے مہدی کے لئے یہ نشان ہو گا ۔اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اور بھی مہدی ہونے کے دعویدار ہوں گے اور امت پر ان کی پہچان مشتبہ ہوجائے گی اس لئے ایک ایسی علامت بیان فرمائی جو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی کے لئے ظاہر ہو گی ۔

8 ۔ عوام و خواص کا اس مدعی مہدویت سے سورج چاند گرہن کے نشان کا اس پیش گوئی کی وجہ سے مطالبہ کرنا۔

9۔ مدعی مہدویت کا سورج اور چاند گرہن کے نشان کو اپنے دعویٰ کی تائیدمیں پیش کرنا ۔ نہ یہ کہ اس کو خود علم نہ ہو اور ہوش نہ ہو کہ اس کے لئے یہ نشان ظاہر ہوا۔

مندرجہ بالا نو (9) باتیں ایسی ہیں کہ ان کا یکجائی وقوع پذیر ہونا سوائے اللہ تعالیٰ کے خاص تصرف کے ہر گز ممکن نہیں ۔

اور ایک نمایاں بات اس نشان کی یہ ہے کہ

10 ۔ایسا نشان جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔

یہ خسوف و کسوف کا وہ نشان ہے جو امت مسلمہ میں مسلم چلا آرہا ہے جس کی بناء پر امام مہدی کی قطعی شناخت ممکن ہے ۔ یہ نشان کئی شرائط کے تابع ہے ۔ ان ساری شرائط کا پورا ہونا انسان کی

طاقت اور قدرت سے بالا ہے اور انسان اپنی طاقت یا شعبدہ بازی سے ظاہر نہیں کرسکتا بلکہ محض اور محض خدائی تقدیر پر منحصر ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کسی فردی یا اجتماعی طاقت کے بس میں نہیں کہ ایسا نشان دکھا سکے۔ اس لئے خدا تعالیٰ صرف تب ظاہر کرے گا جب حقیقی مدعی موجود ہو۔ اس لئے اس کا وقوع پذیر ہونا خدا تعالیٰ کی منشاء اور تائید اور مدعی کی سچائی پر دلالت کرے گا۔

باب 6

اس عظیم الشان پیشگوئی کی بنیاد

قرآن مجید میں

قرآن حکیم رب ذوالعجائب کا عظیم الشان معجزانہ کلام ہے ۔ علوم کا منبع ،صداقتوں کا جامع ،حسن و کمالات کا سمندر ،جواہرات کا انمول خزانہ اور چشمۂ عرفان ہے ۔ یہ امر واقعہ ہے ۔ علم و حکمت کے خزائن اور اخبار غیبیہ ایک اندازے اور ضرورت کے مطابق بنی نوع انسان کے لئے ظاہر ہوتے چلے آئے ہیں ۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الہی سے اظہار علی الغیب کا منصب دیا گیا جبکہ آپ کا ہر قول و فعل بھی اسی کے کلام کے تابع ہے ۔ آپ ما ینطق عن الھوی ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے مطابق کلام فرماتے ۔ یعنی آپ اپنی خواہشات کے تابع کلام نہ فرماتے ۔ جو بھی فرماتے وحی الہی کے مطابق ہوتا ۔

اللہ تعالیٰ نے قرب قیامت کی علامات قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں ۔ انہی کا ذکر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ہے اور یہی وہ علامتیں ہیں جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی زمانہ میں مسیح کی آمد ثانی (مسیح موعود) اور امام الزمان مہدی موعود کی بیان فرمائی ہیں ۔ چنانچہ قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں ان متعدد علامات کا ذکر کیا گیا ہے ۔ مثلاً

1۔ اونٹنیاں بے کار ہوجائیں گی (التکویر آیت 5) یعنی ایسی سواریاں نکل آئیں گی کہ اونٹنی کی سواری معطل ہوجائے گی ۔ حدیث میں آمد مسیح کی بھی یہی علامت بیان ہوئی ہے (مشکوۃ کتاب الفتن)

2 ۔ سمندر پھاڑے جائیں گے (التکویر آیت 7) یعنی ان میں سے نہریں نکالی جائیں گی ۔

3 ۔ صحائف شائع کئے جائیں گے ۔ (التکویر آیت 11) یعنی بکثرت کتب ،رسائل واخبارات شائع کئے جائیں گے ۔

4 ۔ لوگ آپس میں مل جائیں گے (التکویر آیت 8) یعنی باہمی میل جول سے افراد اور قومیں مربوط ہوجائیں گی ۔

5۔ زمین اپنے بوجھ (خزانے) باہر نکال پھینکے گی (الزلزال آیت 3) یعنی زراعت ترقی کرے گی اور معدنیات اور زمین کے قیمتی ذخائر نکلیں گے ۔ وغیرہ

قرب قیامت کی ان علامات میں سے اخلاقی ،تمدنی ،مذہبی ،سیاسی اور اقتصادی تغیرات کا ذکر ملتا ہے ۔ اسی طرح بین الاقوامی تعلقات ،دجال اور یاجوج و ماجوج کے خروج کا بھی پتہ چلتا ہے جو اسی زمانے میں ظاہر ہونے والے مسیح موعود اور مہدی موعود کی بھی نشانیاں قرار دی گئی ہیں ۔ چونکہ آنے والے موعود کی آمد بھی آخری زمانہ میں بتائی گئی ہے اس لئے قرآن مجید میں قرب قیامت کے بیان میں

مذکورہ بالا حدیث کی تائید ملتی ہے ۔ گویا اس پیشگوئی کی اصل قرآن کریم میں موجود ہے اور تفصیل حدیث شریف میں ملتی ہے ۔

چنانچہ اس حدیث کی زبردست تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں قرب قیامت کے بیان میں گرہن کا ذکر آتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ۔

فاذابرق البصر ہ وخسف القمر ہ وجمع الشمس والقمر ہ یقول الانسان یومئذ این المفر ہ

(سورۃ القیامۃ آیت 8 تا 11)

ترجمہ ۔ "پس جس وقت آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند گرہن ہوگا اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے (یعنی سورج کو بھی گرہن لگے گا) تب اس روز انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے"۔

قرآن کریم کی اس آیت کے بارہ میں مفسرین نے قرب قیامت میں گرہن کو امام مہدی کا زمانہ قرار دیا ہے ۔ یہاں جمع الشمس و القمر میں ہر دو کے گرہن کا ذکر ہے ۔ کیونکہ قانون قدرت کے مطابق ان کا جمع ہونا محال ہے اور انسان کا محض متحیر ہونا یا اسے افادہء انسان کے لئے ایک نشان ٹھہرانا ایک عجوبہ سے کم نہیں ۔ سورۃ یسین (آیت 41) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

لاالشمس ینبغی لہاان تدرک القمر و لاالیل سابق النہار ط و کل فی فلک یسبحون ہ

یعنی نہ تو سورج کو طاقت ہے کہ وہ اپنے سال کے دورہ میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے اور نہ رات کو طاقت ہے کہ وہ مسابقت کرتے ہوئے دن کو پکڑے بلکہ یہ سب کے سب ایک مقررہ راستہ پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں ۔

اس لئے جمع الشمس و القمر سے یہ مراد نہیں لیا جاسکتا کہ سورج چاند کو پکڑے گا بلکہ یہی مراد ہے کہ سورج بھی گرہن میں شریک ہوگا ۔ جب سورج گرہن ہوتا ہے تو چاند بالکل زمین اور سورج کے درمیان آجاتا ہے اور بظاہر چاند اور سورج دونوں آسمان کے ایک ہی حصہ میں جمع ہوجاتے ہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان آیات کے بارہ میں فرمایا

"قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت ایک یہ بھی پیشگوئی تھی کہ جب آخری زمانہ میں دوسرے آثار قیامت ظاہر ہوں گے اسی زمانہ میں ایک خاص وضع کا کسوف خسوف بھی ہوگا ۔ جیسا کہ اس آیت میں بھی اشارہ ہے ۔ و جمع الشمس و القمر یعنی سورج اور چاند جمع کئے جائیں گے ۔ یہ آیت سورۃ قیامت کی ابتدائی سطروں میں ہے اور اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام

سورۃ قیامت رکھا گیا ہے اور یہ کسوف خسوف آثار قیامت سے ٹھہرایا گیا۔جیسا کہ مسیح خاتم الخلفاء کو بھی آثار قیامت سے ٹھہرایا گیا اور اس آیت سے پہلے یہ آیت ہے۔فاذا برق البصر یعنی جس وقت پتھرا جائیں گی آنکھیں۔یعنی وہ ایسے دن ہوں گے جو دنیا پر ہولناک عذاب نازل ہوں گے ایک عذاب ختم نہیں ہو گا جو دوسرا موجود ہوجائے گا۔پھر بعد کی آیت میں فرمایا یقول الانسان یو مئذ این المفر کلالا وزر یعنی اس دن انسان کہے گا کہ اب ہم ان متواتر عذابوں سے کہاں بھاگ جائیں اور بھاگنا غیر ممکن ہو گا یعنی وہ دن انسان کیلئے بڑی مصیبت کے دن ہوں گے اور ان کا ہولناک نظارہ بے حواس کردے گا"۔

(چشمۂ معرفت صفحہ 321 حاشیہ)

چاند سورج گرہن کی یہ خبر قیامت کے آثار میں سے ہے جیسا کہ آنے والے موعود کی آمد بھی آخری زمانہ میں بتائی گئی ہے۔ چنانچہ یہ خبر قیامت کے واقعات میں سے نہیں۔اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"سو اس نشان میں ایک سلیم اور پاک دل کے ساتھ فکر کرو۔کیونکہ یہ خبر قیامت کے آثار میں سے ہے قیامت کے واقعات میں سے نہیں ہو سکتی جیسا کہ عقلمندوں کے نزدیک نہایت صاف اور روشن ہے۔وجہ یہ کہ قیامت اس حال سے مراد ہے جبکہ اس عالم اصغر کا نظام توڑ دیا جائے اور ایک عالم اکبر پیدا کیا جائے۔پس کیونکہ فک نظام کی حالت میں وہ خسوف کسوف ہوسکتا ہے جس کے علل اور اسباب تمہیں معلوم ہیں اور اس کے ظہور کے وقت اور ظہور کے دروازے تم نے سمجھے ہوئے ہیں اور وہ امر جو نظام عالم کا ایک لازمہ ذاتی ہے کیونکہ بعد فک نظام اور فک تام کے ظہور پذیر ہو کیونکہ تم جانتے ہو کہ خسوف اور کسوف اشکال نظامیہ سے پیدا ہوتے ہیں اور نیز ان کا پیدا ہونا اوضاع مقررہ منتظمہ پر موقوف ہے جو ان اوقات معینہ اور مشہور دنوں پر موقوف ہے جو فن ہیئت میں بیان کئے گئے ہیں پس کیونکر ان کو اس گھڑی کی طرف منسوب کیا جائے جس میں نہ نسب ہیں نہ اسباب نہ نظام نہ ترتیب نہ حکم کرنا۔سو تم سوچو اگر کچھ سوچ سکتے ہو۔پھر لوازم خسوف اور کسوف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سورج اور چاند اپنی اصلی وضع کی طرف رجوع کریں اور اپنی پہلی سیرت کی طرف عود کر آویں اور خسوف کسوف کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کریں مگر تکویر شمس و قمر جو قیامت میں ہو گی وہ اور حقیقت ہے اور تکویر کے وقت نور شمس و قمر اپنی پہلی حالت کی طرف نہیں آئے گا بلکہ تکویر کا وقوع فک نظام اور فساد تام اور انہدام کلی کے وقت ہو گا اور اس کا نام خدا تعالیٰ نے خسوف کسوف نہیں رکھا بلکہ اس کا نام تکویر اور کشط رکھا ہے جیسا کہ تم خدا تعالیٰ کے کلام میں پڑھتے ہو۔"

(نور الحق حصہ دوم صفحہ 8,7)

باب 7

حدیث کی تائید میں

کتب سابقہ کے شواہد

قدیم مذاہب کے بانیوں اور مصلحین نے یہ پیش خبریاں دی ہیں کہ اس دور کے آخر میں ایک مصلح کا ظہور ہو گا جو پھر سے اصلاح خلق کا فریضہ سر انجام دے گا۔ انسانی تمدن کے ارتقاء و ترقی کے ساتھ ساتھ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا جو دین کامل کی حیثیت سے متعارف ہوا۔ اور پھر اسی دین حق کی نشاۃ ثانیہ اور تکمیل اشاعت کے لئے مسیح و مہدی کے ظہور کی خبر دی گئی۔ جبکہ دیگر مذاہب میں بھی ان کے مصلحین کی آمد ثانی کی خبریں دی گئی ہیں۔ اور ان سب کے ظاہر ہونے کی علامتیں بھی ایک جیسی بتائی گئی ہیں۔ خصوصاً چاند اور سورج گرہن کا نشان، جو ظاہر کرتا ہے کہ آنے والا موعود ایک ہی مبارک وجود ہے جو اقوام عالم کا موعود ہے۔

چنانچہ کتب سابقہ میں اس نشانی کا ذکر ملتا ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

یہودی اور مسیحی کتب مقدسہ

عہد نامہ قدیم اور چاند و سورج گرہن۔

عہد نامہ قدیم (بائبل مقدس) یہودیوں اور مسیحیوں کی مقدس کتاب ہے۔

1 ۔ یسعیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے

"بابل کی نسبت بار نبوت جو یسعیاہ بن آموص نے رویا میں پایا۔ آسمان کے ستارے اور کواکب بے نور ہو جائیں گے اور سورج طلوع ہوتے ہوتے تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔"

(یسعیاہ باب 13 آیت 11,10)

2 ۔ یوئیل نبی کی کتاب میں لکھا ہے

(i) "آفتاب تاریک اور مہتاب خون ہو جائے گا" (یوئیل باب 2 آیت 31)

(ii) "خداوند کا دن انفصال کی وادی میں آپہنچا۔ سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے اور ستاروں کا چمکنا بند ہو جائے گا۔"

(یوئیل باب 3 آیت 15,14)

مذ کورہ بالا پیش خبریوں میں کچھ باتیں وضاحت طلب ہیں ۔ جو یہاں بیان کرنا ضروری ہیں ۔

1۔سورج طلوع ہوتے ہوتے تاریک ہوجائے گا ۔اس سے مراد یہ ہے کہ سورج کو طلوع ہونے کےتھوڑے دیر کے بعد جلد ہی اندازاً بوقت چاشت گرہن ہو گا ۔

2۔ستاروں کا چمکنا بند ۔ مذہبی اصطلاح میں علماء کو نجوم فلک سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔جب سورج و چاندگرہن کے بعد حق و باطل میں تمیز کرانے والا حکم و عدل ظاہر ہوجائے گا ۔ تو اس زمانہ کےعلماء روحانی نور سےمحروم ہو چکے ہوں گے اور ان کے بجائے وہ موعودحکم و عدل ہی حق و باطل میں فیصلہ کرے گا ۔علماء زمرہ اشرارمیں شمار ہوں گے ۔ (دانی ایل) ۔یہ حکم و عدل کے اشد ترین مخالفین کی طرف اشارہ ہے کہ وہ نہ صرف حد درجہ کےشریر و ناسمجھ ہونگے بلکہ ان میں سے کوئی بھی اس کی پیروی نہیں کرے گا ۔

عیسائی کتب اور سورج ،چاند گرہن

عیسائیوں کی مقدس کتاب انجیل ہے ۔ جسے عہد نامہ جدید کے نام سے بھی موسوم کیاجاتا ہے ۔اس میں لکھا ہے ۔

1 ۔ متی

متی باب 24 میں آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نےاپنی آمد ثانی کی نشانیوں میں سے ایک علامت یہ بھی بیان کی ۔

"اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعدسورج تاریک ہوجائے گااور چاند اپنی روشنی نہ دے گااور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا ۔اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی ۔"(متی باب 24 آیت 29)

انجیل مقدس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو بار بار "ابن آدم" کہا گیا ہے ۔ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ جب "ابن آدم "مسیح علیہ السلام نئی بعثت میں بروزی رنگ میں دنیامیں ظاہر ہوں گے تو ان کی آمد پر ان کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے سورج اور چاند کو گرہن لگے گا ۔ اور قوموں کے چھاتی پیٹنے سے مراد یہ ہے کہ اس وقت اس نشان پر منکرین کا کچھ بس نہیں چلے گااور وہ بے بسی اور بے چینی کی حالت میں اپنی چھاتی پیٹیں گے ۔جیسے افسوس کررہے ہوں ۔

2 ۔ لوقا

"سورج اور چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہوں گے ۔" (لوقا باب 21 آیت 26)

3 ۔ مرقس

چنانچہ یہی نشان مرقس باب 13 آیت 4 تا 8 میں بھی بیان کیا گیا ہے ۔

سکھ مذہب

سکھ مذہب کی مقدس کتاب سری گرو گرنتھ جی آو میں لکھا ہے کہ

بلے چھلن سبل طن گھت پھلن کاہن کور

نہہ کلنک بجے ڈنک چڑھو دل رد نوجیو

بھاٹ جی صاحب فرماتے ہیں کہ مہاراجہ نے راجہ بل کو چھلن کیا اور پاپیوں کا ناش کیا اور بھگتوں کو سرسبز کیا ۔ اور مہاراج جب نہہ کلنک ہو کر تشریف لاویں گے تو اس وقت روی (سورج) اور اندر (چاند) اس کے ساتھ ہوں گے یعنی اس کے لئے گواہی دیں گے ۔

بھائی بھگوان سنگھ جی گیانی سکھوں کے مشہور وددان یعنی عالم اس کی تشریح میں فرماتے ہیں ۔

"نہہ کلنک جب آوے گا تاں بڑا ڈنکا بجے گا ۔ تیرے ہتھ کا ۔ اتنگی کھنڈا ڈھویا جائے گا تاں دل میں چڑھے گا ۔ روندتے چندرما رسیائی ہووے گی اور وہی چلتے اندا سستا چل تک دل چڑھے گا ۔"

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نہہ کلنک جب مبعوث ہوں گے تو وہ اس مشن کی تبلیغ کو ڈنکے کی چوٹ پر بغیر کسی گھبراہٹ کے کرے گا اور اس کے مدد گار سورج اور چاند ہوں گے اور وہ اپنے مشن کو پھیلانے میں مستقل مزاجی سے کام لے گا خواہ کتنی ہے پریشانیوں سے اسے دوچار ہونا پڑے ۔

ہندو مذہب

اس نشان کا ذکر ہندوؤں کی کتب میں بھی موجود ہے

چندر یشع ۔ سوریسع تتھا تش برہپتی ایک راشو سمپشنتی تدا بھوتی تت کرتم ۔ بھاگوتے

پران شلوک نمبر 112 ۔ ادھیائے 2

یعنی جب چاند اور سورج یک نشتر میں جمع ہو جائیں گے ۔ تب ست یگ شروع ہو جائے گا ۔

مہاتما سورداس جی

مہاتما سورداس جی ایک بہت بڑے ہندو وددان یعنی عالم اور شاعر گزرے ہیں۔ ان کے اشعار کا مجموعہ سور ساگر میں جمع کیا گیا ہے۔ سور ساگر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جب بھی ضلالت پھیلتی ہے تو پرماتما یعنی اللہ تعالیٰ کا اوتار (یعنی رسول) آتا ہے۔ کلکی اوتار کے آنے کے بارے میں مہاتما سورداس جی نے لکھا ہے

ارے من دھیرج کیوں نہ دھرے (ٹیک)

1 ۔ میگھناد راون کا بیٹا سو پنی جنم دھرے
پورب پچھم اتر سکھشن چھوں سش کال پڑے

2 ۔ اکال مرتیو جگ ماہیں ویاپے پرجا بہت مرے
دشٹ دشٹ کو ایسا کاٹے جیسے کیٹ مرے

3 ۔ چندر سوریہ کو راہو گر سے مرتیو بہت پڑے
کلکی بھگوان تیھے پر کٹ ہوں داس سدھار کرے

4 ۔ ایک سہسر نو سو سے اوپر ایسا یوگ پڑے
سہسر ورش تک ست یگ بیتے دھرم کی بیل بڑھے

5 ۔ سورن پھول پر تھوی پر پھولیں پنی جگ دشا پھرے
سورداس یہ ہر کی لیلا ٹارے نہیں ٹرے

ارے من دھیرج کیوں نہ دھرے"

(سور ساگر۔ مجموعہ کلام مہاتما سور داس۔ منقول از چیتادنی صفحہ 103,102 مولفہ 1942ء پرم ہنس پنڈت راج نارائن شاستری۔ چیتادنی آفس رجسٹرڈ۔ گوگانواں۔ پنجاب۔ بھارت۔ نیز رسالہ مصلح آخر زمان)

ترجمہ۔ 1 ۔ اس دنیا میں راون کے بیٹے میگھناد جیسے ظالم اور گنہگار لوگ بار بار پیدا ہوتے رہیں گے۔ اس زمانے میں مشرق و مغرب۔ شمال و جنوب چاروں اطراف میں قحط پڑے گا۔

2۔ اس دور میں بن آئی اور بے وقت موت سے عوام الناس ایک خاصی بڑی تعداد میں لقمہ اجل بن جایا کریں گے۔ نہایت شریر، بدکردار دشٹ لوگوں کو دوسرے بد اطوار، ظالم اور دشٹ لوگ اس طرح ہلاک و تباہ و برباد کیا کریں گے جیسے کیڑے مکوڑے اور پتنگے جل مرتے ہیں۔ (یعنی اس دور میں انسانی اقدار کا دیوالیہ نکل چکا ہوگا)

3۔ چاند اور سوریہ (سورج) کو راہو پکڑ کر کھا ے گا۔ (یعنی چاند اور سورج کو کامل گرہن ہو گا) اس دور میں موتا موتی بہت ہو گی۔
اس وقت کلکی اوتار شری کرشن جی مبعوث ہو کر لوگوں کی اصلاح کر رہے ہوں گے۔
4۔ ایسا یوگ (اجتماع اجرام فلکی و گرہن) ایک ہزار نو سو سال بکرمی، بمطابق 1844ء گذر جانے کے بعد واقع ہو گا۔ ایک ہزار سال ست یگ (سنہری دور) گذرنے کے بعد تک سچے دھرم کی بیل خوب پھیلے، پھولے اور پھلے گی۔
5۔ اس دور میں زمین پر سونے کے پھول اپنی سدا بہار دکھاتے رہیں گے۔ اور دنیا کی دوبارہ نئے سرے سے کایا پلٹ ہو جائے گی۔ مہاتما سورداس جی کہتے ہیں کہ یہ باتیں قادر مطلق عالم الغیب خدا کی لیلا (کرامات) ہیں۔ جو باوجود ٹلانے کے نہیں ٹل سکیں۔
پس اے دل تو صبر کر کہ یہ تمام باتیں اپنے وقت پر بلاشبہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔

وضاحت

1۔ سونے کے پھول ۔"سونا انسان کی روحانی طاقت سے استعارہ ہے" (شت پتھ برہمن کانڈ نمبر 12 پرپاٹھک نمبر 9 برہمن نمبر 1 کنڈ کا نمبر 3 بحوالہ میثاق النبیین صفحہ 60 حصہ اول)
2۔ اعداد و شمار پر مشتمل پیش گوئیوں کے اصول مقرر ہیں۔ ان کے مطابق مہتما سورداس کی پیش گوئی بابت چاند و سورج گرہن کا ظہور 1844ء بمطابق 1900 بکرمی کے بعد لیکن 1900ء بمطابق 2000 بکرمی سے کم عرصہ میں وقوع پذیر ہو گا۔" (تفصیل ملاحظہ ہو۔ نراشنس اور آخری رسول صفحہ 19 مصنفہ پنڈت وید پرکاش اپادھیائے، آچاریہ ویدک سنسکرت۔ دوبارہ اعداد پر مشتمل پیشگوئیوں کے اصول)

پدمچندر کوش صفحہ 211 زیر لفظ جیا، گویا جیوتش کی رو سے قمری مہینہ کی تیرھویں تاریخ کو تین اجرام فلکی کے ایک منزل میں اجتماع کو کسی عظیم الشان شخصیت کے حق میں اس کے ظہور پر یوگ وجیئنتی (فتح کی علامت ۔ علم) کہا گیا ہے۔

مندرجہ بالا حوالہ جات کے بغور مطالعہ کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ باقی مذاہب میں بھی خسوف و کسوف کے نشان کا ذکر اس بات کی بین ثبوت ہے کہ یہ نشان تقدیر الٰہی میں ازل سے مقدر تھا اور جیسا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ نشان پہلے کبھی کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوا اس نشان کی اہمیت کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔

حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

مندرجہ بالا حوالہ جات جہاں ایمان افروز ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تائید میں ہیں وہاں غیر مسلم اقوام کو ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے کی دعوت بھی دے رہے ہیں کیونکہ جیسا کہ آگے چل کر یہ بات سامنے آئے گی کہ یہ نشان جن شرائط کے ساتھ پورا ہوا وہ تمام کی تمام ہمارے پیارے آقا نے تیرہ سو سال پہلے بتادیں تھیں ۔ یہاں یہ بات کرنا بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ یہ نشان صرف امام مہدی کی صداقت کا ہی نشان نہیں بلکہ اس نشان کے ذریعے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بھی روز روشن کی طرح سامنے آجاتی ہے ۔ کیونکہ جن واشگاف اور صاف اور واضح الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی اس کا بالکل اسی طرح پورا ہوجانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی ایک بڑی زبردست دلیل ہے ۔

یہاں یہ بات کرنا اس لئے بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اسلام کے سوا باقی مذاہب کے لئے امام مہدی کو قبول کرنے سے پہلے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنا ضروری ہے تبھی وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی کو قبول کرسکتے ہیں ۔ چنانچہ جہاں یہ نشان مسلمانوں کے لئے امام مہدی کو پہچاننے میں ممد و معاون ہوگا وہاں غیر مسلم اقوام کے لئے حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہچاننے میں مدد گار ہوگا جو اب تک گمراہی اور اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں اور جن کے مذاہب عرصہ ہوا اسلام کی آمد سے منسوخ ہوچکے ہیں ۔

خسوف و کسوف کا نشان

باب 8

بزرگانِ امت کی تصریحات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم الشان اور بے نظیر پیشگوئی کو بزرگان امت اس کی اہمیت کے پیش نظر اپنی کتابوں میں درج کرتے آئے ہیں۔ مسلمانوں کے دونوں بڑے فرقوں، سنی اور شیعہ، کی احادیث کی کتب میں یہ حدیث پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ذیل میں چند حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں۔

1 ۔ فتاویٰ حدیثیہ

دسویں صدی ہجری میں خاتمۃ الفقہا والمحدثین الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیثمی المکی نے اپنی مشہور تالیف الفتاویٰ الحدیثیہ میں یہ حدیث مبارک ان الفاظ میں درج فرمائی۔

و مما جاء عن اکابر اهل البیت فیه قول محمد بن علی: لمهدینا ایتان لم یکونا منذ خلق السموات والارض۔ ینکسف القمر لاول لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه ولم یکونا منذ خلق الله السموات والارض

(الفتاویٰ الحدیثیہ تالیف خاتمۃ الفقہاء والمحدثین الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیثمی المکی صفحہ 42 زیر عنوان "فی علامة خروج المهدی وان القحطانی بعد المهدی" ایڈیشن دوم مطبوعہ 1970ء مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ۔ مصر)

یعنی اکابر اہل بیت سے جو روایات مروی ہیں ان میں سے محمد بن علی کا یہ قول ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جو آسمان اور زمین کی پیدائش سے آج تک ظاہر نہیں ہوئے۔ ایک یہ کہ رمضان کے مہینہ میں پہلی رات گرہن ہوگا اور سورج کا گرہن اس کے نصف میں ہوگا۔ اور یہ نشان جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا ہے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

2 ۔ آثار محشر

صاحب آثار محشر لکھتے ہیں

پیشتر اس ماجرے کے اے ہمام	ہوگا جو اس سال میں ماہ صیام
اس میں ماہ مہر کا اے باوقوف	ہوگا واقع یک خسوف و یک کسوف
اور یوں آواز آوے گی وہاں	وقت بیعت آسماں سے ناگہاں

یعنی یہ مہدی خلیفہ حق کا ہے　　　پس سنو تم بات اس کی جو کہے

(آثار محشر 1869 ، صفحہ 9)

3 ۔ قصیدہ ظہور مہدی

جناب مولوی فیروزالدین صاحب لکھتے ہیں ۔

ہو گا ظاہر ایک بڑا چندر گرہن　　　متصل سورج گرہن کے اک بار

(قصیدہ ظہور مہدی صفحہ 41)

4 ۔ آخری گت

کہے ہیں کہ اس سال رمضان میں　　　سورج چاند کی گہن دونوں سنیں

پہلی تیرھویں چاند کا گہن ہو　　　ستائیسویں گہن سورج کا ہو

(آخری گت مصنفہ مولوی محمد رمضان حنفی مجتبائی مطبوعہ 1278 ھ)

5 ۔ حافظ محمد بن مولانا بارک اللہ لکھوکے

مشہور اہلحدیث بزرگ اور مفسر قرآن مولانا حافظ محمد بن مولوی بارک اللہ لکھوکے نے اپنی کتاب "احوال الآخرۃ" میں لکھا ہے

تیرھویں چن ستیھویں سورج گرہن ہوسی اس سالے

اندر ماہ رمضانے لکھیا ایہہ یک روایت والے

(احوال الآخرت پنجابی منظوم مصنفہ حافظ محمد بن مولوی بارک اللہ مرحوم سکنہ لکھوکے صفحہ 23 زیر عنوان "بیان علامت کبری قیامت کہ اول ظہور محمد مہدی است" شائع کردہ حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب کشمیری بازار لاہور ۔ مطبوعہ 1277 ھ)

گرہن کی تاریخیں ۔

اس جگہ یہ بات واضح رہے کہ مندرجہ بالا دونوں حوالوں میں مولوی صاحبان نے قاعدہ یہ مانا ہے کہ چاند کو گرہن کی تاریخوں میں پہلی تاریخ کو اور سورج کو گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو

گرہن ہو گا اور یہ واضح ہے کہ چاند کی گرہن کی پہلی تاریخ تیرہ ہوا کرتی ہے اور یہی مولوی صاحبان بیان فرما رہے ہیں۔

مگر دوسری تاریخ یعنی درمیانی تاریخ کے بیان میں سہو معلوم ہوتا ہے کیونکہ سورج گرہن کی درمیانی تاریخ اٹھائیس ہوا کرتی ہے ستائیس نہیں۔

بہرحال مولوی صاحبان نے اس نشان کا ظہور اسی طور پر مانا ہے کہ بموجب حدیث چاندگرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو چاندگرہن ہو گا۔ اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو سورج گرہن ہو گا۔

6 ۔ حضرت شیخ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید نورالدین المعروف بہ شاہ نعمت اللہ ولی نواح دہلی کے رہنے والے تھے اور ہندوستان کے ولیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کا زمانہ 560ھ ہے۔ ان کے دیوان کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے ظہور مہدی کی علامات میں بعض پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں۔ جنہیں حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اربعین فی احوال المہدیین" میں درج فرمایا ہے۔ حضرت شیخ نعمت اللہ صاحب ولی فرماتے ہیں۔

قدرت کردگار مے بینم　　　حالت روزگار مے بینم
از نجوم ایں سخن نمے گویم　　　بلکہ از کردگار مے بینم

یعنی جو کچھ میں ان ابیات میں لکھوں گا وہ منجمانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے۔

غین ورے سال چوں گذشت از سال　　　بوالعجب کاروبار مے بینم

یعنی بارہ سو سال ہجری کے گزرتے ہیں عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔

گرد در آئینہ ضمیر جہاں　　　گرد و زنگ و غبار مے بینم

یعنی تیرہویں صدی ہجری میں دنیا سے صلاح و تقویٰ اٹھ جائے گی۔ فتنوں کی گرد اٹھے گی۔ گناہوں کا زنگ ترقی کرے گا اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلیں گے۔

آگے فرماتے ہیں۔

ماہ را رو سیاہ مے بینم　　　　مہر را دل فگار مے بینم

میں چاند کا چہرہ سیاہ دیکھ رہا ہوں، سورج کا دل زخمی دیکھ رہا ہوں۔

چوں زمستاں بے چمن بگذشت　　　　سخن خوش بہار مے بینم

یعنی جب کہ زمستاں بے چمن مراد یہ ہے کہ جب تیرہویں صدی کا موسم خزاں گزر جائے گا تو چودہویں صدی کے سر پہ آفتاب بہار نکلے گا یعنی مجدد وقت ظہور کرے گا۔

دور اوچوں شود تمام بکام　　　　پسرش یاد گار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑ کا یاد گار رہ جائے گا۔

ا۔ح۔م و دال مے خوانم　　　　نام آں نامدار مے بینم

یعنی کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اس امام کا احمد ہو گا۔

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں　　　　ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی وہ مہدی بھی ہو گا اور عیسیٰ بھی، دونوں صفات کا حامل ہو گا

(آٹھ صد سالہ پیش گوئی الموئف ، الناشر ، المترجم ایچ۔ایم۔سرور نظامی طارق آباد گلی نمبر 5 مکان نمبر 418 فیصل آباد، ادارہ کتابت نئی غلہ منڈی چنیوٹ بازار، فیصل آباد)

7۔ مختصر تذکرہ القرطبی میں دوبار گرہن کا ذکر

الشیخ ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی الانصاری المعروف بالشعرانی نے کتاب مختصر تذکرہ القرطبی مطبوعہ 1939ء مطبع مصطفی البابی الحلبی میں لکھا ہے۔

"ان الشمس تنکسف مرتین فی رمضان قبل خروج المہدی" (صفحہ 148)

کہ سورج کو گرہن دو مرتبہ رمضان کے مہینہ میں مہدی کے خروج سے پہلے ہو گا۔

نوٹ۔ موءلف کا مہدی کے لئے خروج کا استعمال اس "تصور جہاد" کے پیش نظر معلوم ہوتا ہے جو عام طور پر لوگوں میں پایا جاتا ہے یعنی تلوار لے کر کافروں کا قتل کرنا۔اس سے مراد دعویٰ نہیں۔بلکہ میدان جہاد میں نکلنا ہے۔

8۔اکمال الدین

شیعہ مکتب فکر کی معتبر کتاب اکمال الدین مصنفہ محدث اکبر ابو جعفر محمد بن علی الحسین المتوفی 381ھ المطبعہ حیدریہ النجف خسوف القمر اور کسوف الشمس کا ذکر کیا ہے۔اور اسکی تاریخوں کا (اجتہاد آ)

ذ کر کیا ہے ۔ تاہم چاند گرہن سورج گرہن کے نشان کو اصولاً بیان کردیا ہے ۔ (صفحہ 614, 615)

9 ۔ امام القائم (المہدی) کے لئے کسوف و خسوف

فروع من الجامع الکافی مصنفہ رئیس المحدثین امام الحافظ ابو جعفر محمد بن یعقوب مطبع نو لکشور نے کسوف و خسوف کے نشان کا رمضان کے مہینہ میں ظاہر ہونے کا ذکر کیا ہے ۔ (معمولی لفظی فرق ہے "۔۔۔۔لم تکونا منذ ھبط ادم الی الارض" اصولی طور پر پیش گوئی کسوف و خسوف کا ذکر ہے ۔

10 ۔ علامہ باقر مجلسی کا ذکر نشان کسوف و خسوف

بحار الانوار میں علامہ موصوف بیان کرتے ہیں ۔

"انی لاعلم انما تقول و لکنھما ایتان لم تکونا منذ ھبط ادم ۔"

ترجمہ ۔ "میں زیادہ بہتر جانتا ہوں تم تو صرف باتیں بناتے ہو ۔ یعنی اعتراض کرتے ہو حالانکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشانات ہیں جو آدم علیہ السلام سے لے کر کبھی ظاہر نہیں ہوئے ۔"

(بحار الانوار جلد 13 صفحہ 158 زیر عنوان علامات ظہورہ صلوات اللہ علیہ تالیف علامہ باقر مجلسی)

اسی واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ

اول ۔ امام صاحب کے نزدیک یہ تاریخیں قطعی نہیں ہیں محض ان کا اپنا اجتہاد ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ایک جگہ رمضان کی پانچ تاریخ کو اور دوسری جگہ رمضان کی آخری تاریخ میں چاند گرہن کا ذکر فرمارہے ہیں ۔

دوم ۔ تاریخوں پر اعتراض کرنے والے کو اور ان پر زور دینے والے کو آپ نے معترض قرار دے کر رد فرمایا ہے ۔

سوم ۔ آپ نے یہ توجہ دلائی کہ تم بس اتنا ایمان رکھو کہ یہ " ولکنھما ایتان لم تکونا منذ ھبط ادم " یہ ایسے عظیم نشان ہوں گے جو بعثت آدم سے لے کر اس وقت تک ظاہر نہ ہوئے ہوں گے ۔

حقیقت یہی ہے کہ آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والے نشانات میں صرف ایک ہی پہلو کو قبل از وقت قطعی قرار دینا درست نہیں ہوا کرتا اور یہی بات امام صاحب نے معترض کو سمجھائی ہے ۔

11 ۔ قیامت نامہ میں تذکرہ علامات مہدی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند مترجم کلام پاک حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی امام مہدی کی علامات و نشانات کے تذکرہ میں فرماتے ہیں ۔

"و علامت ایں قصہ آنست کہ پیش ازیں ماہ رمضان کہ گذشتہ باشد دروی دو کسوف شمس و قمر واقعہ شدہ باشد"

کہ امام مہدی کے واقعہ کی علامت یہ ہو گی کہ اس سے پہلے کے رمضان میں سورج اور چاند گرہن واقعہ ہوں گے۔

(قیامت نامہ صفحہ 4 تالیف حضرت راس المفسرین مولانا مولوی شاہ رفیع الدین صاحب مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی)

12 ۔ مفتی غلام سرور صاحب

ایک بزرگ مفتی غلام سرور صاحب (متوفی 1307 ھ) نے "احوالآخرۃ موسوم بہ اقوالآخرۃ" کے صفحہ 16 پر فرمایا ہے۔

بہت قریب ظہور مہدی دی سمجھو نال یقینے

چن سورج دوہیں گرہ جاسن وچہ رمضان مہینے

13 ۔ حجج الکرامہ میں علامات کا ذکر

تیرھویں صدی ہجری میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی معروف و مشہور کتاب بنام حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ میں اسی نشان کو علامت مہدی کے ضمن میں درج کرتے ہوئے لکھا

"محمد بن علی گفتہ مہدی را دو آیت است کہ نبودہ از روزیکہ خدا آسمانہا و زمین آفرید کسوف گیرد ماہتاب در شب اول از ماہ رمضان و آفتاب در نصف رمضان و اجتماع ایں ہر دو کسوف در ماہی گاہی نبودہ"

(حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ صفحہ 344 تالیف سید محمد صدیق حسن خان صاحب مطبوعہ 1271 ھ مطبع شاہجہانی واقع بلدۃ بھوپال)

یعنی محمد بن علی (امام باقر) نے فرمایا کہ مہدی کے دو ایسے نشانات ہیں جو کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو رمضان کے مہینہ میں پہلی رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو نصف رمضان میں۔ اور ان دونوں گرہنوں کا ایک ماہ میں اجتماع کبھی نہ ہوا ہو گا۔

مزید لکھتے ہیں کہ "اہل نجوم کے نزدیک چاند گرہن زمین کے سورج کے مقابل آنے سے ایک عام حالت میں سوائے تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں اور اسی طرح سورج گرہن بھی خاص شکل میں سوائے ستائیسویں، اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخوں کے کبھی نہیں لگتا"۔

(حجج الکرامہ صفحہ 344 ۔ ترجمہ از فارسی متن)

14 ۔ اقتراب الساعۃ میں نشان مہدی کا بیان

پھر انہی کے بیٹے نورالحسن خان صاحب نے عین چودھویں صدی ہجری کے پہلے سال 1301ھ

میں اپنی تالیف اقتراب الساعۃ میں اسی نشان کو بایں الفاظ درج کیا۔

"رمضان میں سورج چاند کو گہن لگنا یہ روایت امام محمد بن علی باقر سے ہے انہوں نے کہا ہمارے مہدی کے لئے دو نشانیاں ہیں کہ جب سے خدا نے آسمان زمین کو پیدا کیا ہے آج تک نہیں ہوئیں ایک یہ کہ پہلی رات رمضان کو کسوف قمر کا ہوگا۔ دوسرے نصف رمضان میں سورج کو گہن لگے گا۔ رواہ الدارقطنی فی سننہ (ترجمہ۔ اسے دارقطنی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے)

(اقتراب الساعۃ صفحہ 106 تالیف نورالحسن خان صاحب مطبوعہ 1301ھ مطبع مفید عام آگرہ بادارت منشی محمد احمد خان صاحب)

سال کا انکشاف

15 ۔ حضرت شیخ محمد عبدالعزیز صاحب پرہاروی۔

ملتان کے مشہور ولی کامل بزرگ حضرت شیخ محمد عبدالعزیز صاحب پرہاروی نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر عین اس سن کی نشان دہی فرمائی جس میں یہ نشان ظہور پذیر ہونا تھا۔ ان کو مجدد الوقت ماننے والے خاکوانی قبیلہ کے ایک مرید احمد خان صاحب افغان نے حلفیہ بیان کے ذریعہ شہادت دی کہ ان کے مرشد، جو صاحب کشف و الہام ہونے کے علاوہ کئی قیمتی کتب کے مصنف بھی تھے، کا ایک فارسی شعر زبان زد خلائق تھا اور کئی معروف مقررین اسے اپنی تقریروں میں بڑی لے سے پڑھا کرتے تھے۔ 1906ء کے رمضان المبارک میں انہوں نے یہ حلفیہ شہادت قلمبند کرتے ہوئے لکھا کہ اب تک اس شعر کو خصوصا ملتان کے علاقہ میں بکثرت پڑھا اور دہرایا جاتا ہے۔

"در سن غاشی ہجری دو قران خواہد بود   از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود"

(اخبار بدر ۔ 14 مارچ 1907ء)

کہ سن غاشی میں دو (سورج اور چاند) گرہن واقع ہوں گے اور مہدی و دجال کے لئے بطور دو نشان ہوں گے۔

غاشی کے الفاظ حروف ابجد کے اعداد کے مطابق 1311 بنتے ہیں گویا یہ نشان 1311 ھ میں وقوع پذیر ہوگا۔ (غ ۔ الف ۔ ش ۔ ی 1000+1+300+10=1311)

16 - الشیخ الاکبر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

یہ 1311 ھ ٹھیک وہی سال ہے جس کی نسبت مورخ اسلام علامہ ابن خلدون کے مطابق الشیخ الاکبر حضرت ابن عربی نے خ - ف - ج کے حروف کے ساتھ پیشگوئی فرمائی تھی کیونکہ ان حروف کی مقدار 683 بنتی ہے جس میں اگر ان کا سن وفات 628 جمع کر دیں تو اس کی میزان 1311 بن جاتی ہے - مقدمہ ابن خلدون کی عبارت کا متن یہ ہے -

"وقال ابن العربی فیما نقل ابن ابی و اطیل عنه هذا الامام المنتظر هو من اهل البیت من ولد فاطمة و ظهوره یکون من بعد مضی خ ف ج من الهجرة ورسم حروفاً ثلاثة یرید عددها بحساب الجمل و هو الخاء المعجمة بواحدة من فوق ستمائة و الفاء اخت القاف بثمانین و الجیم المعجمة بواحدة من اسفل ثلاثة و ذلک ستمائة و ثلاث و ثمانون سنة -"

ترجمہ - ابن ابی وطیل نے ابن عربی سے نقل کیا ہے کہ یہ امام منتظر، اہل بیت میں سے بنو فاطمہ میں سے ہو گا - اس کا ظہور ہجرت میں سے خ ف ج گزرنے کے بعد ہو گا - انہوں نے تین حروف لکھے ہیں جن سے بحساب جمل ان کے عدد مراد ہیں - خ کے چھ سو، ف کے اسی اور جیم کے تین - اس طرح یہ چھ سو تراسی عدد بنتا ہے -

چنانچہ محی الدین ابن عربی نے جو خاص خدا سے علم پا کر "خ ف ج" کے اعداد پر امام مہدی کے ظہور کا ذکر فرمایا ہے اس میں آیات قرآنیہ (سورۃ قیامۃ) کی طرف بلیغ اشارہ ہے اور ان آیات سے استخراج کر کے ایک ایسا معنی خیز مفرد نکالا ہے جس میں اس عظیم الشان پیشگوئی کا زمانہ بھی بیان کر دیا ہے جو ان آیات میں درج ہیں -

خ - ف - ج - دراصل آیۃ مبارکہ خسف القمر و جمع الشمس و القمر (القیامہ آیت 10,9) سے کنایہ ہے - خسف چونکہ ایک خاص علامت ہے اس لئے اس کا پہلا اور آخری حرف لے لیا گیا ہے جو کہ خ اور ف ہے - آیت قرآنی کا دوسرا ٹکڑا حرف ج سے شروع ہوتا ہے - مثال سے بات سمجھ آتی ہے - مثلاً الم ، انا اللہ اعلم کے معنی دیتے ہیں - اسی طرح آیت مندرجہ بالا کا کنایہ خ - ف - ج ہے -

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب میں بھی نشان خسوف و کسوف کا ذکر ملتا ہے۔

17 ۔ سنن ابوداؤد

مولفہ امام سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ ۔ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۔ 1346 ھ اس کے حواشی میں شیخ الہند مولانا مولوی محمود حسن صاحب نے دارقطنی کے حوالہ سے رمضان میں مہدی علیہ السلام کے لئے کسوف و خسوف والی حدیث کا ذکر کیا ہے۔

18 ۔ عقائد الاسلام

مصنفہ حضرت مولانا عبدالحق حقانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ صفحہ 182 مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور ۔ امام مہدی کے متعلق تفصیلی اور علامات کبریٰ کے ذیل میں رمضان میں دوبار کسوف و خسوف والی علامت بھی مذکور ہے ۔ مطبوعہ 1292ھ ۔

19 ۔ فیصلہ ناطق مابین کاذب و صادق

ڈاکٹر ایس ۔ ایم ۔ عظیم الدین صاحب حنفی قادری دیوبندی ۔ مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور ۔ 12 اکتوبر 1908 ء ۔ اس کتاب میں بھی رمضان المبارک کے ایک مہینے میں چاند و سورج کے دو گرہنوں کو ظہور مہدی موعود کی بڑی علامت قرار دیا ہے۔

20 ۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی

مرتبہ حضرت عرفان بیانی ۔ مطبع منشی نولکشور لکھنوء ۔ یہ کتاب فارسی میں ہے ۔ جس میں انہوں نے رمضان میں کسوف و خسوف کو مہدی موعود کے لئے نشان کے طور پر پیش کیا ہے ۔ دارقطنی کی حدیث کا لفظی ترجمہ پیش کیا گیا ہے ۔ (جلد 2 صفحہ 132)

21 ۔ مراۃ الحق

موءلفہ محمد یار المتخلص بہ صادق کوٹلوی ۔ مطبوعہ 1318 ھ اسلامیہ پریس لاہور ۔ اس کتاب میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے قیامت سے پہلے دجال، مسیح موعود و مہدی موعود اور یاجوج و ماجوج کے ظہور پذیر ہونیکا ذکر ہے ۔ اس ضمن میں رمضان میں کسوف و خسوف کا ذکر ہے۔

22 ۔ عصاء موسیٰ علیہ السلام

مصنفہ الٰہی بخش ۔ مطبوعہ 1318 ھ مطبع انصاری دہلی ۔ اس کتاب میں بھی مہدی کے واسطے رمضان میں کسوف و خسوف کو تسلیم کیا گیا ہے۔

باب 9

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ مہدویت

اور

نشان خسوف و کسوف کا ظہور

خاندانی حالات

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی موعود و مسیح موعود علیہ السلام مشہور ایرانی قبیلہ برلاس کے چشم و چراغ تھے ۔ آپ کا خاندان ایک شاہی خاندان تھا جس کے فارسی قالب کو جناب الہی کی طرف سے ترکی،چینی اور فاطمی خون کا لطیف امتزاج بخشا گیا تھا ۔ آپ کے مورث اعلیٰ مرزا ہادی بیگ تھے جو 1530ء میں اپنے خاندان کے ساتھ کش سے پنجاب داخل ہوئے اور قادیان کی مثالی ریاست کی بنیاد رکھی ۔ جو 1802 ء تک قائم رہی ۔ جس پر بالآخر آپ کے دادا مرزا عطاء محمد صاحب کے وقت سکھ قابض ہو گئے ۔ اور آپ کے خاندان کو ریاست کپورتھلہ میں پناہ گزین ہونا پڑا جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں دوبارہ قادیان میں آ گیا ۔ اور آپ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو اپنی ریاست کے پانچ گاؤں واپس مل گئے ۔

ولادت ۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کے بطن مبارک سے 14 شوال 1250 ھ مطابق 13 فروری 1835ء طلوع فجر کے بعد قادیان میں بروز جمعہ تولد ہوئے ۔ حضرت مسیح ناصری کی طرح آپ کی ولادت میں بھی ندرت کا رنگ تھا کیونکہ آپ محی الدین ابن عربی کی پیشگوئی کے مطابق توام پیدا ہوئے تھے ۔

پاکیزہ بچپن، تعلیم اور زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے خانہ خدا میرا مکان، صالحین میرے بھائی، ذکر الہی میری دولت اور خلق خدا میرا خاندان رہا ہے ۔ ایک صاحب کرامت اور ولی اللہ مولوی غلام رسول (قلعہ میہاں سنگھ) نے آپ کو بچپن میں دیکھا تو بے ساختہ فرمایا کہ "اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے ۔" 6-7 سال کی عمر میں آپ نے قادیان میں ایک حنفی بزرگ فضل الہی صاحب سے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھیں ۔ قریباً 10 سال کے ہوئے تو فیروزوالہ کے ایک عربی خوان اہل حدیث عالم مولوی فضل احمد صاحب آپ کی تعلیم کے لئے مقرر ہوئے جنھوں نے بہت توجہ اور محنت سے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو پڑھائے ۔ عمر کے سترہویں اٹھارویں سال میں بٹالہ کے شیعہ عالم مولوی گل علی شاہ صاحب سے آپ نے نحو منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ حاصل کیے اور طبی کتابیں اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں ۔

دوران تعلیم آپ نے پہلی بار عالم خواب میں محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا ۔ آپ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی اونچی ہو گئی ہے ۔ حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعائیں پڑ رہی ہوں ۔

خدمت دین کی مجاہدانہ تیاری

حضرت اقدس علیہ السلام کو ابتدا ہی سے جناب الہی سے ایسا جذب عطا ہوا کہ آپ شروع ہی سے خلوت نشین ہو گئے تھے ۔ اور سارا سارا دن مسجد میں بیٹھ کر قرآن شریف پڑھتے اور اس کے حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے اور اسلام اور مسلمانوں کی

خستہ حالی کو دیکھ کر دن رات مضطرب اور بے چین ہوجاتے تھے ۔

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا　　　　اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

غیرت رسول کا بے پناہ جذبہ شروع ہی سے ایسا موجزن تھا کہ 16-17 برس کی عمر سے عیسائیوں کے اعتراضات جمع کرنے کی مہم شروع کر دی تھی ۔

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰ　　　　مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

سیالکوٹ میں تبلیغ اسلام کے معرکے

1864ء سے 1867ء تک آپ سیالکوٹ میں قیام فرما رہے ۔عیسائیوں نے پنجاب کو اور پنجاب میں خصوصاً سیالکوٹ کو عیسائیت کے فروغ کا بھاری مرکز بنا رکھا تھا ۔حضرت اقدس نے یہاں تبلیغ اسلام اور رد عیسائیت کا پر جوش محاذ کھول دیا اور خصوصاً سکاچ مشن کے بڑے نامی گرامی پادری بٹلر سے آپ کے بڑے بڑے معرکے ہوئے اس سفروشانہ جہاد کا تذکرہ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے استاد مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کے بیانات میں بھی ملتا ہے ۔

قلمی جہاد کا آغاز

سیالکوٹ سے واپسی کے بعد آپ پھر قادیان میں تشریف لے آئے اور خدمت دین و ملت کی سر گرمیاں جاری کر دیں ۔ 1872ء میں آپ نے اسلام کی تائید میں قلمی جہاد کا آغاز فرمایا اور اندازاً 1873ء میں آپ نے شعر و سخن کو اشاعت حق کا ذریعہ بنایا ۔

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق　　　　اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

روزوں کا مجاہدہ عظیم

1875ء میں آپ نے خدائے عزوجل کے ارشاد پر نو ماہ تک روزوں کا عظیم مجاہدہ کیا ۔جس میں آپ کو عالم روحانی کی سیر کرائی گئی ۔اور گزشتہ انبیاء و صلحاء اور حضرت علی و فاطمہ و حسن حسین رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی عین بیداری کی حالت میں زیارت نصیب ہوئی ۔یہ آپ جیسے عاشق رسول کا لطیف معراج تھا ۔

کثرت مکالمات کی ابتداء

2جون 1872ء کو آپ کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا انتقال ہوا اور ساتھ ہی بڑے زور شور سے آپ پر مکالمات و مخاطبات کا نزول شروع ہوگیا ۔اور آپ براہ راست رب العالمین کی آغوش تربیت میں آگئے ۔یہی وجہ ہے کہ اگرچہ آپ کے والد کے وصال کے بعد آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب (متوفی 1883ء) ہی پوری خاندانی جائداد پر قابض و منصرم تھے اور آپ 7 سال تک صبر آزما عالم درویشی و فقیری میں رہے ۔ مگر آپ کا ذوق تبلیغ اور جذبہ عبادت کم ہونے کی بجائے گویا بحر مواج کی شکل اختیار کر گیا ۔اور آپ ہر قسم کی دنیوی جھمیلوں سے بے نیاز ہو کر خدمت دین میں سر گرم

عمل ہو گئے اور خصوصاً آریہ سماج پر پوری قوت سے حملہ کر دیا، جس میں اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

براہین احمدیہ جیسی شہرہ آفاق کتاب کی اشاعت

1880ء سے 1884ء تک آپ کے قلم مبارک سے براہین احمدیہ جیسی معرکۃ الآرا تصنیف منظر عام پر آئی جس سے برصغیر پاک و ہند میں زبردست تہلکہ مچ گیا۔ اور مسلمانان ہند جو عیسائیت، آریہ سماج اور مغربی فلسفہ اور الحاد کے مرکب اور خوفناک حملہ سے نیم جاں اور نڈھال ہو چکے تھے اسلام کے اس زبردست دفاع سے ایک نئی زندگی اور نئی طاقت محسوس کرنے لگے اور مسلمان علماء و فضلاء مثلاً ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈووکیٹ اہل حدیث، حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی، اور مولانا محمد شریف صاحب بنگلوری نے اس کتاب کو ایک بے نظیر شاہکار تسلیم کیا۔ اور دشمنان اسلام کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ساتھ ہی کفر کی طاقتیں مجتمع اور منظم ہو کر آپ کے خلاف برسر پیکار ہو گئیں۔

دعویٰ ماموریت اور نشان نمائی کی عالمگیر دعوت

مارچ 1882ء میں آپ کو ماموریت کی خلعت سے نوازا گیا۔ چنانچہ آپ کو ماموریت کا پہلا الہام ان الفاظ میں ہوا۔

یا احمد بارک اللہ فیک۔ مارمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمیٰ۔ الرحمن علم القران۔ لتنذر قوماً ما انذر ابائھم۔ و لتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی امرت و انا اول المومنین۔

یعنی "اے احمد! اللہ نے تجھے برکت دی ہے۔ پس جو وار تو نے دین کی خدمت میں چلایا ہے وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ دراصل خدا نے چلایا ہے۔ خدا نے تجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے تاکہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کرے۔ جن کے باپ دادے ہوشیار نہیں کئے گئے اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جاوے۔ لوگوں سے کہدے کہ مجھے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم)

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا۔

قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون۔

یعنی۔ "ان کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے نہیں۔ پھر ان کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں۔"

یہ الہامات آپ نے اپنی عظیم الشان تصنیف براہین احمدیہ میں شائع فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں آپ نے چودہویں صدی ہجری کے مجدد ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ جس کے بعد 1884ء اور 1885ء میں آپ نے دنیا بھر کے غیر مسلم لیڈروں اور راہنماؤں کو نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی اور اس سلسلہ میں بیس ہزار اردو اور انگریزی اشتہارات بذریعہ رجسٹری بھجوائے مگر

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند　　　ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

لدھیانہ میں بیعت اولیٰ

23 مارچ 1889 ء کا مبارک دن ہمیشہ تاریخ سلسلہ احمدیہ میں ممتاز رہے گا۔ کیونکہ اس دن حضرت صوفی احمد جان لدھیانوی کے مکان واقع محلہ جدید میں پہلی بیعت ہوئی اور 40 عشاق نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔ اول المبائعین ہونے کا فخر حضرت حاجی الحرمین الشریفین مولانا حکیم نورالدین بھیروی (خلیفۃ المسیح الاول) کو حاصل ہوا۔

دعویٰ مسیحیت

1890ء کے آخر میں آپ پر انکشاف کیا گیا کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے" اس پر 1891ء میں آپ نے "فتح اسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" کتابیں شائع کر کے علمائے وقت پر اتمام حجت کے علاوہ ازیں لدھیانہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے اور دہلی میں مولوی بشیر احمد صاحب بھوپالی سے لاجواب مباحثات کئے۔ مگر علماء ظواہر نے اپنی قدیم روایات کے مطابق آپ کے خلاف فتویٰ کفر لگادیا۔ البتہ علامہ حالی، ریاض خیر آبادی، سر سید احمد خان، مولوی سراج الدین مدیر زمیندار، مولانا شبلی، عبدالحلیم شرر، نواب محسن الملک، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی جیسے روشن خیال مسلم عمائد اس مخالفت میں غیر جانبدار رہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی جنھوں نے آپ کے خلاف تکفیر پر ہندوستان بھر کے علماء کو جمع کر کے کفر نامہ شائع کیا تھا انگریزی حکومت نے ان کو چار مربعہ زمین سے نوازا اور زندگی کے آخری دم تک انگریزوں کے کان بھرتے رہے کہ مرزا صاحب حکومت کے باغی اور مہدی سوڈانی سے زیادہ خطرناک ہیں۔ برطانوی افسروں کی ان پر کڑی نگرانی رہنی چاہیے۔

متعدد شہروں کا تبلیغی سفر

1892ء میں حضور نے لاہور، سیالکوٹ، کپورتھلہ، جالندھر اور لدھیانہ کا سفر اختیار کر کے حق و اشاعت کی آواز پنجاب بلکہ ملک کے کونہ کونہ تک پہنچادی۔ اگلے سال حضور اسی غرض سے فیروزپور بھی تشریف لے گئے۔ نیز امرتسر میں عیسائیوں سے ایک فیصلہ کن مباحثہ کیا۔ جس کی بازگشت انگلستان میں بھی سنائی دی گئی۔ چنانچہ لارڈ بشپ نے پادریوں کی عالمی کانفرنس میں اس خطرہ کا اظہار کیا کہ اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں اور ہندوستان کی برطانوی مملکت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے۔

ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام

1893 ء میں آپ نے آئینہ کمالات اسلام کے نام سے ایک پر معارف کتاب لکھی جس میں ملکہ وکٹوریہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جس پر حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف جیسے اہل اللہ نے خراج تحسین ادا کیا۔ جون 1897ء میں ملکہ کی جوبلی ہوئی اس تقریب پر آپ نے نہ صرف ملکہ کو دوبارہ دعوت اسلام دی بلکہ انگلستان میں ایک جلسہ مذاہب کی تجویز بھی پیش فرمائی۔

بلاد عربیہ میں آپ کا پیغام

- فروری 1894 ءمیں آپ نے "حمامۃ البشریٰ" شائع کی جو مرکز اسلام میں خصوصاً اور دوسرے بلاد عربیہ میں عموماً کثرت سے بھجوائی گئی۔اور ہر طبقہ میں آپ کا ذکر پہنچ گیا۔

شدید مخالفت اور دعا

یہ وہ وقت تھا جب آپ کے دعویٰ مہدویت کو پورے زور کے ساتھ شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ قدیم سنت کے مطابق آپ کی شدید مخالفت بھی ہو رہی تھی اور آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فروری 1894 ءمیں عربی زبان میں "نور الحق" تصنیف فرمائی۔اس میں باوجود منجانب اللہ ہونے کے لوگوں کی طرف سے تکفیر و تکذیب کی آندھیاں دیکھ کر آپ فریاد کناں ہوئے اور دعا کی کہ۔

"اے خدا! کیا میں تیری طرف سے نہیں؟ اس وقت لعنت و تکفیر کی کثرت ہو گئی۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ اے خدا تو آسمان سے میرے لئے نصرت نازل فرما اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کے لئے آ۔ میں کمزوروں اور ذلیلوں کی طرح ہو گیا اور قوم نے مجھے مجھے دھتکار دیا اور مورد ملامت بنایا۔ پس تو میری ایسی نصرت فرما جیسی تو نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر کے دن فرمائی۔

و احفظنا یا خیر الحافظین۔ انک الرب الرحیم۔ کتبت علیٰ نفسک الرحمۃ فاجعل لنا حظاً منھا وار النصرۃ و ارحمنا و تب علینا و انت ارحم الراحمین"

(روحانی خزائن جلد ہشتم صفحہ 6 بحوالہ نور الحق حصہ اول)

خسوف و کسوف کے نشان کا انتظار اور مطالبہ

چودہ صدیوں کے دوران اس نشان آسمانی کو دیکھنے کی تمنا اور طلب و جستجو مسلسل پرورش پاتی رہی۔ گزشتہ صدیوں کے شیعہ اور سنی ذخیرہ کتب میں اس نشان کا مسلسل ذکر موجود ہے۔ اہل سنت اور اہل حدیث کی معتبر کتاب سنن الدار قطنی اور الفتاوی الحدیثیہ، حجج الکرامہ، اقتراب الساعۃ، مکتوبات امام ربانی اور شیعہ کتب میں بحار الانوار اور اکمال الدین بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار کتب میں اس

نشان کا ذکر ملتا ہے اور اس نشان کو سچے مدعی کے لئے ایک لازمی شرط قرار دیا گیا ہے جیسا کہ پہلے بہت سے حوالے درج کئے گئے ہیں ۔ اس طلب و جستجو کے نتیجہ میں نشان کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے ۔

اس فضا میں جب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدویت کا دعویٰ فرمایا تو ہر طرف سے اس نشان کے دکھائے جانے کا مطالبہ ہونے لگا ۔ جہاں عام مجالس میں لوگوں نے اس نشان کا مطالبہ کیا وہاں بعض احباب نے اس بارے میں آپ کو خطوط بھی لکھے ۔ ان خطوط کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

"و قرءت فی مکتوب انهم ینتظرون الخسوف والکسوف بالانتظار الشدید و یرقبونهما رقبة هلال العید و ما بقی فیها بیت الا و اهله ینامون و یستیقظون فی هذه الاذکار"

(نورالحق ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 197)

ترجمہ ۔ اور میں نے ایک خط میں پڑھا ہے کہ وہ خسوف و کسوف کے سخت انتظار کر رہے ہیں ، اور اس کی ایسی انتظار کر رہے ہیں جیسا کہ ہلال عید کی انتظار ہوتی ہے اور مکہ میں کوئی ایسا گھر باقی نہیں رہا جس گھر کے باشندے سوتے جاگتے یہی ذکر نہ کرتے ہوں ۔

آسمانی نشان کا ظہور

یہ مطالبہ جائز تھا اور آہستہ آہستہ بڑھتا چلا گیا اور تمام علاقوں میں اس کی شہرت ہو گئی اور حضور نے خدا سے بار بار دعا کی کہ وہ آپ کو ایسا نشان عطا فرمائے جس سے آپ کی صداقت ساری دنیا پر ظاہر ہو جائے ۔

چنانچہ جب یہ ذکر اور مطالبہ انتہا کو پہنچ گیا تو وہ خدا جو سچوں کا دوست اور صادقوں سے وفادار ہے اس نے امام الزمان کی سچائی اظہر من الشمس کرنے کے لئے پیشگوئیوں کے عین مطابق 1311 ھ بمطابق 1894 ء میں تمام شرائط کے ساتھ سورج اور چاند کو گرہن لگا دیا ۔

1 ۔ رمضان کا مہینہ تھا ۔

2 ۔ چاند گرہن ، گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی 13 رمضان کو عیسوی کلینڈر کے مطابق 21 مارچ 1894 ء بروز بدھ ہوا ۔

3 ۔ سورج گرہن ، گرہن کے دنوں میں سے درمیانے دن یعنی 28 رمضان کو عیسوی کلینڈر کے

مطابق 6 ۔اپریل 1894 ء بروز جمعۃ المبارک ہوا۔

4 ۔مدعی مہدویت ،حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام موجود تھے ۔

5 ۔ جنہوں نے اس نشان کو اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر پیش کیا۔

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
مہر و مہ کی آنکھ غم سے ہو گئی تاریک و تار

ایک ایمان افروز واقعہ

چاند گرہن دیکھنے کے بعد لوگ دور دور سے قادیان آنا شروع ہو گئے ابھی سورج گرہن نہیں ہوا تھا اس لئے پیش گوئی پوری نہیں ہوئی تھی لیکن کتنا یقین تھا اپنے ایمان پر کے دور دور سے اپنے گھروں کو چھوڑ کر مہدی کے در پر کشاں کشاں چلے آئے تا کہ ان کے ساتھ سورج گرہن کا نظارہ کرسکیں اسی سلسلہ کا ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے ۔

1892ء میں آپ کو قبول کرنے والے دو خوش نصیب بھائی (جو ریاست ٹونک کے وزیر اعظم مرزا عبدالرحیم کی اولاد میں سے تھے) مرزا ایوب بیگ (استاد سائنس ' ایچی سن کالج)اور مرزا یعقوب بیگ (سٹوڈنٹ میڈیکل کالج) لاہور میں مقیم تھے ۔ ان کے ساتھ ایک اور دوست مولوی عبدالعلی صاحب آف کلانور ' تینوں 21 مارچ 1894 ء بمطابق 13 رمضان المبارک 1311 ھ بروز بدھ چاند گرہن کا مشاہدہ کر چکے تھے اور اب خود حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی طرح سورج گرہن دیکھنے کی تمنا رکھتے تھے ۔انہوں نے سوچا کہ قادیان پہنچ کر خود مہدی موعود کے ساتھ یہ عظیم نشان دیکھنے کا روحانی لطف اٹھائیں ۔ کتنا یقین تھا کہ اب 28 رمضان المبارک بروز جمعہ کو سورج گرہن لگے گا ۔جمعرات 27 رمضان المبارک دفتری اوقات کے بعد روانہ ہو کر تینوں دوست رات 11 بجے بٹالہ پہنچے تو آگے جانے کا کوئی سامان نہ تھا ۔ بادل چھا رہے تھے گرج چمک کے ساتھ مخالف سمت سے آنے والی آندھی حوصلہ شکن تھی پھر ان دنوں علاقہ میں چوری ڈکیتی کی وارداتیں ہو رہی تھیں ۔ عشق و مستی میں سرشار تینوں نے ہر حال میں قادیان پہنچنے کا عزم لئے سفر شروع کر دیا ۔ نہر تک پہنچے تو بوندا باندی ہونے لگی ۔ اگر بارش ہو جائے تو آگے بڑھنے کا سوال ہی نہیں رہتا ۔ تینوں کے ہاتھ آسمان کی طرف بلند ہوئے ۔ دل سے دعا نکلی کہ اے قادر و غالب خدا !

ہم تیری عظمت کا نشان تیرے مسیح و مہدی کے ساتھ دیکھنے کی تمنا لئے یہاں تک آگئے تو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا۔ موسم بدل دے بارش روک دے اور ہمارے آگے بڑھنے کی صورت پیدا فرما!

دعا کر کے تینوں قریب ہی ایک کوٹھے میں پناہ گزیں ہوئے مگر جلد ہی دیکھا کہ خدائے قادر نے دعا سن لی۔ موسم تھم گیا۔ بارش رک گئی ستارے صاف نکل آئے اور ہوا بھی ساز گار ہو گئی۔ ان کا بیان ہے کہ اب چلتے ہوئے محسوس ہورہا تھا کہ ہوا میں اڑے جارہے ہیں۔ قادیان وارد ہوئے۔ دار مسیح پہنچے تو عین سحری کا وقت تھا۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا دستر خوان لگ چکا تھا۔ یہ خوش نصیب بھی کھانے میں شامل ہوگئے اور پھر مہدی آخر الزمان کے ساتھ بیت مبارک کی چھت پر اس عظیم نشان کو ملاحظہ کر کے دولت سکینت و سرور سے مالامال ہو گئے۔

روح پرور منظر

جب ظہور کسوف و خسوف کا وقت آیا تو جس طرح سارا ماحول اور فضا اس آسمانی نشان کی طالب ہو رہی تھی اسی طرح خود حضرت اقدس مہدی موعود علیہ السلام بھی نشان طلب نگاہوں کے ساتھ آسمان کی طرف توجہ کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس نشان کو ملاحظہ کرنے کے لئے خود مہدی آخر الزماں نے باقاعدہ تیاری کی (اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو کامل یقین تھا کہ سورج گرہن ضرور ہو گا)۔ 28 رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک قادیان کی چھت پر تین گھنٹے کا پروگرام ہوا۔ چنانچہ شیشہ کی سلیٹوں پر سیاہی لگا کر گرہن دیکھنے کی تیاری کی گئی۔ 9 بجے ایک دوست نے سورج گرہن لگنے کی اطلاع دی۔ حضرت اقدس نے سلیٹ لی اور فوراً گرہن کو ملاحظہ فرمایا۔ گرہن بہت خفیف تھا جسے دیکھ کر آپ کے دل میں خیال گزرا کہ ہم تو خدا کے نشان کے گواہ بن گئے مگر عام لوگ اس قدر خفیف نشان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ اس طرح دوسروں کے ایمان کی فکر لاحق ہوئی اسی اثنا میں نیچے جانے لگے تو دیکھنے والے دوست نے آگاہ کیا کہ حضور گرہن بڑھ رہا ہے! آپ نے دوبارہ ملاحظہ فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا گرہن ظاہر ہو گیا!

فسبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم ، اللھم صل علیٰ محمد و ال محمد

تب ظہور نشان پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نماز کسوف و خسوف کی ہدایت فرمائی ۔ جو آپ کے ارشاد پر حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے پڑھائی ۔ اس طرح حضرت مہدی موعود علیہ السلام عظمت خداوندی ، صدق مصطفوی کے برہان اور اپنی صداقت کے عظیم آفاقی نشان کے لئے جس طرح خدا کے حضور اس آسمانی نشان کے لئے فریاد کناں تھے اس طرح یہ نشان پوری آب و تاب سے ظاہر ہو گئے ۔

قصیدہ عربی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک عربی قصیدہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے جماعت کو مبارک باد دی ۔ وہ کیا کیفیات تھیں جن میں یہ نشان ظاہر ہوا اس کا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل چند اشعار سے ہوتا ہے ، میرے الفاظ میں تو اتنی طاقت نہیں کہ ان کا احاطہ کر سکوں ۔

بشریٰ لکم یا معشر الاخوان　　　طوبیٰ لکم یا مجمع الخلان

تمہیں اے جماعت برادران بشارت ہو ، تمہیں اے جماعت دوستاں مبارک ہو ۔

ظهرت بروق عنایت الحنان　　　وبدا الصراط لمن له العینان

خدا تعالیٰ کی عنایت کی چمک ظاہر ہو گئی ، اور جو شخص دو آنکھیں رکھتا ہے اسکے لئے راہ کھل گیا ۔

النیران بهذه البلدان　　　خسفا باذن الله فی رمضان

سورج اور چاند کو ان ملکوں میں باذن اللہ رمضان میں گرہن لگ گیا ۔

وبشارة من سید خیر الوریٰ　　　ظهرت مطهرة من الادران

اور ایک بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے پاک طور پر ظاہر ہو گئی کہ کوئی میل اس کے ساتھ نہیں ۔

الله اکبر کیف ابدیٰ آیة　　　کشف الغطا بانارة البرهان

کیا ہی بزرگ خدا ہے کیونکہ اس نے نشان کو ظاہر کیا ، برہان کو روشن کر کے پردہ کو کھول دیا ۔

هل کان هذا فعل رب قادر　　　ام هل تراه مکائد الانسان

کیا یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے ، یا تو اس کو انسان کا فریب سمجھتا ہے ۔

القمر یهدیکم الیٰ نور الهدیٰ　　　والشمس تدعو کم الی الایمان

چاند تمہیں ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے ، اور سورج تمہیں ایمان کی طرف بلا رہا ہے ۔

و اللہ انی صادق لا کاذب　　　　شہدت سماء اللہ و الملوان

اور بخدا میں صادق ہوں نہ کاذب، آسمان اور رات دن نے گواہی دے دی۔

ارسلت من رب الانام فجئتکم　　　　فاسعوا الیٰ بستانہ الریان

میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا پس تمہاری طرف آیا، پس خدا تعالیٰ کے ترو تازہ باغ کی طرف دوڑو۔

یاقوم قوموا اطاعۃ لامامکم　　　　و تباعدوا من معتد لعان

اے میری قوم اپنے امام کے لئے فرمانبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ، اور اس شخص سے دور ہو جو حد سے تجاوز کرنے والا اور لعنت کرنے والا ہے۔

ماقلتہا من قوتی لکنہا　　　　درر من المولیٰ و نظم بنانی

میں نے اس (قصیدہ) کو اپنی قوت سے نہیں کہا مگر وہ موتی خدا تعالیٰ سے ہیں اور میرے ہاتھوں نے پروئے ہیں

یارب بارک کھا بوجہ محمد　　　　ریق الکرام و نخبۃ الاعیان

اے خدا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ کے لئے اس میں برکت ڈال جو سب کریموں سے افضل اور برگزیدوں سے برگزیدہ ہے۔

ظہور کسوف و خسوف پر ایک تاریخی اشتہار

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی صداقت کے آسمانی نشان کسوف و خسوف کا ظہور ہوا تو 28 رمضان المبارک (بروز جمعہ) 1311ھ بمطابق 6۔اپریل 1894ء کو حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے ایک اشتہار جلاء البصر فی انخساف الشمس و القمر کے نام سے شائع کر کے دنیا پر اتمام حجت کی۔ اس اشتہار میں آپ نے 28 رمضان المبارک کے دن کے واقعات اور گرہن کی کیفیات درج کی ہیں۔ اس تاریخی اور نایاب دستاویز کی عکسی نقل مقالہ کے آخر میں لگائی گئی ہے۔

مغربی کرہ میں بھی گرہن

جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ساری زمین پر ایک ہی وقت میں سورج اور چاند نظر نہیں آسکتے بلکہ زمین کے ایک حصہ میں دن ہوتا ہے اور دوسرے حصہ میں رات ہوتی ہے اس لئے 1894ء کے گرہن بھی تمام دنیا سے نظر نہیں آسکتے تھے۔ جبکہ امام مہدی کی صداقت تمام دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے ضروری

تھا کہ گرہن دنیا کے دونوں حصوں میں لگیں تا کہ باقی دنیا پر بھی اتمام حجت ہو جائے ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ انتظام فرمایا کہ چونکہ امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی دنیا کہ مشرقی خطہ میں موجود تھے اس لئے 1894 ءمیں اللہ تعالیٰ نے جو گرہن لگائے وہ دنیا کے مشرقی علاقوں میں نظر آئے اور اگلے ہی سال 1895 ءمیں یہ گرہن انہی شرائط کے مطابق دنیا کے مغربی ملکوں یعنی یورپ اور امریکہ میں ظاہر ہوئے ۔چنانچہ چاند گرہن 11 مارچ 1895 ءاور سورج گرہن 26 مارچ 1895 ء کو ہوا جبکہ ان گرہنوں کے وقت قادیان میں رمضان کی 13 اور 28 تاریخیں تھیں ۔

اس دوسری دفعہ گرہن کا اشارہ بھی ایک حدیث میں ملتا ہے ۔

ان الشمس تنکسف مرتین فی رمضان (مختصر تذکرۃ القرطبی صفحہ 148)

یعنی رمضان میں دو دفعہ سورج گرہن ہو گا۔

خدا تعالیٰ کے مامورین سے ہمیشہ نشان نمائی کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیاروں کے صداقت کے آیات بینات دکھاتا ہے ۔اور نیک فطرت جس کے دل میں خوف خدا اور تقویٰ ہو وہ ان نشانات سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ یہ آسمانی نشان بھی سعید فطرت لوگوں کے لئے قبول حق کا موجب بنا مگر یہ بھی سنا گیا کہ بعض لوگ یہ نشان دیکھ کر بجائے ماننے کہ چھتوں پر چڑھ کر کہنے لگے کہ اب تو لوگ گمراہ ہو جائیں گے ۔ مگر دوسری طرف نیک فطرت اور متقی بندوں کے دلوں میں ایک تڑپ تھی کہ موعود ظاہر ہو چکا ہے چنانچہ ان سعید روحوں میں زبردست جنبش پیدا ہو گئی ۔

باب 10

1311 ھ / 1894 ء کے رمضان کے گرہنوں کی خصوصیات

اس نشان کے ظاہر ہونے کے بعد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب نورالحق حصہ دوم تحریر فرمائی ۔ جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اس نشان سے ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی ۔ آپ نے اپنے الہام کی روشنی میں یہ بھی وضاحت فرمائی کہ حدیث شریف میں اول لیلۃ کے جو الفاظ آتے ہیں اس سے مراد چاند گرہن کی پہلی رات یعنی 13رمضان کی رات ہے اور فی النصف کے جو الفاظ آتے ہیں اس سے مراد سورج گرہن کا درمیانی دن یعنی 28 رمضان ہے ۔ چنانچہ گرہن انہی تاریخوں میں ہوئے ۔

اوقات کے لحاظ سے پیشگوئی کا پورا ہونا

آپ نے اپنی کتاب میں یہ ایمان افروز بات لکھی کہ پیشگوئی کے اول اور النصف کے الفاظ دو طرح سے پورے ہوئے ۔ ایک تاریخوں کے لحاظ سے' دوسرے وقت کے لحاظ سے ۔ وقت کے لحاظ سے اس طرح پورے ہوئے کہ چاند گرہن قادیان میں اول رات یعنی رات کے شروع ہوتے ہی ہو گیا اور سورج گرہن قادیان میں دوپہر سے پہلے ہوا ۔

Calcutta Standard Time کے مطابق ہندوستان میں چاند گرہن شام کو سات بجے اور ساڑھے نو بجے کے درمیان ہوا ۔ اور سورج گرہن دن کو 9 بجے اور 11 بجے کے رمیان ۔

(الفضل 17 اگست 1973ء)

جدید تحقیق کے مطابق Indian Standard Time میں 13 رمضان کو سورج شام 6:32 پر غروب ہوا اور چاند 6:34 پر طلوع ہوا اور چاند کو گرہن 6:56 پر لگ گیا ۔ یعنی جلد ہی لگ گیا ۔ یہ بھی نہیں ہوا کہ چاند طلوع ہونے سے قبل ہی گرہن شروع ہو جاتا ۔ اور اگر ایسا ہوتا تو چاند گرہن کی حالت میں طلوع ہوتا اور ہم کہہ سکتے تھے کہ گرہن شام کو شروع ہوا لیکن کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مقدر تھا کہ اول لیلۃ یعنی رات شروع ہوتے ہی گرہن لگ جائے گا اس لئے یہ پیشگوئی احسن رنگ میں پوری ہوئی اور گرہن رات شروع ہونے کے کچھ دیر بعد ہی شروع ہو گیا اور 8:46 تک جاری رہا ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

"پس تاویل صحیح اور معنیٰ حق صریح یہ ہیں کہ یہ فقرہ کہ خسوف اول رات رمضان میں ہو گا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان تین راتوں میں سے جو چاندنی راتیں کہلاتی ہیں پہلی رات میں گرہن ہو گا اور ایام بیض کو تو جاننا ہے حاجت بیان نہیں اور ساتھ اس کے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب چاندگرہن پہلی چاندنی رات میں ہو گا تو رات کے شروع ہوتے ہی ہو جائے گا نہ یہ کہ کچھ وقت گزر کر ہو جیسا کہ دانا صاحب معرفت کے نزدیک یہ بات ظاہر ہے اور اسی طرح چاند کا گرہن ہوا اور بہتوں نے اس ملک کے لوگوں میں سے دیکھا۔" (نورالحق حصہ دوم)

سورج گرہن کے نصف میں ہونے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں ۔

"یہ قول کہ سورج گرہن اس کے نصف میں ہو گا اس سے یہ مراد ہے کہ سورج گرہن ایسے طور پر ظاہر ہو گا کہ ایام کسوف کو نصفا نصف کر دے گا ۔ اور کسوف کے دنوں میں سے دوسرے دن کے نصف سے تجاوز نہیں کرے گا ۔ کیونکہ وہی نصف کی حد ہے ۔ پس جیسا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کیا کہ گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو چاندگرہن ہو ایسا ہی یہ بھی مقدر کیا کہ سورج گرہن کے دنوں میں سے جو وقت نصف میں واقع ہے اس میں گرہن ہو ۔ سو مطابق خبر واقع ہوا اور خدا تعالیٰ بجز ایسے پسندیدہ لوگوں کے جن کو اصلاح خلق کے لئے بھیجتا ہے کسی کو اپنے غیب پر اطلاع نہیں دیتا ۔ پس شک نہیں کہ یہ حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو خیر المرسلین ہیں ۔" (نورالحق حصہ دوم)

رمضان میں دوبار گرہن

اس گرہن کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اگلے ہی سال یعنی 1312 ھ بمطابق 1895 ء میں انہی مقرر کردہ تاریخوں پر امریکہ اور یورپ میں گرہن ہوئے ۔ اور جدید تحقیق کے مطابق اس سے پہلے کبھی متصل دو سال رمضان میں 13 اور 28 تاریخوں پر گرہن وقوع پذیر نہیں ہوئی ۔ چنانچہ دو بار گرہن کی پیشگوئی بھی اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دو دفعہ گرہن ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں ۔

"یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس پیش گوئی کے شروع ہی میں فرما چکے ہیں کہ لم تکونا منذ خلق السماوات والارض پھر آخر پر دہرایا کیوں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اس نشان کے دو بار ظاہر ہونے کی طرف اشارہ ملتا تھا ۔ ایک دفعہ ان دونوں نشانوں نے ایک اجتماعی نشان کے طور پر مشرق کے افق پر ابھرنا تھا اور ایک دفعہ مغرب کے افق پر ابھرنا تھا ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکرار سے دوبار فرمایا ۔ پہلی تکرار

کے متعلق بھی کہ لم تکونا منذ خلق السماوات والارض اور دوسری تکرار کے متعلق بھی کہ ولم تکونا منذ خلق الله السماوات والارض ۔ پس کس شان کے ساتھ اس پیش گوئی کے الفاظ بعینہٖ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں پورے ہوئے ۔"

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جلسہ سالانہ برطانیہ 1994ء)

چاند گرہن کا وقت

چاند گرہن کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ چاند کو گرہن رات کے کسی بھی حصہ میں لگ سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے گرہن کا وقت ایسا رکھا کہ ہر خاص و عام یہ گرہن دیکھ سکے ۔ ورنہ اگر یہ گرہن رات 12 بجے یا 2 بجے ہوتا تو گرہن دیکھنا مشکل ہوجاتا ۔ چنانچہ گرہن کا وقت ایسا تھا کہ پورا گرہن دیکھا جاسکتا تھا یعنی اس کے شروع ہونے سے اس کے ختم ہونے تک ۔ اور کسی کے پاس گرہن نہ دیکھنے کا عذر باقی نہ رہا۔

نایاب سورج گرہن

ایک اور لطیف بات جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نورالحق حصہ دوم میں فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے چاند گرہن کے لئے توخسف کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو عام طور پر چاند گرہن کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔ لیکن سورج گرہن کے لئے کسف کا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو عام طور پر سورج گرہن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے بلکہ سورج گرہن کے لئے جمع الشمس والقمر کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

" قرآن نے کسوف کو کسوف کے لفظ سے بیان نہیں کیا تا ایک امر زائد کی طرف اشارہ کرے کیونکہ سورج گرہن جو بعد چاند گرہن کے ہوا ۔ یہ ایک غیر معمولی اور نادرالصور تھا اور اگر تو اس پر گواہی طلب کرتا ہے یا مشاہدہ کرنے والوں کو چاہتا ہے ۔ پس اس سورج گرہن کی صورغیبیہ اور اشکال عجیبیہ مشاہدہ کرچکا ہے ۔ پھر تجھے اس بارے میں وہ خبر کفایت کرتی ہے جو دو مشہور اور مقبول اخبار PIONEER اور سول ملٹری گزٹ میں لکھی گئی ہے اور وہ دونوں پرچے مارچ 1894 میں شائع ہوئے ہیں ۔۔۔" (نورالحق حصہ دوم)

جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ سورج گرہن کی ایک قسم Annular-Total ہے جو کافی نایاب

ہے ۔ چنانچہ 1894ء کا گرہن اسی قسم کا تھا ۔ اس میں چاند کا سایہ اور سورج کا سائز بالکل برابر ہوتے ہیں ۔ اور ایسی ہی قرآن مجید میں پیشگوئی تھی کہ جمع الشمس والقمر کہ چاند اور سورج جمع ہوجائیں گے ۔ چنانچہ اس گرہن میں چاند اور سورج بالکل ایک جگہ جمع ہوگئے اور یہ پیشگوئی احسن طور پر اس سورج گرہن میں پوری ہوئی ۔

اس نایاب گرہن کو دیکھنے کے لئے ماہرین فلکیات نے پورا انتظام کیا تھا اور انہوں نے ہندوستان میں رصد گاہ بنائی تا کہ اس گرہن کا مطالعہ کر سکیں ۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"منجمین نے یہ بھی گواہی دی ہے کہ اس کسوف خسوف میں ایک خاص ندرت تھی یعنی ایک بے مثل عجوبہ جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی اور اس ندرت کے دیکھنے کیلئے ہمارے اس ملک کے یک حصہ میں انگریزی فلاسفروں کی طرف سے ایک رصد گاہ بنایا گیا تھا اور امریکہ اور یورپ کے دور دور کے ملکوں سے انگریزی منجم کسوف خسوف کی اس طرز عجیب کے دیکھنے کے لئے آئے تھے جیسا کہ اس خسوف کسوف کے ندرت کے حالات ان دنوں میں پرچہ سول ملٹری گزٹ اور ایسا ہی اور کئی انگریزی اخباروں میں اور نیز بعض اردو اخباروں میں بھی مفصل چھپے تھے"۔ (تحفہ گولڑویہ، صفحہ 69)

یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کا پورا ہونا

بائبل میں یہ پیشگوئی بھی درج تھی کہ سورج طلوع ہوتے ہوتے تاریک ہوجائے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی اس طرح پوری فرمائی کہ ملک عرب میں سورج، گرہن کی حالت میں طلوع ہوا اور سب سے پہلے گرہن دیکھنے والے وہی تھے ۔

سورج گرہن کا راستہ

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ چاند کو جب گرہن لگتا ہے تو زمین کے نصف کرے سے زیادہ حصہ میں دیکھا جاسکتا ہے ۔ لیکن سورج گرہن کم علاقہ سے نظر آتا ہے ۔ کئی دفعہ ایسے مقامات پر سورج گرہن ہوتا ہے جہاں سمندر ہوتا ہے یا آبادی کم ہوتی ہے ۔بعض دفعہ poles پر سے گرہن نظر آتا ہے ۔ چنانچہ ایسا گرہن دیکھنے کے لئے poles پر جانا پڑتا ہے ۔

لیکن خدا تعالیٰ نے جو نشان سچے مہدی کے لئے دکھایا وہ ایشیا کے بہت بڑے علاقے سے دیکھا

جاسکتا تھا اور اس گرہن کا central path ہندوستان سے گزرا تھا۔ جہاں پیشگوئی کے مقصود سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ موجود تھے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ اس میں بھی حق کے طالبوں کے لئے نشان ہے کہ گرہن ہندوستان سے دیکھا جاسکتا تھا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"اے بندگان خدا! فکر کرو اور سوچو کہ کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مھدی تو بلاد عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو کہ حکمت الہیہ نشان کو اس کے اہل سے جدا نہیں کرتی ۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ مہدی تو مغرب میں ہو اور اس کا نشان مشرق میں ظاہر ہو اور تمہارے لئے اس قدر کافی ہے اگر تم طالب حق ہو۔"

(نورالحق حصہ دوم)

PROFESSOR OPPOLZER کی کتاب CANON OF ECLIPSES میں صرف نمایاں سورج گرہنوں کے مقامات کو نقشہ کے ذریعہ دکھایا گیا ہے ۔ 1894ء کے رمضان کا سورج گرہن چونکہ نمایاں قسم کا تھا اس لئے اس کے TRACK کو پروفیسر صاحب نے MAP سے بتایا ہے۔ اس کتاب کے CHART 148 میں اس سورج گرہن کے راستہ کی نشاندہی کی گئی ہے (اس چارٹ کی نقل مقالہ کے آخر میں لگائی گئی ہے)۔ 1894ء کے NAUTICAL ALMANAC LONDON میں بھی اس سورج گرہن کے راستہ کو نقشے کی مدد سے دکھایا گیا ہے۔ دونوں کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے کہ سورج گرہن کا راستہ ہندوستان میں سے گزرتا ہے۔ الحمد للہ۔

الغرض سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی، سابقہ کتب کی پیشگوئی اور قرآن مجید میں بیان شدہ پیشگوئی، تمام کی تمام بڑی باریکیوں کے ساتھ، بڑی لطافت کے ساتھ اور حسن و جمال کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں پوری ہوئی ۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ SIR ISAAC NEWTON نے LAW OF GRAVITATION سترہویں صدی میں معلوم کیا تھا۔ اس سے قبل علم ہیئت کے باریک حساب ممکن نہ تھے۔ لیکن ہمارے سید و مولی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ الہ وسلم نے عالم الغیب خدا سے اطلاع پا کر ایسی حیرت انگیز پیشگوئی فرمائی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد بتانے کے لئے اس سے بہتر آسمانی علامت تصور میں نہیں آتی۔

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم، اللھم صل علیٰ محمد و ال محمد

باب 11

اس آسمانی نشان

کا

کتب اور رسائل میں وقوع پذیر ہونے کا تذکرہ

نظریں اٹھا کے اپنی دیکھو ذرا خدارا

کہ چاند اور سورج کرتے ہیں کیا اشارہ

آجکل بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ سو سال پہلے کا یہ واقعہ ہمارے لئے کیسے نشان ہوسکتا ہے۔ ہمیں کیسے پتہ لگے گا کہ یہ نشان ظاہر ہوا بھی تھا یا نہیں کیونکہ یہ نشان دیکھنے والوں میں سے تو کوئی بھی آج زندہ نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ علم فلکیات کے ماہرین نے چاند سورج گرہن کے سو سالہ ریکارڈ پر مشتمل امریکہ اور یورپ سے جو کتابیں شائع کی ہیں ان میں 1894ء کے اس عظیم الشان گرہن کا نہ صرف ذکر موجود ہے بلکہ انہوں نے نقشہ کے ذریعہ اس گرہن کے وسیع علاقوں کو بھی ظاہر کیا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ کے اخبار و رسائل اور مختلف کتب میں بھی اس نشان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس کے چند شواہد پیش کئے جاتے ہیں۔

(1) THE RUNNING COMMENTRY OF THE HOLY QURAN

مترجم اور مفسر ڈاکٹر علامہ خادم رحمانی نوری صاحب ہیں۔ یہ تفسیر 1964ء میں کمالہ آرٹ پریس شیلانگ انڈیا میں شائع ہوئی۔

سورۃ القیامۃ کی آیت نمبر 10 "وجمع الشمس و القمر" کی تفسیر میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق 1894ء میں رمضان کے مہینہ میں مہدی علیہ السلام کے آمد کے موقع پر چاند اور سورج کے گرہن کا ذکر کیا گیا ہے۔ انگریزی عبارت یوں ہے۔

"And (at the advent of the Mahdi, the eclipses of both) the sun and the moon (in 1894 C.E.) are brought in conjunction (in the month of Ramadzan, Baihaqi, Matt. 24:29,30, i.e., when the dazzle of Christianity and the spell of other minor so-called religions are covered up at the exposure of Islam in its full brilliance by the Mahdi....)

ترجمہ۔ "اور مہدی کی بعثت کے وقت چاند اور سورج دونوں کے گرہن رمضان کے مہینہ میں 1894ء میں وقوع پذیر ہوئے۔

(بیہقی)، متی باب 30,29:24 مطلب یہ ہے کہ جب مہدی کے ذریعہ اسلام کے مکمل طور پر روشن ہونے پر عیسائیت اور دوسرے چھوٹے چھوٹے خودساختہ مذاہب ختم ہوجائیں گے۔"

(2) سراج الاخبار

11 - جون 1894ء مطبوعہ سراج المطابع جہلم کے صفحہ 6,5 پر مہدی آخرالزماں کے بارہ میں احادیث نبویہ کی تشریح و وضاحت کرتے ہوئے حدیث ان المھدینا آیتین------الخ درج کرکے یہ اقرار کیا گیا ہے کہ سال 1894ء کا کسوف وخسوف 13 اور 28 رمضان کو ہوا ہے۔

(3) CANON DER FINSTERNISSE

مصنف PROF. TH RITTER V, OPPOLZER مطبوعہ 1887ء ویانا آسٹریا۔

یہ کتاب جرمن زبان میں ہے۔ جس کا انگریزی ترجمہ 1962ء میں نیویارک سے شائع ہوا۔ اس کے صفحہ 296 پر 6 اپریل 1894ء کو سورج گرہن اور صفحہ 373 پر 21 مارچ کو چاند گرہن ہونے مذکور ہیں۔ یاد رہے کہ اس علاقہ میں 21مارچ کو رمضان المبارک کی تیرہویں اور 6 اپریل کو اٹھائیسویں تھی۔ اس کتاب کے آخر میں چارٹ نمبر 148 پر دیگر سورج گرہنوں کے راستوں کے علاوہ 6 اپریل 1894ء کو ہونے والے سورج گرہن کا راستہ بھی دکھایا گیا ہے جو کہ ہندوستان سے بھی گذرتا ہے۔ جہاں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مہدویت موجود تھے۔

(4) THE CIVIL AND MILITARY GAZATTE

7 اپریل 1894ء لاہور۔

اس پرچہ میں 6 اپریل 1894ء کو لاہور میں سورج گرہن دیکھے جانے کا ذکر ہے۔ لکھا ہے۔

"The eclipse was perfectly observed at Lahore yesterday between 7-30 and 9-30 A.M. While it lasted the sunlight was so much reduced as to remind one of the pleasant sunshine only of an English summer's day."

ترجمہ۔ کل صبح ساڑھے سات بجے اور ساڑھے نو بجے کے درمیان لاہور میں اچھی طرح گرہن دیکھا گیا۔ اس دوران سورج کی روشنی اس حد تک کم ہوگئی تھی جس نے انگلستان میں گرمیوں کے ایک اچھے چمکنے والے دن کی یاد دلادی۔

(5) THE STORY OF ECLIPSES

مصنف GEORGE F. CHAMBERS مطبوعہ 1902 ءلنڈن۔

اس کتاب کے صفحہ 33 پر 21 مارچ 1894 ء کو چاند گرہن اور 6 اپریل 1894 ء کو سورج گرہن ہونے کا ذکر ہے۔(اس کی نقل مقالہ کے آخر میں لگائی گئی ہے)

(6) THE NAUTICAL ALMANAC AND ASTRONOMICAL EPHEMERIS 1894

یہ کلینڈر گرین وچ (انگلستان) کی شاہی رصد گاہ کا ہے جو کہ لنڈن سے شائع ہوا۔اس میں بھی مذکورہ چاندگرہن اور سورج گرہن کے وقوع پذیر ہونے کا ذکر ہے۔ ایک نقشے پر سورج گرہن کے راستہ کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

(7) آسٹریلین ماہر فلکیات کی رپورٹ

اکتوبر 1993 ء میں آسٹریلیا کے ایک ماہر فلکیات پروفیسر MALCOM MILLER نے اپنی تحقیق کو اس عنوان سے شائع کیا ہے۔

SOLAR AND LUNAR ECLIPSES IN THE MONTH OF RAMADAN

اس رپورٹ میں انہوں نے لکھا ہے کہ چاندگرہن اور سورج گرہن دونوں کے رمضان کے مہینہ میں ہونے کی ممکنہ تاریخوں کا تعین کرنا ممکن تو ہے البتہ آسان نہیں ہے۔اس کے بعد انہوں نے ان مشکلات کا ذکر کیا ہے جو اس سلسلہ میں حائل تھیں۔ آسٹرین فلکیات OPPOLZER کی کتاب CANON DER FINSTERNISSE پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ تیرھویں صدی سے پہلے کے گرہنوں کے بارہ میں دی گئی معلومات میں کچھ غلطیاں ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے محمد بن علی کی روایت کے مطابق 1894 ء میں ہونے والے چاند گرہن اور سورج گرہن کا ذکر کیا ہے۔جو کہ کمپیوٹر کی رو سے 21مارچ اور 6اپریل کو ہوئے۔ان گرہنوں پر تبصرہ کرتے ہوئے اس نے لکھا ہے۔

The eclipses of 1894 are not so very long ago that large errors can creep into the calculation, and therefore there seems to be fairly good agreement between the figures given by Alladin and Ballabh and mine from Voyager. "

ترجمہ ۔ 1894 ء کے گرہنوں کو کوئی لمبا عرصہ نہیں گذرا کہ ان کے حساب کرنے میں غلطیوں کا امکان ہو ۔ اس لئے ALLADIN اور BALLABH کے اس بارہ میں دیئے ہوئے اعداد و شمار اور میرے دیئے ہوئے اعداد و شمار میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے ۔

(8) احوال آخرت کلاں

مصنفہ مولوی حاجی دلپذیر صاحب عباسی بھیروی (متوفی 18 جون 1945 ء) مطبوعہ سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشر نولکھا بازار لاہور ۔

یہ کتاب 1899 ء کے شروع میں تالیف کی گئی ۔ مصنف نے اپنے منظوم کلام میں کسوف و خسوف والی پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کیا ہے ۔

(9) اشارات فریدی حصہ سوم

یہ کتاب مشہور صوفی بزرگ اور نواب ریاست بہاولپور کے پیر طریقت حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کے ملفوضات پر مشتمل ہے ۔ یہ کتاب مفید عام پریس آگرہ سے طبع ہوئی ۔ آپ کے مریدوں نے اسے موصوف کی تصیح و تصدیق کے بعد شائع کیا ۔ اس کے صفحہ 69 تا 72 میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی خدمات دینیہ اور صحت اعتقاد کا ذکر ہے ۔ نیز آپ کے دعویٰ مہدویت کی تصدیق کی ہے ۔ حضرت خواجہ صاحب نے 1311 ھ میں ظاہر ہونے والے آسمانی نشان کو چاند اور سورج گرہن کا اس کی مقررہ تاریخوں میں واقع ہونا تسلیم کیا ہے ۔ اور اسے مدعی مہدویت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے صداقت کا نشان ٹھہراتے ہوئے مخالفین کے دلائل کو رد کیا ہے ۔ چنانچہ حضرت خواجہ صاحب کا فارسی اقتباس اور اس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے ۔

" بے شک معنی حدیث شریف ایں چنین است کہ مرزا صاحب بیان کردہ چہ خسوف قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدھم یا چہاردھم یا پانزدھم ماہ واقع میشود و کسوف شمس ہمیشہ در تاریخ بیست و ہفتم یا بیست و ہشتم یا بیست و نہم ماہ بوقوع می آید ۔ پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ ء ہژدہ صد و نود و چہارم عیسوی واقع شدہ است و آں بتاریخ سیزدھم رمضان کہ اول شب از

شبہائی خسوف است بوقوع آمدہ و کسوف درمیانہ روزاز روزہا کسوف شمس واقع گشتہ است ۔"

(اشارات فریدی حصہ سوم صفحہ 70 ,71 مقبوس نمبر 27 از ملفوضات حضرت خواجہ غلام فرید صاحب بفرمان حضرت خواجہ محمد بخش صاحب سجادہ نشین مطبوعہ 1320 ھ مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علی خان صوفی)

ترجمہ ۔"اس حدیث کے معنی اس طرح ہیں جیسے مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں ۔ کیونکہ چاند کا گرہن ہمیشہ مہینے کی تیرھویں، چودھویں یا پندرھویں تاریخ کو واقع ہوتا ہے اور سورج کا گرہن ہمیشہ مہینے کی ستائیسویں، اٹھائیسویں یا انتیسویں تاریخ کو ہوتا ہے ۔ پس چاند گرہن جو کہ چھ اپریل 1894 ء کو ہوا ہے وہ تیرہ رمضان جو کہ چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی رات ہے کو وقوع پذیر ہوا ہے اور سورج گرہن ،سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی دن وقوع پذیر ہو چکا ہے ۔"

(10) المھدیۃ فی الاسلام

زمانہ حال کے مصری مورخ سید محمد حسن بھی اپنی تالیف "المھدیۃ فی الاسلام" (صفحہ 271) میں اس تاریخی خسوف و کسوف کا ذکر کرئے بغیر نہیں رہ سکے ۔

(11) حضرت مولانا سید ابو احمد رحمانی

"مقبول یزداں مجدد دوراں حضرت مولانا سید ابو احمد رحمانی "نے اپنی کتاب "حقیقۃ المسیح "اور "دوسری شہادت آسمانی" میں مقررہ تاریخوں پر ظہور تسلیم کیا ہے ۔

آپ نے 1312 ھ بمطابق 1895 ء کے گرہن جو امریکہ اور یورپ میں ظاہر ہوئے انہی تاریخوں پر تسلیم کئے ۔" 1312ھ بمطابق 1895ء کے گرہن بھی 13اور 28 رمضان کو ظاہر ہوئے ۔"

(دوسری شہادت آسمانی صفحہ 27)

(12) بڑی جنتری

اس سال کی جنتریوں اور کلینڈروں میں بھی یہ بات تفصیلاً بیان ہے کہ 1894ء کے رمضان کی مقررہ تاریخوں یعنی 13اور 28 کو چاند اور سورج گرہن ظاہر ہوا ۔ ملاحظہ ہو "بڑی جنتری" مرتبہ محمد رحمت علی صاحب بابت 1894 ء مطبوعہ نامی پریس کانپور، صفحہ نمبر 13 ,14 ۔

خسوف و کسوف کا نشان

باب 12

اس نشان کی

انفرادیت اور چیلنج

کہ آج تک کسی مدعی مہدویت کے حق میں ظاہر نہیں ہوا

خسوف و کسوف کے نشان کی پیشگوئی میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ لم تکونا منذ خلق السموت و الارض کہ یہ نشان جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے ۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ آج تک کبھی چاند و سورج گرہن رمضان کے مہینے میں نہیں ہوئے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ آج تک کسی مدعی مہدویت کے لئے اس کے وقت میں یہ نشان اس کے حق میں ظاہر نہیں ہوا ۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ ان المھدینا آیتین اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ نشان مہدی کے فائدے کے لئے ہیں ۔ محض گرہنوں کا ہونا بحث کا مقصد نہیں ہے ۔ لم تکونا منذ خلق السموت والارض سے مراد ہے کہ نشان کے طور پر یہ گرہن پہلے کبھی نہیں ہوئے ۔

یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سورج گرہن اور چاند گرہن رمضان کے مہینے میں کئی دفعہ ہوئے ہیں لہذا 1311 ھ کے گرہن کو اہمیت نہیں دی جاسکتی ۔ یہ درست ہے کہ وقتاً فوقتاً رمضان کے مہینے میں دونوں گرہن ہوتے ہیں ۔ لیکن حدیث شریف میں

1 ۔ معین تاریخوں کا ذکر ہے اور

2 ۔ مدعی کا موجود ہونا ضروری شرط ہے ۔

چنانچہ یہ شرائط ان گرہنوں کو منفرد بنا دیتی ہیں ۔

حافظ ڈاکٹر صالح محمد آلہ دین صاحب کی تحقیق کا خلاصہ

صالح محمد آلہ دین صاحب ایک مایہ ناز ماہر فلکیات ہیں ۔ آپ نے عثمانیہ یونیورسٹی (.بھارت) سے 1955ء میں M.Sc. کی اور 1963ء میں یونیورسٹی آف شکاگو (امریکہ) سے فلکیات کے مضامین میں Ph.D کی ۔ اب تک 40 (Research papers) لکھ چکے ہیں ۔ آپ نے Galaxies کی Dynamics میں تخصص کیا ہے ۔ آج کل آپ عثمانیہ یونیورسٹی میں شعبہ فلکیات کے صدر ہیں ۔ آپ کا فلکیات کے نجوم میں ایک اعلیٰ مقام ہے اور ایک سند مانے جاتے ہیں ۔ آپ نے سورج چاند گرہن کے نشان پر خصوصی تحقیق کی ہے جو بہت ہی ایمان افروز ہے ۔

ان کے تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ کم و بیش ہر بائیس سال میں ایک سال یا متواتر دو سال ایسے آتے ہیں جبکہ چاند اور سورج کو رمضان کے مہینے میں دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں گرہن لگتا ہے۔ لیکن کسی معین جگہ سے معین تاریخوں میں دونوں گرہنوں کا نظر آنا اس واقعہ کو نایاب بنا دیتا ہے۔ 1894ء کے گرہن کا دوسرے گرہنوں سے موازنہ کرنا بہت ایمان افروز ہے۔

انہوں نے اپنے دوست DR. GOSWAMI MOHAN BALLABH کے ساتھ جو عثمانیہ یونیورسٹی میں ریڈر ہیں۔ 1800ء تا 2000ء میں رمضان میں ہونے والے گرہنوں کا مطالعہ کیا۔ ان کا حاصل مطالعہ یہ رہا کہ ان دو صدیوں میں 17 دفعہ سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں رمضان کے مہینہ میں ہوئے لیکن صرف 1894ء ہی ایسا سال تھا جس میں سورج گرہن اور چاند گرہن قادیان پر مقرر کردہ تاریخوں میں ہوئے۔

کلکتہ میں حکومت ہندوستان کا ادارہ ہے METEOROLOGICAL DEPARTMENT POSITIONAL ASTRONOMY CENTRE وہاں کے سائنسدانوں نے بھی تحقیق کی۔ انہوں نے دس دفعہ کے گرہنوں کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے بھی صرف 1894ء کے سال کو ایسا پایا جس میں سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں قادیان سے مقرر کردہ تاریخوں میں نظر آسکتے تھے۔

الغرض دونوں گرہنوں کا مقرر کردہ تاریخوں میں قادیان سے نظر آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے کئی رمضان میں ہونے والے کسوف و خسوف میں سے ایک کسوف و خسوف اس صفت کا ہوا ہے۔

اس مطالعہ کے بعد ڈاکٹر صالح صاحب نے اپنی تحقیق کا دائرہ وسیع کیا اور دیکھا کہ 1300ء سے لے کر 2000 تک 700سال میں 55 دفعہ رمضان کے مہینے میں گرہن ہوئے لیکن یہ بہت ہی ایمان افروز بات ہے کہ 1894ء ہی ایسا سال ہے کہ جس میں 13 اور 28 تاریخوں میں چاند اور سورج گرہن ہوئے جو قادیان سے نظر آئے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنی تحقیق کا دائرہ مزید وسیع کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے لے کر اب تک کے رمضان میں ہونے والے گرہنوں کا جائزہ لیا جن کی تعداد 109 ہے چنانچہ ان گرہنوں میں صرف 2 یا 3 دفعہ ہی ایسا ہوا کہ گرہن 13 رمضان اور 28 رمضان کو قادیان سے

نظر آسکتے تھے ۔مزید ایمان افروز بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لے کر اب تک صرف اور صرف 1894 ء کا سال ہی ایسا تھا جب کہ نہ صرف یہ کہ 13 اور 28 رمضان کو قادیان میں گرہن نظر آئے بلکہ اول لیلۃ کی پیشگوئی ان الفاظ میں بھی پوری ہوئی کہ چاند گرہن قادیان میں رات شروع ہوتے ہی ہو گیا ۔ سبحان اللہ ۔ کسی اور سال میں ایسا نہ ہوا بلکہ گرہن آدھی رات کو یا اس کے بعد ہوا جس کا دیکھا جانا عام لوگوں کے لئے ویسے ہی ممکن نہ تھا ۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ مدعی کا موجود ہونا ایک ضروری شرط ہے ۔ چنانچہ صرف 1894 ء کا ہی ایسا سال تھا کہ جب مدعی مہدویت موجود تھا اور یہ نشان ظاہر ہوا ۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے 25مدعیان مہدویت کے زمانے کا حساب لگایا ہے کسی کے زمانے میں بھی یہ بات نظر نہیں آتی کہ یہ نشان نظر آیا ہو اور کسی نے اسے اپنی صداقت کے لئے پیش کیا ہو ۔

پھر اس نشان کے ساتھ ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اگلے ہی سال دوبارہ 1895 ء بمطابق 1312 ھ امریکہ اور یورپ میں یہ گرہن انہیں مقرر کردہ تاریخوں پر ہوئے جو سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق ہوئے ۔ اور یہ بات اس نشان کو یقیناً نادر و نایاب بنا دیتی ہے کیونکہ آج تک متصل دو سال رمضان کی 13اور 28تاریخوں پر چاند اور سورج گرہن کبھی وقوع پذیر نہیں ہوئے ۔ اس لئے بلاشبہ یہ ایک نادر الوقوع عظیم نشان ہے ۔

تاریخ کی گواہی

چنانچہ تمام تاریخ گواہ ہے کہ ایک بھی مدعی نہیں جس کے حق میں یہ نشان ظاہر ہوا ہو ۔ اس بات کی ایک گواہی حضرت مولانا عبدالحق حقانی دہلوی کی ہے ۔ وہ اپنی کتاب عقائد الاسلام میں تحریر فرماتے ہیں ۔

"اکبر کے عہد میں سید محمد جونپوری نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا جن کے مرید اب تک دکن میں موجود ہیں ۔ ان کا مہدی بھی وہ مہدی نہیں کیونکہ جس قدر علامات امام مہدی کے ہیں ان میں سے کوئی بھی محمد جونپوری میں نہ پائی گئی نہ ان کے عہد میں دجال موجود تھا نہ نصاریٰ سے مقابلہ ہوا نہ اشاعت دین ہوئی نہ اس مہینے دوبار کسوف وخسوف ہوا ------ اسی طرح اور بہت سے لوگوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا ۔" (عقائد الاسلام ، صفحہ 182 مطبوعہ ادارہ اسلامیہ لاہور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کا چیلنج دیا کہ یہ نشان صرف میرے لئے ظاہر ہوا اور فرمایا کہ

"ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف خسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے۔ ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسل انسان دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ خسوف کسوف صرف میرے زمانہ میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعوے کے بعد رمضان کے مہینہ میں مقررہ کردہ تاریخوں میں خسوف کسوف بھی واقع ہو گیا ہو اور اس نے کسوف خسوف کو اپنے لئے ایک نشان ٹھہرایا ہو۔ اور دار قطنی کی حدیث میں یہ تو کہیں نہیں کہ پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا۔ ہاں یہ تصریح سے الفاظ موجود ہیں کہ نشان کے طور پر پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا کیونکہ لم تکونا کا لفظ مونث کے صیغہ کے ساتھ دار قطنی میں ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا اور اگر یہ مطلب ہوتا کہ کسوف خسوف پہلے کبھی ظہور میں نہیں آیا تو لفظ لم یکونا مذکر کے صیغہ سے چاہیئے تھا نہ کہ لم تکونا جو کہ مونث کا صیغہ ہے۔ جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد آیتین ہے یعنی دو نشان کیونکہ یہ مونث کا صیغہ ہے۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہیئے اور یہ صرف اس صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دارقطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض صرف خسوف کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا"۔

(چشمۂ معرفت صفحہ 329, 330 حاشیہ)

ماضی میں نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس نشان کی اہمیت کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ اگر یہ نشان کسی کے لئے ظاہر ہوا ہوتا تو ضرور تھا کہ اس بات کا علماء نے ذکر کیا ہوتا کیونکہ وہ اس نشان کا انتظار کر رہے تھے جیسا کہ ان کی تحریرات سے ظاہر ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علماء سلف اس نشان کے منتظر تھے اور اس حجت کی انتظار کر رہے تھے اور صدی بعد صدی

اور پشت بعد پشت انتظار کر رہے تھے ۔ پس اگر اس کو کسی قرن میں پاتے تو ضرور اس کا ذکر کرتے اور فراموش نہ کرتے ۔ کیونکہ وہ اس خبر ماثور کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے انتظار میں دن اور مہینے گنتے تھے اور عشاق کی طرح اس کی انتظار کرتے تھے ۔اور اس نشان کے دیکھنے کی آرزو رکھتے تھے ۔"

(نورالحق، حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 253, 254)

خارق عادت امر

"عجیب بات ہے کہ خسوف کسوف کے رمضان میں واقع ہونے کی نسبت لکھا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ خارق عادت امر ہے" ۔(ملفوضات جلد 5 صفحہ 263)

نظیر پیش کریں

"اور اگر پہلے بھی کسی ایسے شخص کے وقت میں جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں اکھٹے ہو گئے ہوں تو اس کی نظیر پیش کریں" ۔(انوارالاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 51)

کوئی ثابت نہیں کرسکتا

"کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ مجھ سے پہلے کوئی اور بھی ایسا مدعی گزرا ہے جس کے دعویٰ کے وقت میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا ہو ۔ سو یہ ایک بڑا بھاری نشان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ظاہر کیا ۔"(انجام آتھم، صفحہ 293)

پیشگوئی کے چار پہلو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کے چار پہلو بیان فرماتے ہیں ۔

"درحقیقت آدم سے لے کر اس وقت تک کبھی اس قسم کی پیشگوئی کسی نے نہیں کی ۔ یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہیں یعنی

1 ۔چاند گرہن متعلقہ تاریخوں میں سے پہلی رات میں ہونا

2 ۔سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا

3 ۔یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا

4 ۔چوتھے مدعی کا موجود ہونا۔ جس کی تکذیب کی گئی ۔

پس اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا میں اس کی نظیر پیش کرو اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ

پیشگوئی ان تمام پیشگوئیوں سے اول درجہ میں ہے جن کی نسبت آیت فلایظھر علیٰ غیبہ احداً کا مضمون صادق آسکتا ہے ۔
کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے اخیر تک اس کی نظیر نہیں ۔" (تحفہ گولڑویہ ،روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 136)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

"۔۔۔۔۔ اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاوی ابن حجر کے ظہور میں آگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا ۔ اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا ہے کبھی وقوع میں نہیں آئی ۔ کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحہ تاریخ میں ثابت نہیں کر سکا ۔ سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا ۔" (ایام الصلح ،صفحہ 79, 80)

انعامی چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نشان کی انفرادیت پر کہ یہ نشان کسی اور مدعی مہدویت کے حق میں ظاہر نہیں ہوا ، مندرجہ ذیل انعامی چیلنج دیا ۔ آپ فرماتے ہیں ۔

" کیا تم ڈرتے نہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جھٹلایا حالانکہ اس کا صدق چاشت گاہ کے آفتاب کی طرح ظاہر ہو گیا ۔ کیا تم اسکی نظیر پہلے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں پیش کر سکتے ہو ۔ کیا تم کسی کتاب میں پڑھتے ہو کہ کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور پھر اس کے زمانہ میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا جیسا کہ تم نے دیکھا ۔ پس اگر پہچانتے ہو تو بیان کرو اور تمہیں ہزار روپیہ انعام ملے گا ۔ اگر ایسا کر دکھاؤ ۔ پس ثابت کرو اور یہ انعام لے لو اور میں خدا تعالیٰ کو اس پر گواہ ٹھہراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو اور خدا سب گواہوں سے بہتر ہے اور اگر تم ثابت نہ کر سکو اور ہرگز ثابت نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جو مفسدوں کے لئے تیار کی گئی ہے ۔"

(نور الحق حصہ دوم ، ترجمہ از عربی عبارت)

روئے زمین پر بسنے والا کوئی شخص اس چیلنج کو آج تک قبول نہیں کر سکا نہ قیامت تک قبول کر سکتا ہے

مستقبل میں نشان

لم تکونا منذ خلق السموت و الارض کے الفاظ بہت پر حکمت ہیں ۔ ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نشان صرف ایک ہی مصلح کے لئے ہے ۔ فرض کریں مستقبل میں انہی تاریخوں میں

کسی مصلح کے وقت گرہن لگ جائیں تو وہ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ اس سے پہلے یہ نشان کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوا کیونکہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی موعود کے حق میں یہ ظاہر ہو چکا ہے ۔ فرض کریں کہ اگر تاریخوں کو شرط پوری بھی ہو جائے تو لم تکونا منذ خلق السموت والارض کی بات اس کے حق میں پوری نہیں ہو سکے گی ۔ لہذا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے مصلح کے انتظار کی گنجائش نہیں ہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

پھر میرے بعد اوروں کا ہے انتظار کیا

توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا !

لیکن یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایسا نشان دوبارہ کسی اور مدعی کے لئے ظاہر ہو تو لم تکونا منذ خلق السموت والارض کے الفاظ اپنی حقیقت کھو بیٹھتے ہیں کیونکہ اس سے پہلے ایک مدعی پیدا ہو کر اس نشان کو اپنے لئے گواہ ٹھہرا چکا ہے اور یہ بات ناممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشگوئی فرمائی ہو خدا تعالیٰ نے اس کے بارے میں واقعاتی شہادت مہیا فرمائی ہو اور اس میں ایک ایسا حصہ سچائی کے معیار پر پورا نہ اترے جس سے پیشگوئی کی عظمت ختم ہو رہی ہو ۔ چنانچہ اب اس نشان کا کسی کے لئے ظاہر ہونا محال ہے ۔

پس تاریخ کائنات میں یہ نشان صرف ایک دفعہ ظاہر ہونا مقدر تھا اور وہ ظاہر ہو چکا ۔ قانون قدرت کے اندر رہتے ہوئے یہ عظیم الشان نشان اپنی نسبت اور انداز کے اعتبار سے قطعی غیر معمولی اور خارق عادت ہے جس کی مثل لانا کسی کے بس میں نہیں ۔ بلاشبہ تاریخ عالم میں انسانی طاقتوں سے بالا اور قدرت خداوندی کا ایک زبردست معجزہ ہے ۔ چاند اور سورج کو گرہن تو ہمیشہ سے لگ رہے ہیں اور ہمیشہ لگتے رہیں گے لیکن بطور نشان اور معجزہ کے اس کا ظہور ایک ہی دفعہ ہونا تھا اور وہ ہو گیا ۔

باب 13

حضرت مسیح موعود کی طرف سے
اپنی صداقت کے لئے
بطور ثبوت پیش کرنا

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لیے تاریک و تار

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اپنے دعویٰ کی صداقت کے لئے بطور نشان کے پیش کیا ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے سب سے پہلے عربی زبان میں ایک مفصل رسالہ "نور الحق" حصہ دوم لکھا ۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنی مختلف کتب میں اس نشان کا ذکر کیا ۔ ذیل میں اختصار سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں ۔

زبردست اعلان

" مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اس وقت ظاہر کیا ہے ۔ جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا ۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مومنون ۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون ۔ یعنی ان کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں ۔ پھر ان کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں ۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت گواہیاں ہیں اور ایک سو سے زیادہ پیشگوئی ہے جو پوری ہوچکی جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں مگر اس الہام میں اس پیشگوئی کا ذکر محض تخصیص کے لئے ہے یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا ۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کے لئے جس کی ابھی تکذیب نہیں ہوئی اور جس پر یہ شور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق نہیں پڑا ۔ " (تحفہ گولڑویہ ، صفحہ 53, 54)

نشان آسمانی

"ایسا واقعہ ابتدائے دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی موعود کے وقت اس کا ہونا مقدر ہے ۔ اب تمام انگریزی اور اردو اخبار اور جملہ ماہرین ھئیت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ سال کا گزر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہوچکا ہے ۔ اول اس ملک میں ، دوسرے امریکہ میں اور

دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی موعود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اس لئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ سال پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اس کے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 202 ۔روحانی خزائن جلد 22)

خدا کی گواہیاں ۔ مسیح موعود کے ظہور کا وقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے حق میں خدا کی گواہیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس بارے میں بھی ارشاد فرما رہے ہیں کہ کیا یہ وقت مسیح موعود کے ظہور کا نہیں ہے؟

"دیکھو کس قدر گواہیاں میرے اس دعویٰ پر ہیں ۔(۱) نئے نشان جو میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں الگ گواہیاں ہیں ۔ (۲) ہمارے سید و مولیٰ کی علامات مقرر کردہ کا اس وقت پورا ہونا یہ الگ شہادتیں ہیں ۔۔۔۔۔۔غرض ہر ایک طریق سے حجت پوری ہو گئی ۔اب جو شخص انکار کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کا مقابلہ کر رہا ہے ۔

اگر کوئی شخص تعصب سے الگ ہو کر اور پاک طبعیت لے کر ہمارے ان دلائل کو بامعان نظر دیکھے گا وہ نہ صرف یہی دلائل بلکہ دلائل پر دلائل معلوم کرے گا اور ثبوت پر ثبوت اسے نظر آئے گا ۔ جو لوگ اس بات کو نہیں مانتے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے ان کو بڑی دقتیں پیش آئی ہیں اور ان کا دل ہر وقت انہیں جتلا رہا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ زمانہ آ گیا اور بہت سا حصہ اس میں سے گزر بھی گیا۔ پھر اس وقت مسیح موعود کے ظہور سے انکار گویا خدا اور اس کے رسول کے فرمودہ سے انکار ہے ۔ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ آفتیں برپا ہیں جن کا برپا ہونا مسیح موعود کے ظہور کے لئے ایک پختہ اور قطعی علامت ٹھہرایا گیا تھا ۔ کیا نہیں معلوم نہیں ہوا کہ کسوف و خسوف رمضان پر بھی کئی سال گزر گئے جو دارقطنی میں امام باقر سے مہدی موعود کا نشان قرار دیا گیا تھا اور اس کا معجزہ سمجھا جاتا تھا ۔اور یہ نشان مہدی موعود یعنی خسوف و کسوف ماہ رمضان میں فتاویٰ ابن حجر میں بھی لکھا گیا تھا جو حنفیوں کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے ۔پھر کیا وجہ کہ زمین کے نشان بھی ظاہر ہو گئے اور آسمان کے بھی مگر مسیح موعود ظاہر نہ ہوا" (ایام الصلح ،صفحہ 315)

آنکھیں کھولو

"پھر آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ میری ہی دعوت کے وقت میں آسمان پر رمضان میں خسوف کسوف عین حدیث کے موافق وقوع میں آیا۔" (تحفہ غزنویہ ،روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 543)

اور پھر فرماتے ہیں

"اور وہ حوادث ارضی اور سماوی جو مسیح موعود کے ظہور کی علامات ہیں وہ سب میرے وقت ظہور پذیر ہوگئی ہیں مدت ہوئی کہ خسوف کسوف رمضان کہ مہینہ میں ہوچکا ہے ۔" (کتاب البریہ ،روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 298)

چودھویں صدی کے سر پر دعویٰ اور نشان

"یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری سچائی کے سمجھنے کے لئے بہت سے قرائن واضح ان کو عطا کئے تھے ۔ میرا دعویٰ صدی کے سر پر تھا ۔ میرے دعویٰ کے وقت خسوف کسوف ماہ رمضان میں ہوا تھا ۔"

(انجام آتھم ،روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 49)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں

"----وہ مسیح موعود جس کا آنا چودھویں صدی کے سر پر مقدر تھا وہ میں ہی ہوں ۔ سو اس امر کا ثبوت یہ ہے کہ میرے ہی دعویٰ کے وقت میں آسمان پر خسوف کسوف ہوا ہے ۔" (تحفہ گولڑویہ ،صفحہ 63)

اسی کتاب میں مزید فرماتے ہیں

"دیکھو یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہو گئی اور میرے دعویٰ کے وقت رمضان کے مہینہ میں اسی صدی یعنی چودھویں صدی 1311ھ میں خسوف کسوف ہو گیا ۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک " (تحفہ گولڑویہ ،روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 132)

قرآن و حدیث ،انجیل اور دوسرے انبیاء کی خبروں کے مطابق

"میں وہ شخص ہوں جو عین وقت پر ظاہر ہوا ۔ جس کے لئے آسمان پر رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو قرآن اور حدیث اور انجیل اور دوسرے تمام نبیوں کی خبروں کے مطابق گرہن لگا" ۔ (تذکرۃ الشھادتین ،صفحہ 35, 36)

خدا ترس کے لئے کافی نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی صداقت کے لئے بے شمار نشانات کا ذکر کرتے ہوئے خسوف و کسوف کے نشان کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ یہ نشان میرے قبول کرنے کے لئے کافی ہیں ۔

"اور پھر دعویٰ کے وقت میں اور لوگوں کی تکذیب کے دنوں میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہونا ، زمین پر طاعون کا پھیلنا ------ یہ تمام نشان اور علامات اور قرائن ایک خدا ترس کے لئے میرے قبول کرنے کے لئے کافی ہیں" ۔ (تذکرۃ الشھادتین ،صفحہ 40)

منہاج نبوت کی رو سے اتمام حجت

"پس اس جگہ منہاج نبوت کی رو سے اتمام حجت ہو چکا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دو مرتبہ ملک میں کسوف خسوف ہو گیا جو مسیح موعود کے ظہور کی نشانی تھی"۔ (براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 358)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں

"اور جو نشانیاں زمانہ مہدی موعود کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی تھیں۔ جیسا کہ اس زمانہ میں کسوف خسوف رمضان میں ہونا اور طاعون کا ملک میں پھیلنا یہ تمام شہادتیں میرے لئے ظہور میں آ گئیں"۔

(چشمۂ معرفت جلد 23 صفحہ 329)

میدان سے بھاگ گئے ہیں

"اصل تو یہ ہے کہ اس قدر نشانات پورے ہو چکے ہیں کہ یہ لوگ تو اس میدان سے بھاگ ہی گئے ہیں۔ جیسے خسوف کسوف رمضان میں کیا اس طریق پر نہیں ہوا جیسا کہ مہدی کی آیات کے لئے مقرر تھا۔"

(ملفوضات جلد نمبر 4 صفحہ 54 پرانا ایڈیشن)

اگر خدا نہ چاہتا تو میں نہ آتا

"سو یہ تمام نشان ظہور میں آ گئے ۔ اب اگر مثلاً میرے لیے آسمان پر خسوف کسوف نہیں ہوا تو کسی اور مہدی کو پیدا کریں جو خدا کے الہام سے دعویٰ کرتا ہو کہ میرے لئے ہوا ہے۔ افسوس ان لوگوں کی حالتوں پر ان لوگوں نے خدا اور اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمودہ کی کچھ بھی عزت نہ کی اور صدی پر بھی سترہ برس گذر گئے مگر ان کا مجدد اب تک کسی غار میں پوشیدہ بیٹھا ہے۔ مجھ سے یہ لوگ کیوں بخل کرتے ہیں۔ اگر خدا نہ چاہتا تو میں نہ آتا۔ بعض دفعہ میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ میں درخواست کروں کہ خدا مجھے اس عہدہ سے علیحدہ کرے اور میری جگہ کسی اور کو اس خدمت سے ممتاز فرمائے پر ساتھ ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس سے زیادہ اور کوئی سخت گناہ نہیں کہ میں خدمت سپرد کردہ میں بزدلی ظاہر کروں۔ جس قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں۔ اسی قدر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر آگے لے آتا ہے۔ میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں۔ مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اس کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اسے دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ

نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابو جہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے ۔ میں ہر اس بات کے لئے چشم بر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے ۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ،صفحہ 49)

منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں بھی اس نشان کو اپنی صداقت کے لئے پیش کیا ۔عربی اور اردو کلام کچھ درج ہو چکا ہے ' یہاں آپ کے فارسی کلام سے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں ۔

آسمان و مہ و خورشید شہادت دادند
تا تو تکذیب ز نادانی و غفلت نکنی

آسمان اور چاند سورج نے گواہی دے دی تا کہ تو نادانی اور غفلت کی وجہ سے میری تکذیب نہ کرے

نے رنجم گر اکنوں سر بہ پیچند
کہ ترک رسم و رہ کارے است دشوار

اگر وہ اب مجھ سے منہ موڑلیں تو میں ناراض نہیں کیونکہ رسم و رواج کا چھوڑنا بہت مشکل کام ہے ۔

فلک رابیں کہ مہر و مہ سیہ شد
زمیں طاعوں بر آرد بہر انذار

آسمان کی طرف دیکھ کہ سورج اور چاند سیاہ ہو گئے خسوف کسوف سے اور زمین ڈرانے کے لئے طاعون پیدا کر رہی ہے ۔

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

آسمان نشان برساتا ہے اور زمین الوقت کہہ رہی ہے ۔ یہ دو گواہ میری تصدیق کی خاطر بیقراروں کی طرح چیخ رہے ہیں ۔

باب 14

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں
اس نشان کی اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں اس نشان کی بڑی اہمیت تھی کیونکہ یہ نشان نہ صرف آپ کے دعویٰ کی صداقت کے لئے مقرر ہوا تھا بلکہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی - یہ نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا اس وقت جبکہ آپ کی مخالفت میں بازار گرم تھا اور آپ کی تکفیر کی گئی - یہ ایسا نشان تھا کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں کیا گیا۔

یہ نشان اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیار کا اظہار تھا چنانچہ آپ کی نظر میں اس کی بڑی اہمیت تھی جو آپ کی تحریرات سے واضح ہوتی ہے - ذیل میں چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں -

توبہ نہ کرنے والوں کا انجام

"پھر جان لو کہ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں پھونکا کہ یہ خسوف و کسوف جو رمضان میں ہوا ہے یہ وہ خوفناک نشان ہیں جو انکے ڈرانے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں، جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں، جنہوں نے ظلم اور بے اعتدالی کو اختیار کرلیا - سو خدا تعالیٰ اُن دونوں نشانوں کے ساتھ انکو ڈراتا ہے اور ہر یک ایسے شخص کو ڈراتا ہے جو حرص و ہوا کا پیرو ہوا اور سچ کو چھوڑا اور جھوٹ بولا اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی پس خدا تعالیٰ پکارتا ہے کہ اگر وہ گناہ کی معافی چاہیں تو ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور فضل اور احسان کو دیکھیں گے اور اگر نافرمانی کی تو عذاب کا وقت تو آ گیا ----سو خدا سے ڈرو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو - اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اس سے ڈرتے نہیں حالانکہ ڈرانے کے نشان ظاہر ہو گئے -"

(نور الحق حصہ دوم، ترجمہ از عربی عبارت)

اور پھر عذاب کا نزول

"اور میں نے رسالہ نور الحق میں یہ لکھا تھا کہ ان لوگوں پر عذاب نازل ہو گا کہ جو کسوف خسوف کا نشان دیکھنے کے بعد توبہ نہیں کریں گے - اور دین کو دنیا پر مقدم نہیں کریں گے - سو ایسا ہی ہوا کہ خسوف کسوف کے بعد اس ملک کے اکثر غافلوں پر طاعون بھیجی گئی اور ہزاروں انسان اس وباء سے مر گئے اور ہر ایک غافل پر ایک چنگاری پڑی جس سے وہ مرے اور دیہات اور شہروں سے نکالے گئے اور یہ آگ اب تک ٹھنڈی نہیں ہوئی اور موت سروں پر نعرے مار رہی ہے - جیسا کہ اس بارے میں متواتر الہام سے پہلے ہی سے معلوم ہوا تھا اور اس میں پرہیز گاروں کے لئے نشان ہیں"

(نجم الہدیٰ صفحہ 51, 52)

جماعت کی ترقی

"اور ایسا ہی میں نے اس رسالہ میں لکھا تھا کہ خدا تعالیٰ اس نشان کے بعد اہل حق کو مدد دے گا۔ پس ان کی جماعت زیادہ ہو جائے گا اور ان کا کام قوت پکڑ جائے گا اور خدا تعالیٰ نشانوں کو ظاہر کرے گا اور معرفت کو لوگوں میں پھیلائے گا۔ پس خدا تعالیٰ نے ان تمام پیشگوئیوں کو اپنے فضل اور کرم سے پورا کیا اور نشان دکھلائے اور قطع خصومت کے لئے تائید کی اور وعدہ کے موافق میری جماعت کو زیادہ کیا۔"

(نجم الہدیٰ صفحہ 52)

خدا تعالیٰ کی طرف سے گواہی

"اور میرے نشانوں میں سے وہ خسوف اور کسوف ہے جو رمضان میں ہوا تھا۔ چنانچہ میں اپنے رسالے نور الحق میں اس کا مفصل بیان کر چکا ہوں اور مجھے ہمیشہ مسلسل طور پر خدا تعالیٰ کی مدد پہنچتی تھی۔ یہاں تک کہ یہ نشان ظاہر ہوا اور احادیث نبویہ میں لکھا ہوا تھا کہ یہ نشان مہدی اور اس کے ظہور کے لئے قطعی دلائل میں سے ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے اپنی بخشش کو ہم پر کمال تک پہنچایا اور اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے نشان دکھلائے اور طالبوں کے لئے ہدایت پانے کی راہ کھول دی اور اپنی روشنی کو راہ چلنے والوں کے لئے ظاہر کیا اور عقلمندوں کے لئے حقیقت امر کو کھولا اور دیکھنے والوں کو حق دکھلایا۔ اور اپنے نشانوں کو شمشیر تیز کی طرح ننگا کیا۔ تا ہر ایک شخص جو مقابلہ کے لئے کھڑا ہو اس کو لاجواب کرے اور منکروں پر اپنی حجت پوری کرے اور اگر کوئی یہ گمان کرے کہ غلبہ نصرانیت کے وقت میں میرا ظاہر ہونا اور صلیب کی طغیانی کے وقت میں اور نیز صدی کے سر پر میرا آنا اس بات پر قطعی دلیل نہیں کہ میں جناب الٰہی کی طرف سے ہوں اور اسی طرح اگر کوئی یہ گمان کرے کہ میرا عربی کتابوں کا لکھنا اور لطائف ادبیہ کا بیان کرنا یہ خدا کا نشان نہیں ہو سکتا اور جائز ہے کہ یہ اپنی پوشیدہ کوششوں کا ثمرہ ہو۔ سو ایسا ظن کرنے والا خسوف وکسوف میں کیا گمان کرے گا۔ کیا یہ بھی انسانی مکر ہے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک گواہی ہے۔"

(نجم الہدیٰ صفحہ 49, 50)

عظیم الشان پیشگوئی

"پیشگوئیاں تھیں جو امور غیبیہ پر مشتمل تھیں وہ ہمارے زمانے میں پوری ہو گئی ہیں۔ پس اگر یہ حدیثیں جھوٹی اور انسان کا افتراء ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ ان کی وہ غیب کی باتیں پوری ہو سکتیں جو انسانی طاقت سے باہر ہیں ----- پھر دیکھو کہ یہ دوسری پیشگوئی جس کا یہ مضمون ہے کہ اس مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان میں خسوف کسوف ہو گا۔ اور چاند اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج اپنے خسوف کے دنوں میں سے بیچ کے دنوں میں منخسف ہو گا۔ یہ کس قدر عظیم الشان

پیشگوئی ہے کہ دارقطنی میں آج سے گیارہ سو برس پہلے مندرج ہو کر تمام دنیا میں شائع ہوگئی تھی اور اب نہایت وضاحت سے پوری ہوگئی ۔۔۔۔۔ اور حدیثوں میں یہ پیشگوئی بھی لکھی گئی تھی کہ ان دنوں میں سورج میں بھی ایک نشان ظاہر ہوگا اور سب کو معلوم ہے کہ ان ایام میں کیسے کامل اور عجیب طور پر سورج گرہن ہوا"۔

(ایام الصلح صفحہ 54)

مہدی کی صداقت کا بے نظیر نشان

"اس میں خسوف کسوف کی عظیم الشان پیشگوئی ہے ۔اس کو دیکھو کہ تیرہ سو برس کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کا نشان مقرر کیا تھا کہ اس کے وقت میں رمضان کے مہینہ خسوف اور کسوف ہوگا اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ نشان ابتدائے آفرینش سے لے کر کبھی نہیں ہوا۔ کس قدر عظیم الشان نشان ہے جس کی نظیر آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مہدی کے وقت تک پائی نہیں جاتی"۔

(ملفوضات جلد نمبر 3 صفحہ 362 پرانا ایڈیشن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر مہر

"ان نشانوں میں سے ہی خسوف و کسوف کا نشان ہے جو اپنے وقت پر میری صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر مہر کرنے کے لئے پورا ہوا۔"

(ملفوضات جلد نمبر 3 صفحہ 363)

انسانی طاقت سے بالا نشان اور انکار کا اثر

"سورج اور چاند کو رمضان میں گرہن لگنا کیا یہ میری طاقت میں تھا کہ میں اپنے وقت میں کر لیتا اور جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سچے مہدی کا نشان قرار دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس نشان کو میرے دعویٰ کے وقت پورا کر دیا ۔ اگر میں اس کی طرف سے نہیں تھا تو کیا خدا تعالیٰ نے خود دنیا کو گمراہ کیا؟ اس کا سوچ کر جواب دینا چاہیئے کہ میرے انکار کا اثر کہاں تک پڑا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور پھر خدا تعالیٰ کی تکذیب لازم آتی ہے ۔ اسی طرح پر اس قدر نشانات ہیں کہ ان کی تعداد دو چار نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں تک ہے ۔تم کس کس کا انکار کرتے جاؤ گے؟"

(ملفوضات جلد نمبر 3)

آسمانی اور زمینی نشانوں سے تائید

"اور پھر جب کہ وہ ایک ایسا شخص ہے کہ اس کے واسطے آسمان پر بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید میں نشان ظاہر کئے اور زمین پر بھی معجزات دکھائے ۔اس کی تائید کے واسطے طاعون آیا اور کسوف و خسوف اپنے مقررہ وقت پر بموجب پیشگوئی عین وقت پر ظاہر ہو گیا تو کیا ایسا شخص جس کی تائید کے واسطے آسمان نشان ظاہر کرے اور زمین الوقت کہے وہ کوئی معمولی شخص ہو سکتا ہے کہ اس کا ماننا اور نہ ماننا برابر ہو اور لوگ اس سے نہ مان کر بھی مسلمان اور خدا کے پیارے بندے بنے رہیں؟ ہر گز نہیں"۔(ملفوضات جلد 5 صفحہ 54 پرانا ایڈیشن)

پیشگوئی کی عظمت

"اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر پیش کرو اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ پیشگوئی ان تمام پیشگوئیوں سے اول درجہ پر ہے جن کی نسبت آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً۔(الجن) کا مضمون صادق آسکتا ہے کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے اخیر تک اس کی نظیر نہیں۔"

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 136)

اے خدا ہم تیرے احسانوں کا کیونکر شکر کریں

"اے خدا! ہم تیرے احسانوں کا کیونکر شکر کریں کہ تو نے ایک تنگ و تاریک قبر سے اسلام اور مسلمانوں کو نکالا اور عیسائیوں کے تمام فخر خاک میں ملا دیئے اور ہمارا قدم جو ہم محمدی گروہ ہیں ایک بلند اور نہایت اونچے مینار پر رکھ دیا۔ہم نے تیرے نشان جو محمدی رسالت پر روشن دلائل ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ہم نے آسمان پر رمضان میں اس خسوف کسوف کا مشاہدہ کیا جس کی نسبت تیری کتاب قرآن اور تیرے نبی کی طرف سے تیرہ سو برس سے پیشگوئی تھی ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا"۔

(تحفہ گولڑویہ ،صفحہ 153)

باب 15

خسوف و کسوف سے متعلق
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ
اہم نکات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عالمی آسمانی نشان سے متعلق کئی اہم نکات اپنی کتب اور رسائل میں درج فرمائے ہیں جو یقیناً ایمان افروز بھی ہیں اور علم میں اضافہ کا باعث بھی۔ ذیل میں چند نکات بیان کئے جاتے ہیں۔

یہ نشان مہدی کے چودھویں صدی میں آنے کی خبر دیتا ہے

آپ بڑی تحدی سے فرماتے ہیں

"میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اس نشان سے صدی کی تعیین ہوگئی کیونکہ جبکہ یہ نشان چودھویں صدی میں ایک شخص کی تصدیق کے لئے ظہور میں آیا تو متعین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ظہور کے لئے چودھویں صدی ہی قرار دی گئی۔" (تحفہ گولڑویہ ،روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 143)

دنیامیں آنے والے کی منادی

"یہ ایک ایسا نشان تھا جس سے اللہ تعالیٰ کو کل دنیا میں ،آنے والے کی منادی کرنی تھی------ہمارے اشتہارات بطور منادی جہاں جہاں نہ پہنچ سکتے تھے۔ وہاں وہاں اس کسوف و خسوف نے آنے والے کے وقت منادی کر دی۔"

(ملفوضات جلد 1 صفحہ 30)

کسوف و خسوف اشتہاری نشان

"خدا تعالیٰ جو نشانات دکھلاتا ہے اشتہاری دکھلاتا ہے ۔ کسوف و خسوف بھی اشتہاری تھا اور وہ آسمانی تھا۔ اب یہ طاعون بھی اشتہاری ہے اور یہ زمینی ہے۔" (ملفوضات جلد 4 صفحہ 270 پرانا ایڈیشن)

یہ نشان مہدی کا ہندوستان میں آنا ظاہر کرتا ہے

"پھر جبکہ یہ نشان اسی ملک اور اسی مقام میں ظاہر ہوا اور بلاد عرب اور شام میں کچھ اس کا نشان نہ پایا گیا تو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے صدق دعویٰ پر ایک نشان ہے ------اے بندگان خدا فکر کرو اور سوچو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مہدی تو بلاد عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو حکمت الہیہ نشان کو اس کے اہل سے جدا نہیں کرتی ۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ مہدی تو مغرب میں ہو اور اس کا نشان مشرق میں ظاہر ہو اور تمہارے لئے اس قدر کافی ہے اگر تم طالب حق ہو۔" (نورالحق ،حصہ دوم ،روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 215, 216)

تائید دعویٰ کے لئے نشان

"حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدی موعود کے دعویٰ کے بعد بلکہ ایک مدت گذرنے کے بعد یہ نشان تائید دعویٰ کے طور پر ظاہر ہو جیسا کہ ان لمھدینا آیتین ای لتائید دعویٰ مھدینا آیتین صاف دلالت کر رہی ہے۔"

(انوار الاسلام ،روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 49)

اجتماع خسوف و کسوف اور مہدی

"کہ خسوف اور کسوف اور مہدی کا رمضان کے مہینے میں موجود ہونا خارق عادت ہے اور صرف اجتماع خسوف کسوف ہونا خارق عادت نہیں ۔" (انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 49)

دو مرتبہ گرہن کی حکمت

آپ نے کسوف و خسوف کا نشان دو مرتبہ ہونے کے بارہ میں فرمایا ۔

"اس میں حکمت یہ تھی کہ تا دو مرتبہ حجت پوری ہوجاوے ۔ اور اس ملک میں اس لئے کہ چونکہ وہ ملک عیسائی مذہب کی اشاعت کرتے ہیں ان پر بھی اتمام حجت ہو ۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 126)

جمالی اور جلالی تجلیات کا ظہور

"خدا تعالیٰ نے اس خسوف و کسوف میں جمالی اور جلالی تجلیات رکھی ہیں اور چاند گرہن کو پہلے رکھنا تجلی جمالی کی تقدیم کی طرف اشارہ ہے اور کسوف شمس کا بعد میں رکھنا تجلی جلالی کی طرف اشارہ ہے ۔ اور ان جلالی اور جمالی تجلیات میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ مہدی آخر زمان اور مسیح دوراں فقر و سیادت کی ہر خوبی سے متصف ہو گا ۔"

(نور الحق حصہ دوم، ترجمہ از عربی عبارت)

رمضان میں گرہن کی حکمت

"اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان میں ہوا کیوں ٹھہرایا ۔ اس میں کیا بھید ہے ۔ سو جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کریں گے اور کفر کے فتوے لکھیں گے ۔ چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے سنے اور اس کو کافر اور بے ایمان کہیں اور اگر ممکن ہو تو اس کے قتل کرنے کی تدبیر کریں ۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء ملت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کی طرح ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکی دور ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے آسمان کے اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلوں کی تاریکی پر دلیل ٹھہرائی ہے ۔ گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہوگئے اور پھر اسی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا تا معلوم ہو کہ وہ بلا جس نے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہو کر خسوف کسوف کی حالت میں ان کو کر دیا ۔ آسمان نے اس کی گواہی دی کیونکہ آسمان زمین کے اعمال پر گواہی دیتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی شق القمر کی یہی حکمت تھی کہ جن کو پہلی کتابوں کے علم کا نور ملا تھا وہ لوگ اس نور پر قائم نہ رہے اور ان کے دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ۔ سو اس وقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کر دیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے انہوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان میں ہوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونوں صاف اور روشن ہو گئے ۔ مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آج تک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں ۔

اور رمضان میں کسوف خسوف ہونا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور

مہدی موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کی طرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے سو اس کے زمانہ میں علماء کا اس سے منہ پھیرنا اس کو کافر قرار دینا گویا رمضان میں خسوف کسوف ہونا ہے۔ اگر کسی کو ایسی خواب آوے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہوا تو اس کی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ میں علماء وقت اس کی مخالفت کریں گے اور سب اور توہین اور تکفیر سے پیش آویں گے اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بھی اس لیے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھیں گے بلکہ کافر اور بے دین کہیں گے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور ذب اور دفع کے مقرر کیا گیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمت کرنے والوں کے رد کے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کریں گے مگر وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمم۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث میں دو خسوف کسوف کا وعدہ تھا۔ ایک علماء اور فقراء کے دلوں کا خسوف کسوف اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتھ سے پورا کیا کیونکہ انہوں نے علم اور معارفت کی روشنی پا کر پھر اس شخص سے عمداً منہ پھیرا جس کو قبول کرنا چاہیئے تھا اور ضرور تھا کہ ایسا کرتے کیونکہ ایسا لکھا گیا تھا کہ ابتداء میں مہدی موعود کو کافر قرار دیا جائے گا سو انہوں نے مجھے کافر قرار دے کر اس نوشتہ کو پورا کر دیا اور دوسرا حصہ آسمان میں پورا ہوا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ مہدی کو اسی طرح حدیث میں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرایا گیا جس طرح حدیث میں عیسائیوں کو آل عیسی ٹھہرایا گیا۔

اب نشان مانگنے والے سوچیں کہ کیا یہ خسوف کسوف نشان نہیں ہے۔ کیا خسوف و کسوف ظاہر نہیں کرتا کہ مہدی موعود پیدا ہو گیا اور وہ وہی ہے جس کی تکذیب کی گئی۔ جس کو کافر ٹھہرایا گیا۔ کیونکہ نشان اسی کی تصدیق کے لئے ہوتا ہے جس کو قبول نہ کیا جائے۔

کیا وہ لوگ اب متقی اور پرہیز گار کہلاتے ہیں جو اس قدر کھلا کھلا نشان ظاہر ہونے پر بھی حق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کیسے ان کے دلوں پر قفل ہیں جنہوں نے ایک ذرہ تصدیق سے کام نہ لیا۔" (انجام آتھم، صفحہ 293 تا 297)

مسیح موعود کی پیدائش اور ظہور کا وقت گزر گیا

"خدا نے منکروں کے عذروں کو توڑنے کے لئے یہ خوب بندوبست کیا ہے کہ مسیح موعود کے لئے چار ضروری علامتیں رکھ دی ہیں۔ (1) ایک یہ کہ اس کی پیدائش حضرت آدم کی پیدائش کے رنگ میں آخر ہزار ششم میں ہو۔ (2) دوسری یہ کہ اس کا ظہور و بروز صدی کے سر پر ہو۔ (3) تیسری یہ کہ اس کے دعویٰ کے وقت آسمان پر رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف ہو۔ (4) چوتھی یہ کہ اس کے دعوے کے وقت میں بجائے اونٹوں کے ایک اور سواری دنیا میں پیدا ہو جائے۔ اب ظاہر ہے کہ چاروں علامتیں ظہور میں آچکی ہیں۔ چنانچہ مدت ہوئی کہ ہزار ششم گزر گیا اور اب قریباً پچاسواں سال اس پر زیادہ جارہا ہے اور اب دنیا ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے اور صدی کے سر پر سے بھی سترہ برس گزر گئے اور خسوف کسوف پر بھی کئی سال گزر چکے اور اونٹوں کی جگہ ریل کی سواری بھی نکل آئی۔ پس اب قیامت تک کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ کیونکہ اب مسیح موعود کی پیدائش اور اس کے ظہور کا وقت گزر گیا"۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 252 حاشیہ)

باب 16

عہد مسیح موعود کے علماء اور نشان خسوف و کسوف

نشان کے ظہور سے قبل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد کے علماء کا مجموعی رد عمل بھی ہمیشہ کی طرح ویسا ہی تھا جیسا کہ کسی بھی مامور کے زمانہ میں اس وقت کے علماء کا ہوتا ہے۔ نشان خسوف و کسوف کے ظہور سے پہلے علماء خسوف و کسوف کو امام مہدی کی صداقت کی ایک اہم علامت گنواتے تھے اور اس کا عام چرچا کرتے تھے چنانچہ ان کی مجالس میں اس کا عام ذکر تھا اور وہ منبروں پر چڑھ کر اپنے خطابات میں بھی اس کا ذکر کرتے تھے۔ یہی بات ہے کہ یہ علامت لوگوں میں بہت عام تھی اور عام لوگ اس علامت سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس کے علاوہ ان کی کتب میں بھی اس کا بڑا ذکر ملتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بے شمار حوالے درج کئے گئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نشان کی اس وقت کے علماء کے نزدیک کتنی اہمیت تھی چنانچہ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"مولوی، جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا، رو رو کر اس حدیث کو پڑھا کرتے تھے۔ مولوی محمد لکھو کے والے نے اپنی کتاب احوال الاخرت میں اس نشان کو بڑے زور شور سے بیان کیا ہے۔" (ملفوضات جلد 5 صفحہ 126)

نشان کے ظہور کے بعد

یہ گرہن کا نشان ایک بہت بڑا نشان تھا جس کے ظاہر ہونے پر عالم اسلام میں بڑی خوشی منائی گئی کہ اسلام کی ترقی کا وقت آگیا ہے چنانچہ اسی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جب ہندوستان میں یہ نشان ظاہر ہوا تو مکہ معظمہ کی ہر ایک گلی اور کوچہ میں اس کا تذکرہ تھا کہ مہدی موعود پیدا ہو گیا۔ ایک دوست نے جوان دنوں مکہ میں تھا خط میں لکھا کہ جب مکہ والوں کو سورج اور چاند گرہن کی خبر ہوئی کہ رمضان میں حدیث کے الفاظ کے مطابق گرہن ہو گیا تو وہ سب خوشی سے اچھلنے لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا وقت آگیا اور مہدی پیدا ہو گیا اور بعض نے قدیم جہادی غلطیوں کی وجہ سے اپنے ہتھیار صاف کرنے شروع کر دیئے کہ اب کافروں سے لڑائیاں ہونگی۔ غرض متواتر سنا گیا ہے کہ نہ صرف مکہ میں بلکہ تمام بلاد اسلام میں اس کسوف خسوف کی خبر پا کر بڑا شور اٹھا تھا اور بڑی خوشیاں ہوئی تھیں۔" (تحفہ گولڑویہ، صفحہ 68)

چنانچہ بہت سے لوگوں کو امام مہدی کی طرف توجہ ہوئی اور وہ ڈھونڈنے لگ گئے کہ امام مہدی کہاں ہے اور بالآخر انہوں نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو قبول کرلیا۔ (اس سلسلہ میں جو ایمان افروز واقعات ہیں وہ باب 18 میں درج کئے گئے ہیں لیکن یہاں کیونکہ علماء کا ذکر ہورہا ہے اس لئے چند ایک واقعات علماء کے حوالے سے درج کئے جاتے ہیں ۔)

بہت سے محروم ایسے بھی تھے جنھوں نے نشان دیکھا اور قبول کرنے کی بجائے امام مہدی کی اور زیادہ مخالفت شروع کردی ۔ چنانچہ جب چاند اور سورج گرہن کا نشان ظاہر ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف علماء کو سخت گھبراہٹ ہوئی اور لاہور میں ایک مولوی صاحب اس نشان کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے پائے گئے کہ "ھن لوکی گمراہ ہون گے" یعنی اب لوگ گمراہ ہوں گے۔ گویا بجائے اس نشان کو دیکھ کر خوش ہونے کے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سو سال پہلے کی بیان فرمودہ پیشگوئی پوری ہوئی اور حضرت مرزا صاحب پر ایمان لاتے انہوں نے الٹا اس حدیث کو ہی ضعیف اور کمزور کہنا شروع کردیا جسے یہ نشان پورا ہو کر سچا ثابت کرچکا تھا۔ لیکن جس طرح پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتی اسی طرح سب مولویوں کا یہ حال نہیں تھا بلکہ نیک اور خدا ترس علماء کو اس سچائی کے قبول کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی ۔

نیک اور تقویٰ شعار علماء

اس زمانہ میں نیک اور تقویٰ شعار علماء بھی تھے جنھوں نے جب یہ نشان دیکھا تو ان کی توجہ مدعی مہدویت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف ہوگئی ۔ کیونکہ وہ دین کے علم سے واقف تھے اور ان میں خدا کا خوف موجود تھا اس لئے انہوں نے امام مہدی کو قبول کرلیا۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی تصدیق

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی نظریں بھی اسی لئے امام مہدی کی متلاشی ہوئیں ۔ آپ ہندوستان کے شہر مندرا میں ایک عربی مدرسہ میں عربی پڑھانے پر مقرر تھے ۔اس وقت آپ کی عمر 20سال تھی ۔جب 1894ء کے رمضان میں کسوف و خسوف ہوا تو لوگوں نے آپ سے استفسار کیا کہ جو

ان تاریخوں میں سورج ، چاند گرہن ہوا ہے یہ حضرت امام مہدی کے ظہور کی علامت ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ آپ نے اس وقت تو لوگوں کو یہ جواب دے دیا کہ یہ علامت حضرت امام مہدی کے پیدا ہونے کی ہے۔ اور حضرت امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں۔

لیکن اس سوال کا اثر آپ کے دل پر یہ ہوا کہ آپ کی توجہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طرف ہو گئی۔ جس کے نتیجہ میں آپ دن بدن جماعت کے قریب ہوتے گئے اور آخر کار 1903ء میں بیعت کر لی۔

(رجسٹر روایات جلد 8 صفحہ 2-3 ۔ حیات بقاپوری جلد 1 صفحہ 3 تا 6)

سبحان اللہ ۔ مہدی آ گئے

اسی طرح ایک اور بزرگ مکرم غلام محمد صاحب ولد علی بخش صاحب آف قادر آباد ضلع امر تسر کا بیان ہے کہ میری عمر پندرہ سال تھی اور میں مولوی بدرالدین صاحب کے گھر کے سامنے ان کے ساتھ کھڑا تھا کہ سورج کو گرہن لگا۔ یہ 1311ھ (1894ء) کا واقعہ ہے۔ اس وقت مولوی صاحب نے کہا۔

"سبحان اللہ ۔ مہدی آ گئے ۔ ان کی علامتیں ظاہر ہو گئیں ۔ ان کا وقت آ گیا"۔

اس کے ایک سال کے عرصہ میں مولوی صاحب اور ان کا سارا گھر احمدی ہو گیا۔

(رجسٹر روایات جلد 6 صفحہ 306-307)

ان کے علاوہ بہت سے علمائے دین نے یہ نشان دیکھا اور امام مہدی کو قبول کیا۔ مثلاً حاجی مولوی محمد دلپذیر صاحب بھیروی ، قاضی محمد اکبر صاحب ، مولوی عبدالواحد صاحب وغیرہ ۔(مزید واقعات باب 18 میں)

مخالف مولوی صاحبان

نشان ظاہر ہونے کے بعد ان مولویوں کا حال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

"قیامت برپا ہوگئی مولویوں میں ، چہرے کالے پڑ گئے ۔ مطالبے کرتے ، بڑی بڑی ڈینگیں مارتے ، جھوٹا جھوٹا کہہ کے ، دجال دجال کہہ کے آسمان سر پہ اٹھا رکھا تھا۔ وہی آسمان ان پر ٹوٹ پڑا۔ خدا کی قسم وہی آسمان ان پر ٹوٹ پڑا۔ جب ان

کی آنکھوں کے سامنے چاند اور سورج نے ان کے خلاف گواہی دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں گواہی دی۔"

(تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 1994ء، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اس سے پہلے کے ان مولوی صاحبان کے کردار پر مزید بات کی جائے کہ انہوں نے اس نشان کے بعد کیا رد عمل ظاہر کیا، بزرگان امت کی چند ایک پیشگوئیاں درج کی جاتی ہیں۔

علاوہ اس پیشگوئی کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علماء کے بارے میں بیان فرمائی کہ وہ آسمان کے نیچے بد ترین مخلوق ہوں گے، چند بزرگان کے حوالے بھی پیش کئے جاتے ہیں

- حضرت ابن عربی فرماتے ہیں۔

"جب امام مہدی دنیا میں ظاہر ہوگا تو علمائے ظاہر سے بڑھ کر ان کا کوئی کھلا دشمن نہیں ہوگا۔ کیونکہ مہدی کی وجہ سے ان کا اثر و رسوخ جاتا رہے گا" (فتوحات مکیہ جلد 3 صفحہ 363)

- حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا۔

"علماء ظواہر مہدی کے مجتہدات کا جو وہ نہایت باریک بینی سے اخذ کرے گا انکار کر دیں گے اور انہیں کتاب و سنت کا مخالف سمجھیں گے۔" (مکتوبات امام ربانی حصہ ہفتم، دفتر دوم صفحہ 32)

- فرقہ دیوبند کے پیشوا مولانا محمد قاسم نانوتوی نے یہ پیشگوئی فرمائی۔

"امام مہدی علیہ السلام چونکہ سراپا کلام اللہ کے موافق ہوں گے اس لئے کروڑوں لوگ مہدی سے روگردانی کریں گے۔" (قاسم العلوم، صفحہ 115)

- اہل حدیث کے مسلمہ بزرگ نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں۔

"چونکہ مہدی علیہ السلام سنت کے احیاء اور بدعت کے انسداد کے لئے جہاد کریں گے۔ علماء وقت جو فقہاء کی تقلید اور مشائخ اور اپنے باپ دادوں کی پیروی کے عادی ہوں گے۔ کہیں گے کہ یہ شخص دین اور ملت کی بنیادوں کو برباد کرنے والا ہے اور اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوں گے اور اپنی عادت کے مطابق اس کی تکفیر اور گمراہی کے فتوے جاری کریں گے۔"

(حجج الکرامۃ صفحہ 363)

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ بالکل ایسا ہی ہوا جیسا ان بزرگوں نے پہلے سے قرآن و حدیث کی بنیاد پر پیشگوئی کر دی تھی۔

ان حالات میں جب یہ نشان ظاہر ہوا تو ان علماء نے جن پر یہ تمام باتیں صادق آتی ہیں اس نشان کا انکار کر دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"پس منکر تو دنیا میں ہوتے ہیں پر بڑا بد بخت وہ منکر ہے جو مرنے سے پہلے معلوم نہ کر سکے کہ میں جھوٹا ہوں ۔ پس کیا خدا پہلے منکروں کے وقت میں قادر تھا اور اب نہیں ؟ نعوذ باللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ہر ایک جو زندہ رہے گا اور دیکھ لے گا کہ آخر خدا غالب ہوگا ۔ دنیا میں ایک نذیر آیا ۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا ۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا ۔ وہ خدا جس کا قوی ہاتھ زمینوں اور آسمانوں اور ان سب چیزوں کو جو ان میں ہیں تھامے ہوئے ہے ۔ وہ کب انسان کے ارادوں سے مغلوب ہو سکتا ہے ۔ اور آخر ایک دن آتا ہے جو وہ فیصلہ کرتا ہے ۔ پس صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ انجام انہی کا ہوتا ہے ۔ خدا اپنی تجلیات کے ساتھ ان کے دل پر نزول کرتا ہے ۔ پس کیونکر وہ عمارت منہدم ہو سکے جس میں وہ حقیقی بادشاہ فروکش ہے ۔ ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو ۔ گالیاں دو جس قدر چاہو اور ایذاء اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جس قدر چاہو اور میرے استیصال کے لئے ہر ایک قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جس قدر چاہو ۔ پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلاوے گا کہ اس کا ہاتھ غالب ہے ۔ نادان کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے غالب ہو جاؤں گا مگر خدا کہتا ہے کہ اے لعنتی دیکھ میں تیرے سارے منصوبے خاک میں ملادوں گا ۔ اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پیروؤں کو آنکھیں بخشتا اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا ۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا ۔ سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی ۔ افسوس یہ لوگ سوچتے نہیں کہ اگر یہ دعویٰ خدا کے امر اور ارادہ سے نہیں تھا تو کیوں اس مدعی میں پاک اور صادق نبیوں کی طرح بہت سے سچائی کے دلائل جمع ہو گئے ۔ کیا وہ رات ان کے لئے ماتم کی رات نہیں تھی جس میں میرے دعویٰ کے وقت رمضان میں خسوف کسوف عین پیشگوئی کی تاریخوں میں وقوع میں آیا ۔ کیا وہ دن ان پر مصیبت کا دن نہیں تھا جس میں لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی ۔ خدا نے بارش کی طرح نشان برسائے مگر ان لوگوں نے آنکھیں بند کرلیں ۔ تا ایسا نہ ہو کہ دیکھیں اور ایمان لائیں "۔(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ،صفحہ 17, 18)

ایک مولوی صاحب کا واقعہ

اس کے بعد آپ ایک مولوی کا واقعہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

"نشان پورا ہو چکا مگر تم ابھی تک حقیقی دعویدار کو دجال اور واجب القتل کہے جاتے ہو ۔ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر (جیسے کوئی سیاپا کرتا ہے ۔ ایڈیٹر) کہا اب دنیا گمراہ ہوگی ۔ خیال تو کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر دنیا کا خیرخواہ تھا ، اس نے کیسی غلطی کھائی ۔ اگر انصاف اور خدا ترسی ہوتی تو میرے معاملہ میں اس کے بعد خاموش ہو جاتے ۔ مگر نہیں اور بھی دلیر ہوئے ۔ یہ کسوف

کانشان حدیث ہی میں بیان نہیں ہوا بلکہ قرآن مجید نے بھی اس کو بیان کیا ہے"۔(ملفوضات جلد 5 صفحہ 126)

لاہور کا ایک واقعہ

جب چاند اور سورج نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں گواہی دی تو ایک ٹنڈے مولوی جس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اہل محلہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے چھت پر چڑھ کر ٹنڈے ہاتھ سے اپنی چھاتی پیٹتے ہوئے کہا کہ اے خدا تو نے یہ کیا کر دیا' اب خلق خدا گمراہ ہو جائے گی اور اس شخص مرزا غلام احمد کو سچا مہدی مان لے گی۔

(ماخوذ از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جلسہ سالانہ برطانیہ 1994ء)

گمراہی یا ہدایت

ایک مولوی صاحب کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"میں نے سنا ہے کہ پٹیالہ میں ایک مولوی تھا۔اس نے جب دیکھا کہ خسوف و کسوف کا نشان پورا ہو گیا تو اس نے ہاتھ مار مار کر کہا کہ اب خلقت گمراہ ہو گی ۔ اب خلقت گمراہ ہو گی ۔ مگر اس احمق سے کوئی اتنا پوچھے کہ خدا تعالیٰ نے جب وہ نشان پورا کیا جو صادق کے لئے مقرر تھا پھر لوگ گمراہ ہوں یا ہدایت پائیں گے۔"(ملفوضات جلد 3 صفحہ 363)

دو روح پرور دلچسپ واقعات

مخالفت پر کمر بستہ مولوی صاحبان اس نشان پر مختلف اعتراضات کر کے اس کو جھوٹا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے ۔اور صرف تعصب، نفرت اور بغض کی آگ میں اس نشان کی صداقت تسلیم کرنے سے منکر رہے ۔ چنانچہ ذیل میں دو بڑے دلچسپ واقعات درج کئے جاتے ہیں جہاں بصیرت کی آنکھ سے دیکھنے والے عامۃ الناس نے مولویوں کو ان کے بھونڈے اعتراضات پر سادہ سے دلائل دیکر خاموش کر دیا۔

واقعہ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی

ایک دفعہ دو شخص (جو باپ بیٹا تھے) مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کے پاس آئے اور کسوف و

خسوف کے متعلق دریافت کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے ؟۔مولوی صاحب نے کہا کہ اس بارہ میں حدیث تو صحیح ہے ۔باپ نے بیٹے سے کہا ۔ چلیں ۔ہم نے جو کچھ پوچھنا تھا پوچھ لیا ۔مولوی صاحب مذکور نے کہا ۔ کہ تم مرزا کے پھندے میں نہ پھنس جانا ۔ وہ کہتا ہے کہ کسوف و خسوف میری صداقت کا نشان ہیں ۔اس نشان کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ۔اور یہ علامت مہدی کے پیدا ہونے کی ہے ۔نہ کہ دعویٰ کے متعلق ۔ باپ نے کہا ۔مولوی صاحب ' جو بات میں نے آپ سے پوچھنی تھی اس کا جواب آپ نے دے دیا ہے ۔ باقی رہا یہ کہ وہ کس پر چسپاں ہوتی ہے ۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ میری ساری عمر مقدمہ جات میں گذری ہے ۔ مگر مجھے سرکار نے کبھی گواہ لانے کے لئے نہیں کہا ' جب تک کہ میں پہلے دعویٰ نہ کرتا ۔ یہی حال مرزا صاحب کا ہے ۔ کہ ان کا دعویٰ تو پہلے سے ہی ہے ۔اور اب یہ خسوف و کسوف ان کے دعویٰ کی دلیل کے طور پر ہیں ۔اس پر مولوی صاحب خاموش گئے ۔اور وہ دونوں اپنے گاؤں چلے گئے ۔

(رجسٹر روایات غیر مطبوعہ نمبر 8 صفحہ 4 'اصحاب احمد جلد نمبر 10 صفحہ 213)

واقعہ مولوی غلام حسن صاحب سیالکوٹ

مستری محمد الدین صاحب ولد مستری الہ دین صاحب آف سیالکوٹ کا بیان ہیں ۔

جس رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن لگا ہے ۔اس میں مولوی غلام حسن صاحب (مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی کے رشتہ دار) ساروں کی مسجد میں ایک حافظ صاحب کے پیچھے تراویح پڑھا کرتے تھے ۔ قادیان سے کچھ اشتہار آئے وہ میں لے کر سیدھا مسجد میں گیا اور مولوی صاحب کو ایک اشتہار دیا ۔ مولوی صاحب نے وہ اشتہار ہاتھ سے چھوڑ دیا ۔ایک شخص محمد عبد اللہ نام نے کہا کہ مولوی صاحب مرزائی تو سب نیازیں دے رہے ہیں یعنی خوشیاں منا رہے ہیں کیونکہ چاند کو گرہن لگ رہا ہے اور آپ نے اشتہار ہی چھوڑ دیا ہے ۔اس پر مولوی صاحب کہنے لگے کہ وہ گرہن تو چاند کو اس کی پہلی تاریخ کو لگے گا۔

مولوی میر حسن صاحب جو ایک مشہور عالم تھے وہ بھی اسی جگہ موجود تھے ۔انہوں نے فرمایا کہ مولوی صاحب اس دن تو چاند ہی مشکل سے نظر آتا ہے اور یہ تو دھوکے والی بات بن جاتی ہے ۔عبد اللہ نے مولوی محمد لکھوکے والے کی کتاب کا حوالہ دیا کہ وہ لکھتا ہے

ع تیرھویں چن ستیھویں سورج گرہن ہوسی اس سالے

مولوی صاحب کہنے لگے کہ مولوی محمد کوئی رسول ہے کہ اس کی بات مانی جائے ۔عبد اللہ نے کہا کہ وہ تو حدیث کا ترجمہ کر رہا ہے ۔اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے ۔

(رجسٹر روایات 11 صفحہ 154)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات بابت علماء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان مولوی صاحبان کے بارے میں جو باتیں بیان فرمائی ان میں سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

سب علامتیں پوری ہو گئی ہیں

"یہ خود کہتے تھے کہ صدی کہ سر پر آنے والا ہے۔ پھر انہیں کی کتابوں میں لکھا ہوا تھا کہ کسوف و خسوف ہو گا۔ طاعون پڑے گی۔ حج بند ہو گا۔ایک ستارہ جو مسیح کے وقت نکلا تھا نکل چکا ہے۔اونٹوں کی سواری بیکار ہو گئی ہے۔اسی طرح سب علامتیں پوری ہو گئی ہیں"۔(ملفوضات جلد 3)

تقویٰ کا تقاضہ کیا تھا؟

"آسمان نے صاف شہادت دے دی اور کسوف خسوف ظاہر ہو گیا۔ جو عظیم الشان نشان مقرر ہوچکا تھا۔ تائیدی نشانوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ وہ اسے دیکھتے اورسلسلہ کی ترقیات پر غور کرتے اور سوچتے کہ کیا مفتری اسی طرح ترقی کیا کرتے ہیں؟

ان سب امور پر یکجائی نظر کے بعد تقویٰ کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس قدر بین شواہد ہوتے ہوئے بھی اگر ان کی نگاہ تاریک تھی تو وہ خاموش ہوجاتے اور صبر سے انتظار کرتے کہ انجام کیا ہوتا ہے؟ مگر یہاں تو شورعظیم میری مخالفت میں برپا کیا گیا اور گندی گالیاں دی گئیں جن کی نظیر پہلے مخالفوں میں بھی پائی نہیں جاتی"۔(ملفوضات جلد 3)

حدیث سے منہ پھیر لیا

"---- ان مولویوں کی سمجھ پر کچھ ایسے پتھر پڑ گئے ہیں کہ کسی نشان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ براہین احمدیہ میں قریب سولہ برس پہلے بیان کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ میری تائید میں خسوف کسوف کا نشان ظاہر کرے گا۔ لیکن جب وہ نشان ظاہر ہوگیا اور حدیث کی کتابوں سے بھی کھل گیا کہ یہ ایک پیشگوئی تھی کہ مہدی کی شہادت کے لئے اس کے ظہور کے وقت میں رمضان میں خسوف کسوف ہو گا توان مولویوں نے اس نشان کو بھی گاؤ خورد کر دیا۔اور حدیث سے منہ پھیر لیا۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 12)

خدا کے نشان کی بے حرمتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی توہین

"سورج چاند کو رمضان میں مقررہ تاریخوں پر پیشگوئی کے مطابق گرہن لگا۔یہ مولوی جب تک یہ واقع نہ ہوا تھا مہدی

کی علامتوں میں بڑے شور سے منبروں پر چڑھ چڑھ کر اس کو بیان کرتے تھے لیکن اب جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر اس نشان کو ظاہر کر دیا تو میری مخالفت کے لئے یہ خدا تعالیٰ کے اس جلیل الشان نشان کی بے حرمتی کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک پیشگوئی کی توہین کرتے ہوئے حدیثوں کو جھوٹا قرار دیتے ہیں !!! افسوس"۔

(ملفوضات جلد 3 صفحہ 255)

مخالفت کی لعنت

"پھر احادیث میں پڑھتے تھے کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف وخسوف ہوگا اور جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا اس وقت تک شور مچاتے تھے کہ یہ نشان پورا نہیں ہوا۔ لیکن اب ساری دنیا قریباً گواہ ہے کہ یہ نشان پورا ہوا۔ یہاں تک کہ امریکہ میں بھی ہوا۔ اور دوسرے ممالک میں بھی پورا ہوا۔ اور اب وہی جو اس نشان کو آیات مہدی میں سے ٹھہراتے تھے اس کے پورے ہونے پر اپنے ہی منہ سے اس کی تکذیب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہی قابل اعتبار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم کرے۔ میری مخالفت کی یہ لعنت پڑتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی بھی تکذیب کر بیٹھے ہیں"۔(ملفوضات جلد 3 صفحہ 14)

تکذیب نعمت

"میں جب اشتہار کو ختم کر چکا شائد دو تین سطریں باقی تھیں تو خواب نے میرے پر زور کیا۔ یہاں تک کہ میں مجبوری کاغذ کو ہاتھ سے چھوڑ کر سو گیا تو خواب میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی نظر کے سامنے آ گئے۔ میں نے ان دونوں کو مخاطب کرکے یہ کہا "خسف القمر والشمس فی رمضان فبای الاء ربکما تکذبن" یعنی چاند اور سورج کو تو رمضان میں گرہن لگ چکا۔ پس تم اے دونوں صاحبو! کیوں خدا کی نعمت کی تکذیب کر رہے ہو"۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی حاشیہ صفحہ 4)

نشان کسوف وخسوف اور علماء کا رد عمل۔ فرار کی راہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل اقتباس میں نشان خسوف و کسوف کے وقت علماء کا حال بیان کیا ہے جس میں ان کی طرف سے مختلف اعتراضات اٹھا کر فرار کی راہیں ڈھونڈنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان اعتراضات کا مدلل جواب دے کر ان پر اتمام حجت کر دی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"مجھے بڑا تعجب ہے کہ باوجود یہ کہ نشان پر نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں مگر پھر بھی مولویوں کو سچائی کے قبول

کرنے کی طرف توجہ نہیں ۔ وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ہر میدان میں خدا تعالیٰ اُن کو شکست دیتا ہے اور وہ بہت ہی چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی تائید الٰہی ان کی نسبت بھی ثابت ہو مگر بجائے تائید کے دن بدن ان کا خذلان اور ان کا نامراد ہونا ثابت ہوتا جاتا ہے ۔مثلاً جن دنوں جنتریوں کے ذریعہ سے یہ مشہور ہوا تھا کہ حال کے رمضان میں سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگے گا۔اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امام موعود کے ظہور کا نشان ہے تو اس وقت مولویوں کے دلوں میں یہ دھڑ کا شروع ہو گیا تھا کہ مہدی اور مسیح ہونے کا مدعی تو یہی ایک شخص میدان میں کھڑا ہے ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف جھک جائیں ۔تب اس نشان کے چھپانے کے لئے اول تو بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس رمضان میں ہرگز کسوف وخسوف نہیں ہوگا ۔بلکہ اس وقت ہوگا کہ جب ان کے امام مہدی ظہور فرما ہوں گے ۔اور جب رمضان میں خسوف و کسوف ہوچکا تو پھر یہ بہانہ پیش کیا کہ خسوف و کسوف حدیث کے لفظوں کے مطابق نہیں کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ چاند کو گرہن اول رات میں لگے گا اور سورج کو گرہن درمیان کی تاریخ میں لگے گا ۔ حالانکہ اس خسوف و کسوف میں چاند کو گرہن تیرھویں رات میں لگا اور سورج کو گرہن اٹھائیس تاریخ کو لگا اور جب ان کو سمجھایا گیا کہ حدیث میں مہینے کی پہلی تاریخ مراد نہیں اور پہلی تاریخ کے چاند کو قمر نہیں کہہ سکتے اس کا نام تو ہلال ہے اور اس حدیث میں قمر کا لفظ ہے نہ کہ ہلال کا لفظ ۔سو حدیث کے معنے یہ ہیں کہ چاند کو اس کی پہلی رات میں گرہن لگے گا جو اس کے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات ہے ۔یعنی مہینہ کی تیرھویں رات اور سورج کو درمیان کے دن میں گرہن لگے گا یعنی اٹھائیس تاریخ جو اس کے گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن ہے ۔

تب یہ نادان مولوی اس صحیح معنے کو سن کر بہت شرمندہ ہوئے اور پھر بڑی جانکاہی سے یہ دوسرا عذر بنایا کہ حدیث کے رجال میں سے ایک راوی اچھا آدمی نہیں ہے ۔تب ان کو کہا گیا کہ جبکہ حدیث کی پیشگوئی پوری ہوگئی تو وہ جرح جس کی بناء پر شک ہے اس یقینی واقعہ کے مقابل پر جو حدیث کی صحت پر ایک قوی دلیل ہے کچھ چیز ہی نہیں یعنی پیشگوئی کو پورا ہونا یہ گواہی دے رہا ہے کہ یہ صادق کا کلام ہے اور اب یہ کہنا کہ وہ صادق نہیں بلکہ کاذب ہے بد بدیہیات کے انکار کے حکم میں اور ہمیشہ سے یہی اصول محدثین کا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شک یقین کو رفع نہیں کرسکتا ۔پیشگوئی کا اپنے مفہوم کے مطابق ایک مدعی مہدویت کے زمانہ میں پورا ہوجانا اس بات پر یقینی گواہی ہے کہ جس کے منہ سے یہ کلمات نکلتے تھے اس نے سچ بولا ہے لیکن یہ کہنا کہ اس کی چال چلن میں ہمیں کلام ہے یہ ایک شکی امر ہے ۔اور کبھی کاذب بھی سچ بولتا ہے ۔ ماسوا اس کے یہ پیشگوئی اور طریق سے بھی ثابت ہے اور حنفیوں کے بعض اکابر نے بھی اس کو لکھا ہے ۔تو پھر انکار شرط انصاف نہیں ہے بلکہ سراسر ہٹ دھرمی ہے اور اس دندان شکن جواب کے بعد ان کو کہنا پڑا کہ یہ حدیث تو صحیح ہے اور اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ عنقریب امام موعود ظاہر ہو گا ۔ مگر یہ شخص امام موعود نہیں ہے بلکہ وہ اور ہو گا جو بعد اس کے عنقریب ظاہر ہو گا ۔ مگر یہ ان کا جواب بھی بودا اور باطل ثابت ہوا کیونکہ اگر کوئی اور امام ہوتا تو جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے وہ امام صدی کے سر پر آنا چاہیئے تھا ۔مگر صدی سے بھی پندرہ برس گزر گئے اور کوئی امام ان کا ظاہر نہ ہوا ۔اب ان لوگوں کی طرف سے آخری جواب یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں ان کی کتابیں مت دیکھو ۔ان سے ملاپ مت رکھو ۔ان کی بات مت سنو کہ ان کی باتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں ۔ لیکن کس قدر عبرت کی جگہ ہے کہ آسمان بھی ان کے مخالف ہوگیا اور زمین کی حالت موجودہ بھی مخالف ہوگئی ۔ یہ کس قدر ان

کی ذلت ہے کہ ایک طرف آسمان ان کے مخالف گواہی دے رہا ہے اور ایک طرف زمین صلیبی غلبہ کی وجہ سے گواہی دے رہی ہے ۔ آسمان کی گواہی دارقطنی وغیرہ کتابوں میں موجود ہے یعنی رمضان میں خسوف و کسوف اور زمین کی گواہی صلیبی غلبہ ہے جس کے غلبہ میں مسیح موعود کا آنا ضروری تھا ۔ اور جیسا کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے یہ دونوں شہادتیں ہماری موءید اور ان کی مکذب ہیں ۔" (ضرورت الامام صفحہ 67 تا 70)

علماء کی حالت پر ماتمی نشان

اب اس باب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس پر ختم کرتے ہیں جس میں آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے انہیں سمجھانے کی غرض سے یہ فرمایا ہے کہ یہ نشان خسوف و کسوف ایک ماتمی نشان کے طور پر ظہور پذیر ہوا ہے جو علماء کی اس حالت پر ہے کہ جس کا پہلے سے بتایا جاچکا تھا ۔ آپ فرماتے ہیں ۔

"اے مسلمانوں کی ذریت ! تمہیں راستی سے بغض کرنا کس نے سکھایا جب کہ تمہاری آنکھوں کہ سامنے خدا نے وہ عجیب کام بکثرت دکھلائے جن کا دکھلانا انسان کی قدرت میں نہیں اور جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے ۔ تو کیا ان نشانوں کو بھلادینا اور دو تین پیشگوئیوں کی نسبت بے ہودہ نکتہ چینیاں کرنا جائز تھا؟ کیا تمہیں معلوم نہیں جو میری تصدیق کے لئے کیسا عظیم الشان نشان آسمان پر ظاہر ہوا اور تیرہ سو برس کی انتظار کے بعد میرے ہی زمانہ میں میرے ہی دعوے کے عہد میں میری ہی تکذیب کے وقت خدا نے اپنے دو روشن نیروں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں بے نور کر دیا ۔ یہ موجودہ علماء کے سلب نور اور ظلم پر ایک ماتمی نشان تھا اور مقرر تھا کہ وہ مہدی کی تکذیب کے وقت ظاہر ہو گا ۔ خدا کے پاک نبی ابتداء سے خبر دیتے آئے تھے کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے یہ ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہو گا اور رمضان میں اس لئے کہ دین میں ظلمت اور ظلم روا رکھا گیا ۔ جیسا کہ آثار میں بھی آچکا ہے کہ مہدی پر کفر کا فتویٰ لکھا جائے گا اور اس کا نام وقت کے علماء دجال اور کذاب اور مفتری اور بے ایمان رکھیں گے اور اس کے قتل کے منصوبے ہوں گے ۔ تب خدا جو آسمان کا خدا ہے جس کا قوی ہاتھ اس کے گروہ کو ہمیشہ بچاتا ہے آسمان پر مہدی کی تائید کے لئے یہ نشان ظاہر کرے گا ۔ اور قرآن اس کی گواہی دے گا ۔ مگر چونکہ نشانوں کے نیچے ہمیشہ ایک اشارہ ہوتا ہے گویا ان کے اندر ایک تصویری تفہیم منقوش ہوتی ہے ۔ اس لئے خدا نے اس کسوف خسوف کے نشان میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ علمائے محمدی جو چاند اور سورج کے مشابہ ہونے چاہئیں تھے اس وقت ان کا نور فراست جاتا رہے گا ۔ اور مہدی کو شناخت نہیں کریں گے اور تعصب کے گرہن نے ان کے دلوں کو سیاہ کر دیا ہو گا ۔ اس لئے اس امر کے اظہار کے لئے ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہو گا"۔

(تحفہ گولڑویہ، صفحہ 65, 66)

باب 17

پیشگوئی کے بارہ میں پھیلائے جانے والے شکوک و شبہات اور اس کا ازالہ

عقل پہ پردے پڑے سو سو نشاں کو دیکھ کر
نور سے ہو کر الگ چاہا کہ ہوویں اہل نار
گر نہ ہوتی بدگمانی کفر بھی ہوتا فنا
اسکا ہووے ستیاناس اس سے بگڑے ہوشیار

اس عظیم الشان آسمانی نشان کے منکرین اس نشان میں شکوک و شبہات پیدا کرکے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دینے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ان کی اس سے یہی غرض ہے کہ کسی طرح کوئی ہدایت نہ پا جائے ، خدا کے بھیجے ہوئے مہدی کو قبول نہ کرے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جھوٹا ہوجائے۔

ان کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کتنے بھونڈے اور بے بنیاد ہیں اس کا اندازہ اگلی سطور میں ہوجائے گا۔ان اعتراضات کا ایک ایک کرکے مفصل جواب تحریر کیاجارہاہے۔

اعتراض 1

بعض لوگ تو سب سے پہلے یہ اعتراض کردیتے ہیں کہ یہ نشان ہواہی نہیں۔

الجواب

اس اعتراض کا مدلل جواب باب 11 میں دیاجاچکاہے۔

اعتراض 2

ایک اعتراض مخالفین امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ پیشگوئی کے مطابق

سورج اور چاند گرہن نہیں ہوئے ' یعنی چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ کو اور سورج گرہن رمضان کی پندرہ تاریخ کو ہونا چاہیئے تھا۔ جبکہ یہ گرہن 13 اور 28 تاریخوں کو ہوئے۔

الجواب۔

(1)

سب سے پہلی بات تو یہ کہ ایسا اعتراض کرنے والوں کو شاید یہ معلوم نہیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ازل سے جو قانون جاری ہے وہ یہ ہے کہ چاند گرہن قمری مہینہ کی 13, 14, 15 تاریخوں کو اور سورج گرہن 27, 28, 29 تاریخوں کے علاوہ کسی اور تاریخ کو نہیں ہوتے یا معلوم ہے تو جان بوجھ کر جھوٹ بول رہے ہیں تا کہ لوگ دھوکہ کھا جائیں۔ اب یہ بات باب 2 میں ثابت کی جا چکی ہے۔ اور یہ امر اتنا واضح اور صاف ہے کہ اس میں کسی عقل مند آدمی کے لئے شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

بحر حال ایک اور حوالہ یہاں درج کیا جاتا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ چاند گرہن صرف پورے چاند (FULL MOON) اور سورج گرہن نئے چاند (NEW MOON) کی حالت میں ہو سکتا ہے۔ چنانچہ Sir Edward Parrott لکھتے ہیں۔

"An Eclipse of the Moon can obviously only occur when the Moon is in opposition i.e., at the time of Full Moon. Similarly, an Eclipse of the Sun can only occur when the Moon is in, or nearly in, conjunction i.e., at the time of New Moon."

(The New Age Encyclopedia, Vol IV, Edited by Sir Edward Parrott, M.A.L.L.D, London, Page 136, 137)

چنانچہ گرہن ان تاریخوں کے علاوہ کسی اور تاریخ کو نہیں ہو سکتے۔

(2)

دوسری بات یہ ہے کہ چاند کو پہلی رات میں گرہن ہونے کے لئے اپنی رفتار بدلنی پڑے گی جو

آیات قرآنیہ کی رو سے ناممکن ہے۔ جیسا کہ باب 2 میں ذکر کیا گیا تھا۔ اب اگر منکرین اپنی ہٹ دھرمی پر پھر بھی قائم رہیں تو پھر خدا ہی ان سے نبٹے جس نے یہ قانون بنائے ہیں۔

پھر اگر یکم کو چاند گرہن پر ہی اسرار ہے تو اس کے لئے چاند کو زمین کے دوسری طرف جانے کے لئے اتنی رفتار سے چلنا پڑے گا کہ وہ 15دن کا سفر ایک دن میں طے کرے، یعنی 15 گنا تیز رفتار سے اپنے محور پر گردش کرے۔ اور ہر صاحب عقل پر یہ واضح ہے کہ ایسی صورت میں چاند تو اپنے مدار ہی کو چھوڑ بیٹھے گا گرہن کا کیا سوال؟ چنانچہ اس اعتراض کا اصل مقصد مولوی کا یہ ہے کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری، نہ چاند ہو گا نہ اس کو گرہن لگے گا اور نہ مہدی ظاہر ہو، اور ہمیشہ کے لئے اس سے جان چھوٹ جائے۔

(3)

یہ اعتراض کرنے والوں کی عقل پر افسوس ہوتا ہے کہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر چاند کی پہلی تاریخ کو گرہن لگے تو اس گرہن کو دیکھے گا کون؟ ہر شخص جانتا ہے کہ چاند کی پہلی تاریخ کو تو چاند ہی مشکل سے نظر آتا ہے۔ اور اوپر سے اس پر اگر گرہن لگے تو نظر کیسے آئے گا۔ جب کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان گرہنوں کو نشان قرار دے رہے ہیں۔ اب جب کسی کو نظر ہی نہیں آیا تو نشان کیسا؟ انسان کو بات کرنے سے پہلے اتنا تو سوچنا تو چاہیئے کہ اعتراض کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ صرف اور صرف حدیث کا مذاق اڑانے کی غرض سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ لیکن اصل بات وہی ہے کہ مہدی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پھر خود ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ کمیٹیاں بنا بنا کر پہلے رات کا چاند تلاش کرتے ہیں اور اس پر بھی کوئی اتفاق نہیں کہیں کسی دن رمضان شروع ہو رہا ہے اور کہیں کسی دن۔ یہاں تک کہ عید بھی کئی دن ہوتی ہے، اور پھر اوپر سے گرہن؟ اسے دیکھا گا کون؟ یہ مولوی جنہیں چاند ہی نظر نہیں آتا۔ جہازوں پر چڑھ چڑھ کر چاند تلاش کرتے ہیں اس پر گرہن لگ جائے تو چاند تو نظر ہی نہیں آئے گا۔ کچھ تو عقل کرو!

(4)

پھر اس نشان سے قبل بہت سے بزرگان امت نے تاریخوں کا تعین کیا ہوا تھا اور انہوں نے وہی قاعدہ تسلیم کیا جو قانون قدرت کی طرف سے جاری ہے ۔ مثلاً مولوی محمد رمضان شاہ صاحب مصنف آخری گت ، حافظ محمد بن مولانا بارک اللہ لکھوکے مصنف احوال الآخرۃ ، نواب صدیق حسن خان صاحب مصنف حجج الکرامہ وغیرہ ۔ (تفصیل کے لئے باب 8 'بزرگان امت کی تصریحات)

مزید ایک حوالہ درج ہے ۔ ''مقبول یزداں مجدد دوراں حضرت مولانا سید ابو احمد رحمانی ''اپنی تالیف ''دوسری شہادت آسمانی'' کے صفحہ نمبر 13 پر لکھتے ہیں ۔

"چاند گہن کے لئے عادۃ اللہ یہ ہے کہ تاریخ 13-14-15 کو ہو اور سورج گہن 27-28-29 کو ہو۔"

(5)

سب سے اہم بات یہ ہے کہ حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قمر کا لفظ استعمال کیا ہے نہ کہ ہلال کا ۔ اور اہل عرب خوب جانتے ہیں کہ پہلی تین رات کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے قمر نہیں ۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ گرہن قمر کے دنوں میں ہو گا ۔

یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ ۔

"حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے ۔ پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہو گا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ ہلال کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے ----- گویا یوں عبارت ہونی چاہیئے تھی ینکسف الھلال لاول لیلۃ سو اب سوچنا چاہیئے کہ یہ لوگ اس علمیت کے ساتھ مولوی کہلاتے ہیں ۔ اب تک یہ خبر نہیں کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں ۔"

(انجام آتھم ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 331)

(6)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

"یہ اعتراض ایک ذرا سے تدبر سے نہایت غلط اور الفاظ حدیث کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ اس امر کو نہیں دیکھتے کہ چاند اور سورج کو خاص تاریخوں میں گرہن لگا کرتا ہے اور اس قاعدے میں فرق نہیں پڑ سکتا۔ جب تک کائنات عالم کو تہ و بالا نہ کر دیا جائے۔ پس اگر وہ معنے درست ہیں جو یہ لوگ کرتے ہیں تو یہ نشان قیامت کی علامت تو ہو سکتا ہے۔ مگر قرب قیامت اور زمانہ، مہدی کی علامت نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں یہ لوگ پہلی اور درمیانی کے الفاظ کو تو دیکھتے ہیں، لیکن قمر کے لفظ کو نہیں دیکھتے۔ پہلی تاریخ کا چاند عربی زبان میں ہلال کہلاتا ہے، قمر تو چوتھی تاریخ سے اس کا نام ہوتا ہے۔ لغت میں لکھا ہے۔

و ھو قمر بعد ثلاث لیال الیٰ اخر الشھر و اما قبل ذالک فھو ھلال (اقرب الموارد جلد دوم)

یعنی چاند تین راتوں کے بعد قمر بنتا ہے اور مہینے کے آخر تک قمر رہتا ہے، مگر پہلی تین راتوں میں وہ ہلال ہوتا ہے۔ پس باوجود حدیث میں قمر کا لفظ استعمال ہونے کے اور باوجود اس قانون قدرت کے چاند کو تیرہ، چودہ، پندرہ کو گرہن لگتا ہے نہ کہ پہلی تاریخ کو۔ پہلی تاریخ سے مہینے کی پہلی تاریخ مراد لینا اور چاند گرہن کی تاریخوں میں پہلی تاریخ مراد نہ لینا بالکل خلاف عقل اور خلاف انصاف ہے اور اس کی غرض سوائے اس کے کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ اللہ اور اس کے رسول ص کا کلام جھوٹا ہو اور آسمان سے آنے والے پر لوگ ایمان نہ لے آئیں۔"

(دعوۃ الامیر، صفحہ 97)

(7)

اسی طرح غریب القرآن فی لغات الفرقان کے صفحہ 308 میں زیر لفظ قمر لکھا ہے۔

چاند (تیسرے دن کے بعد کا)

(غریب القرآن فی لغات الفرقان، مؤلفہ میرزا ابوالفضل بن فیاض علی بن نوروز علی بن حاجی علی شیرازی، مطبوعہ پاکستان ایجوکیشنل پریس لاہور، قانونی کتب خانہ، کچہری روڈ، لاہور)

(8)

پھر یہ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ خود یہ پہلی تاریخ کے چاند کو قمر نہیں کہتے بلکہ ہلال کہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے غلط لفظ کا استعمال کر دیا، آپ کے ذہن میں تو ہلال تھا لیکن آپ نے قمر کہہ دیا۔ اب یہ لوگ خود جانتے ہیں کہ انہوں نے رویت ہلال کمیٹی بنائی ہوئی ہے حالانکہ ان کو چاہیئے تھا کہ رویت قمر کمیٹی بناتے۔ پس ان کے اپنے عمل

سے ثابت ہوا کہ پہلی تاریخ کے چاند کو کبھی بھی قمر نہیں کہا جاتا۔

(9)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم میں لغت اور دوسرے حوالوں سے یہی بات بیان فرمائی ہے اور انعامی چیلنج دیا ہے

"دارقطنی کی عبارت ایک صریح بیان اور قرینہ واضحہ صحیحہ کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ چاندگرہن رمضان کی پہلی تاریخ میں ہرگز نہیں ہوگا اور کوئی صورت نہیں کہ پہلی رات واقع ہو کیونکہ اس عبارت میں قمر کا لفظ موجود ہے اور اس نیر پر تین رات تک قمر کا لفظ بولا نہیں جاتا بلکہ تین رات کے بعد اخیر مہینہ تک قمر بولا جاتا ہے۔ اور قمر اس واسطے نام رکھا گیا کہ وہ خوب سفید ہوتا ہے اور تین رات سے پہلے ضرور ہلال کہلاتا ہے اور اس میں کسی کو کلام نہیں اور یہ وہ امر ہے جس پر تمام اہل عرب کا اس زمانہ تک اتفاق ہے اور کوئی اہل زبان میں سے اس کا مخالف نہیں اور نہ انکاری مگر وہ شخص جس کی بصیرت گم ہوگئی ہے اور معرفت مر گئی اور ایسا کلمہ نہیں نکلے گا بجز اس کے جو غبی جاہل ہو یا وہ جو کینہ ور اور دیدہ دانستہ اپنے تئیں جاہل بناتا ہو اور عقلمندوں کے مونہہ سے تو ایسا کلمہ نہیں سنے گا۔ اور اگر تجھے شک ہے تو قاموس اور تاج العروس اور صحاح اور ایک بڑی کتاب مسمی لسان العرب اور ایسا ہی تمام کتب لغت اور ادب اور شاعروں کے شعر اور قدماء کے قصیدے غور سے دیکھ اور ہم ہزار روپیہ انعام تجھ کو دیں گے اگر تو اس کے برخلاف ثابت کر سکے۔ پس تو سید الانبیاء کے کلام اور امام البلغاء کے کلموں کو انکے اصل معنوں سے مت پھیر۔ اور اے مسکین خدا تعالیٰ سے ڈر اور اس کامل کی شان میں دلیری مت کر جو عجم اور عرب سے زیادہ فصیح اور شرق اور غرب میں مقبول ہے۔ کیا تیرا دل اس بات پر فتویٰ دیتا ہے، کیا تیرا دل اس بات پر راضی ہے کہ وہ اعراف اور افصح جسکو کلمات جامع عطا ہوئے اور کلام جامع اس کو ملا اور تمام کلمات اس کی فصاحت اور بلاغت کی موتیوں سے اور عربی کے نادر مضمونوں سے اور لطائف ادبیہ سے اور لغت کے مغزوں سے اور حقائق حکمیہ سے پر تھے وہی اس لغزش میں مبتلا ہو اور صحیح اور فصیح لفظ چھوڑ کر ایک غیر محاورہ اور ردی اور غلط لفظ استعمال کرے۔ بلکہ مسلمات قوم کے مخالف بیان کرے اور بلغائے زمانہ کے مقبول لفظوں کو چھوڑ دے اور سننے والوں کے لئے ہنسی کی جگہ ہو جائے۔ اور بخدا یہ خطا مبین اور مغزش ذلیل کرنیوالی کسی منجمد عقل اور سطحی رائے سے بھی صادر نہیں ہو سکتی، پس کیونکر صادر ہو جو فصاحت کے میدان کا سوار ہے بلکہ سواروں کا سردار ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا جو تم اللہ اور رسول کی عزت کو نہیں دیکھتے۔ اے دلیری کرنے والوں کے گروہو کیا تمہارا بخل تمہیں بہت پیارا اور عزیز ہے۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ پیار نہیں۔ کیا تم نہیں پہچانتے کہ یہ لفظ اس محل میں خلاف محاورہ اور مجہول ہے اور اہل زبان کے کلمات میں اس کا استعمال ثابت نہیں اور کسی بلیغ غیر بلیغ کی عبارت میں یہ لفظ پایا نہیں گیا۔ اور کسی غبی رطب یابس جمع کرنے والے نے بھی اضطرار کے وقت اس لفظ کو نہیں لکھا پس کس طرح اسکی زبان پر جاری ہوتا جو سلطان الفصاحت اور سپہ سالار ہے اور اس لفظ سے تمہاری عقلیں آزمائی گئیں اور تمہاری

نقل کا اندازہ ہو گیا اور تمہارا اندازہ علم اور فضل اور حقیقت ادب اور تمہاری اونچی زمین کے باغ کی حقیقت سب کھل گئی کیونکہ تم نے سیدالانبیاء صلعم کیطرف اس چیز کو نسبت دی جو کسی جاہل سے جاہل کیطرف منسوب نہیں کر سکتے ۔ قریب ہے جو اس شوخی اور جرات کی شامت سے آسمان پھٹ جائیں سو تم خدائے بزرگ سے ڈرو اور حق کی دعوت قبول کرو جیسا کہ ہدایت یافتہ لوگ قبول کرتے ہیں، جو نشان ظاہر ہونا تھا ہو چکا اب تم جھگڑے کی طرف مت جھکو ۔"

(نورالحق حصہ دوم، ترجمہ از عربی عبارت)

اعتراض 3

کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ بھئی میں تو اتنی سائنس نہیں جانتا، کسی آسان طریقے سے یہ پیشگوئی پوری ہوتی تو میں سمجھ سکتا، یہ 13 اور 28 تاریخوں کا تو مجھے علم نہیں ۔

الجواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ پیشگوئی ایسی شان سے پوری کی کہ کسی کے لئے کوئی بھی عذر باقی نہیں چھوڑا ۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ یہ نشان تاریخوں کی شرط کے علاوہ وقت کے لحاظ سے بھی پورا ہوا اور وہ ایسے ہوا کہ اول لیلۃ یعنی رات شروع ہوتے ہی چاند گرہن ہو گیا ۔ اور یہ خصوصیت کسی اور گرہن کو حاصل نہیں جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے ۔ اور پھر سورج گرہن بھی ایسے ہی ہوا ۔ اور النصف کے الفاظ بھی پورے ہوئے ۔

اب اگر کوئی شخص تاریخوں والی بات سے انکار کردے تو وہ یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ گرہن رات شروع ہوتے ہی شروع ہو گیا ۔ یعنی اول لیلۃ ۔ یہ محاورے کہ تہجد ہم پچھلی رات میں پڑھتے ہیں، پھر آدھی رات، اول رات یہ بالکل عام ہیں اور اس تاویل سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی ۔

اعتراض 4

جب یہ معلوم ہو جائے کہ یہ نشان تو بالکل حدیث کے الفاظ کے مطابق ظہور پذیر ہوا تھا، تو یہ

اعتراض کردیا جاتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔اور کسی جھوٹے کا کلام ہے۔(نعوذباللہ)

الجواب

یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے۔اس کا اندازہ آپ کو اگلی چند سطور میں ہو جائے گا

(1)

سب سے پہلے تو ایسا اعتراض کرنے والے کو چاہیئے کہ باب 4 کا بغور مطالعہ کرے جس میں امام ابوالحسن دارقطنی اور سنن دارقطنی کا تعارف تاریخی حوالوں اور مسلمہ بزرگوں کی روایات سے کرایا گیا ہے۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"اول عذر یہ ہے کہ بعض راوی اس حدیث کے ثقہ نہیں ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر درحقیقت بعض راوی مرتبہء اعتبار سے گرے ہوئے تھے تو یہ اعتراض دارقطنی پر ہوگا کہ اس نے ایسی حدیث لکھ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکا دیا؟ یعنی اگر یہ حدیث قابل اعتبار نہیں تھی تو دارقطنی نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا؟ حالانکہ وہ اس مرتبہ کا آدمی ہے جو صحیح بخاری پر بھی تعاقب کرتا ہے اور اس کی تنقید میں کسی کو کلام نہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 133)

(2)

پھر یاد رکھنا چاہیئے کہ اس حدیث کو آج تک تو کسی نے ضعیف قرار نہیں دیا تھا، اب جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے تو حدیث جھوٹی نکل آئی؟؟؟ باب 8 میں بزرگان امت کے حوالے درج کئے گئے ہیں۔ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یقیناً یہ حدیث صحیح ہے۔اور اگر نہیں تو کیا یہ سب بزرگان جھوٹے ہیں؟ کہ انہوں نے ایک ضعیف حدیث کو اپنی کتب میں درج کیا اور اسے سچے مدعی مہدویت کے لئے ایک لازمی شرط قرار دیا۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں

"مگر اب تک کسی عالم نے اس حدیث کو زیر بحث لا کر موضوع قرار نہیں دیا ۔۔۔۔۔ اگر کسی نے اکابر محدثین میں سے اس حدیث کو موضوع ٹھہرایا ہے تو ان میں سے کسی محدث کا فعل یا قول پیش تو کرو۔جس میں لکھا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 133)

(3)

پھر یہ حدیث تو پیشگوئی پر مشتمل تھی 'اور وہ پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہو گئی ' اب اس حدیث کی صحت میں کیا کلام؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ کہنا کہ اس حدیث میں بعض راویوں پر محدثین نے جرح کیا ہے یہ قول سراسر حماقت ہے کیونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو اپنے وقت پر پوری ہو گئی۔پس جب کہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا تو اس کی صحت میں کیا کلام ہے۔ایسے لوگ چارپائے ہیں نہ آدمی جن کے دل میں بعد قیام دلائل صحت پھر بھی شبہ رہ جاتا ہے۔فرض کیا کہ محدثین کی طرز تحقیق میں اس حدیث کی صحت میں کچھ شبہ رہ گیا تھا مگر دوسرے پہلو سے وہ شبہ رفع ہو گیا۔محدثین نے اس بات کا ٹھیکہ نہیں لیا کہ جو حدیث ان کی نظر میں قاعدہ تنقید رواۃ کی رو سے کچھ ضعف رکھتی ہو وہ ضعف کسی دوسرے طریق سے دور نہ ہو سکے۔اس حدیث کو تو کسی شخص نے وضعی قرار نہیں دیا اور اہل سنت اور شیعہ دونوں میں پائی جاتی ہے اور اہل حدیث خوب جانتے ہیں کہ صرف محدثین کا فتوی 'قطعی طور پر کسی حدیث کے صدق یا کذب کا مدار نہیں ٹھہر سکتا۔بلکہ یہاں تک ممکن ہے کہ ایک حدیث کو محدثین نے وضعی قرار دیا ہو اور اس حدیث کی پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہو جائے اور اس طرح پر اس حدیث کی صحت کھل جائے۔ہمیں اصل غرض تحقیق سے ہے نہ محدثین کے قواعد سے۔

پس نہایت بے ایمانی اور بددیانتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ 'کسی اور پہلو سے کسی حدیث کو ظاہر کر دے اور اطمینان بخش ثبوت دے دے تب بھی ان ظنون فاسدہ کو نہ چھوڑیں کہ فلاں راوی کی نسبت یہ شکوک پیش کئے تھے۔یہ ایسی ہی بات ہے کہ معتبر راویوں کے بیان سے کسی کی موت ثابت ہو اور پھر وہ شخص جو مردہ قرار دیا گیا ہے حاضر ہو جائے اور اس کے حاضر ہونے پر بھی اس کی زندگی پر اعتبار نہ کریں اور یہ کہیں کہ راوی بہت معتبر ہیں۔ہم اس کو زندہ نہیں مان سکتے۔"

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 293)

(4)

۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ پیشگوئی تو کوئی بھی ہو جب وہ پوری ہو جائے تو اسے لازماً ماننا پڑے گا، جیسی کہ توریت اور انجیل کی پیشگوئیاں سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت پوری ہوئیں۔اب کیا ان پیشگوئیوں کا شک کی بناء پر انکار کر دیا جائے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی اصول کو بیان فرماتے ہیں۔

"رہا یہ سوال کہ دارقطنی کی حدیث ضعیف ہے۔اگر ہم فرض کر لیں تو پھر اکمال الدین میں بھی تو یہی حدیث ہے۔

ماسوااس کے اصل بات تو یہ کہ محدثین کی نہ تو تصدیق یقینی ہے اور نہ تکذیب۔اس لئے خدانے اس حدیث کی تصدیق خود کردی۔اب کسی محدث کی مجال ہے کہ اس کی تکذیب کرے۔پیشگوئی توانجیل اور توریت کی بھی ماننی پڑے گی اگر وہ صفائی سے پوری ہوجاوے گی وہ کتابیں محرف مبدل ہیں بلکہ اگر سکھوں کے گرنتھ میں بھی کوئی پیشگوئی ہو جو بے حد رطب ویابس کاذخیرہ ہے اور وہ پیشگوئی پوری ہوجائے تب بھی ماننی پڑے گی۔ کیاانسان کی تنقید خدا کی تنقید سے بہتر ہے"

(حاشیہ نزول المسیح،صفحہ 131)

(5)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ،حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالادلائل پر فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اتنی قوی اور طاقت ور دلیل اس حدیث کے حق میں بیان فرمائی کہ یہ حدیث اتنے پرانے زمانے میں کوئی جھوٹا بناہی نہیں سکتا تھا۔ کسی جھوٹے کے تصور میں بھی نہیں آسکتی تھی۔اور اگر آئی بھی تو اس کو جھوٹا نکلنا چاہیئے تھا پس اگر تم کہتے ہو کہ سند کمزور ہے تو یہی مراد ہے نا کہ رسول اللہ نے نہیں فرمایا کسی جھوٹے باطل انسان نے یہ حدیث گھڑی ہے تو پھر اس کی بیعت کرو ، اس کی بات سچی نکلی ہم کہتے ہیں محمد رسول اللہ کی بات سچی نکلی تم کہتے ہو کہ جھوٹے بدکار کی بات سچی نکلی۔ تو پھر بیعتیں توڑو جس کی نہیں نکلی،جس کی سچی نکلی اس کی بیعت کیوں نہیں کرتے۔ ایک بہت قوی دلیل ہے۔سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اگر کسی انسان میں حیاء ہو اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی عقیدت ہو تو اس پیش گوئی کو جو 1300 سال کے بعد بڑی شان کے ساتھ آسمان پر ظاہر ہوئی ہے۔اسے محمد رسول اللہ کی طرف منسوب کرے کسی اور کی طرف منسوب نہ کرے۔"

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ،جلسہ سالانہ برطانیہ 1994ء)

اعتراض 5

جن لوگوں کو علم حدیث سے واقفیت نہیں وہ یہ اعتراض بھی کردیتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے۔حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

الجواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس کا جواب یہ ہے کہ آئمہ اہل بیت کا یہی طریق تھا کہ وہ بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے، سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی یہ عادت شائع متعارف ہے۔ چنانچہ شیعہ مذہب میں صدہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دار قطنی نے اس کو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے۔"

(حقیقۃالوحی صفحہ 204)

چنانچہ ان کا یہ اعتراض باطل ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگان امت کے نزدیک یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

اعتراض 6

اس کے بعد یہ بھی اعتراض کر دیا جاتا ہے کہ چلو مانا کہ حدیث تو صحیح ہے مگر پھر علماء نے اس نشان کو قبول کیوں نہیں کیا؟

الجواب

اس اعتراض کا جواب باب 16 میں مفصل طور پر واقعات کی روشنی تحریر کر دیا گیا ہے۔ جس میں کئی علماء کا اس نشان کے بعد قبول احمدیت کا ذکر بھی ہے۔ اس لیے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس نشان کو کسی نے قبول نہیں کیا۔ پھر آگے باب 18 میں بھی کئی ایمان افروز واقعات درج کئے گئے ہیں۔

اعتراض 7

یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ رمضان میں گرہن ہوتے رہتے ہیں یہ کوئی نشان نہیں۔

الجواب

اس اعتراض کا جواب باب 12 (اس نشان کی انفرادیت اور چیلنج کہ آج تک کسی مدعی مہدویت کے حق میں ظاہر نہیں ہوا) میں دیا جاچکا ہے

اعتراض 8

اس کے بعد یہ اعتراض کر دیا جاتا ہے کہ گرہن تو جیسے قدیم سے ہوتے آئے ہیں ویسے ہوئے حالانکہ اس نشان میں گرہن کو عام طریقہ کار سے ہٹ کر ہونا چاہیئے کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ یہ نشان جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔

الجواب

(1)

سب سے پہلے تو جو لوگ صداقت مہدی کے لئے نشان بننے والے کسوف و خسوف کے خلاف قواعد ہیئت وقوع پذیر ہونے کے منتظر ہیں وہ قانون قدرت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور اس فرمان الٰہی پر غور کریں۔

ولن تجد لسنت الله تبدیلاً (سورۃ الاحزاب آیت 63)

(ترجمہ) اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں پائے گا۔

(2)

پھر ایسے اعتراضات کرنے والوں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ جو اعتراض کر رہے ہیں ایسے اعتراضات پہلے کون کیا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"جب کفار نے شق القمر دیکھا تھا تو یہی عذر پوش کیا تھا کہ یہ ایک کسوف کی قسم ہے۔ ہمیشہ ہوا کرتا ہے کوئی نشان نہیں۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 63)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

"دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 498۔ ترجمہ۔ جب دیکھیں گے کوئی نشان تو منہ پھیر لیں گے اور کہیں گے کہ یہ ایک مکر ہے اور یہ تو ابتداء سے چلا آتا ہے۔ کوئی انوکھی بات نہیں۔ کوئی خارق عادت امر نہیں اور ان کے دل یقین کر گئے اور کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ یہ آیت یعنی "وان یروا ایۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمر" یہ سورۃ قمر کی آیت ہے۔ شق القمر کے

معجزہ کے بیان میں اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کر کے جو ایک قسم کا خسوف تھا۔یہی کہا تھا کہ اس میں کیا انوکھی بات ہے ۔ قدیم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے ۔ کوئی خارق عادت امر نہیں ۔ پس خدا تعالیٰ نے اس الہام میں وہی آیت پیش کر کے یہ اشارہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو بھی خسوف کا نشان دکھلایا جاوے گا اور منکر لوگ وہی کہیں گے جو ابو جہل وغیرہ نے کہا تھا یعنی اس طرح پر قدیم سے خسوف کسوف ہوتا آیا ہے خارق عادت ہونا چاہیئے تھا تاہم مانتے ۔ پس دیکھو یہ پیشگوئی کیسی عظیم الشان ہے جو خسوف کسوف سے بارہ برس پہلے لکھی گئی"۔

(نزول المسیح صفحہ 130)

(3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں تو کوئی ایسا لفظ نہیں کہ جس سے ظاہر ہو کہ یہ نشان قانون قدرت توڑ کر ظاہر ہو گا ۔ آپ فرماتے ہیں

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور یہ کہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو ۔"

(انجام آتھم ،روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330)

مزید فرماتے ہیں کہ

"اس جگہ لم تکونا کا لفظ آیتین سے متعلق ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ یہ دونوں نشان بجز مہدی کے پہلے اس سے اور کسی کو عطاء نہیں کئے گئے ۔"

(انجام آتھم ،روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 331)

پھر آپ معترضین کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرہن کے لئے کوئی نیا قاعدہ نہیں تراشا بلکہ اسی قانون کے اندر اندر گرہن کی تاریخوں کی خبر دی ہے جو خدا نے ابتداء سے سورج اور چاند کے لئے مقرر کر رکھا ہے ۔"

(تحفہ گولڑویہ ،روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 137)

(4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو مہدی کی صداقت کے لئے جو

نشان دکھانا تھا اس کے لئے قانون قدرت کو توڑنے کی کیا ضرورت تھی۔

"یہ ایک سچے مہدی موعود کے لئے ایک علامت مقرر کی گئی تھی کہ اس کے دعویٰ کے دنوں میں جب اس کی تکذیب ہو گی اور وہ نشان کا محتاج ہو گا تب ماہ رمضان میں ان تاریخوں میں خسوف کسوف ہو جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ ہمیشہ رمضان میں خسوف کسوف نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہو گا تو صدہا برس کے بعد۔ اور پھر یہ کہ خسوف بھی انہی تاریخوں میں ہو۔ یہ خصوصیت بھی صدہا سال کو ہی چاہتی ہے۔ اب حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تک مہدی موعود ظاہر نہ ہو یہ خصوصیتیں کسی زمانہ میں کسی کاذب مدعی کے وقت میں جمع نہیں ہوں گی صرف مہدی کے وقت میں جمع ہوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تو اب ظاہر ہے کہ مہدی موعود کی علامت کے لئے اسی قدر کافی تھی کہ اس کے ابتدائی زمانہ میں رمضان میں ان تاریخوں میں خسوف کسوف ہو گا۔ قانون قدرت کو توڑنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔"

(حاشیہ نزول المسیح صفحہ 130)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں

"پس حدیث میں یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ سچا مہدی دعویٰ کرے گا تو اس زمانہ میں قمر رمضان کے مہینہ میں اپنے خسوف کی پہلی رات میں منخسف ہو گا اور ایسا واقعہ پہلے کبھی پیش نہ آیا ہو گا۔ اور کسی جھوٹے مہدی کے وقت رمضان کے مہینے میں اور ان تاریخوں میں کبھی خسوف کسوف نہیں ہوا۔ اور اگر ہوا تو اس کو پیش کرو۔ ورنہ جب کہ یہ صورت اپنی ہیئت مجموعی کے لحاظ سے خود خارق عادت ہے تو کیا حاجت کہ سنت اللہ کے بر خلاف کوئی اور معنے کئے جائیں۔"

(اعجاز احمدی صفحہ 141)

(5)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ نشان خارق عادت نشان تھا۔

"یہ کہنا کہ سنت اللہ کے موافق کسوف خسوف ہونا کوئی خارق عادت امر نہیں یہ دوسری حماقت ہے۔ اصل غرض اس پیشگوئی سے یہ نہیں کہ کسی خارق عادت عجوبہ کا وعدہ کیا جائے بلکہ غرض اصلی ایک علامت کو بیان کرنا ہے۔ جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ غرض تو ایک علامت کا بتلانا تھا سو وہ متحقق ہو گئی اگر متحقق نہیں تو اس واقعہ کی صفحہ تاریخ سے کوئی نظیر تو پیش کرو اور یاد رہے کہ ہر گز پیش نہ کر سکو گے۔"

(روحانی خزائن جلد 18)

نیز آپ فرماتے ہیں۔

"اگرچہ پیشگوئی کے لفظوں سے یہ بات ہر گز نہیں نکلتی کہ خسوف کسوف کوئی نرالی طور پر ہو گا مگر خدا تعالیٰ ان مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے اس خسوف کسوف میں بھی ایک امر خارق عادت رکھا ہے ------ سول ملٹری گزٹ نے اقرار

کیا ہے کہ یہ خسوف و کسوف جو 6۔ اپریل 1894ء کو ہوگا یہ ایک ایسا عجیب ہے کہ پہلے اس سے اس شکل اور صورت پر کبھی نہیں ہوا۔"

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 ،صفحہ 332, 333)

(مزید تفصیل کے لئے باب 10)

اعتراض 9

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ نشان امام مہدی کی پیدائش کے لئے ہے۔ چنانچہ امام مہدی ابھی پیدا ہوں گے۔

الجواب

اگرچہ 100 سال گزرنے کے بعد یہ اعتراض اب فاسد ثابت ہوچکا ہے لیکن پھر بھی ابھی کچھ معترضین ایسے ہیں جو اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ اس لئے مناسب ہو گا کہ اس کا جواب بھی تحریر کر دیا جائے۔

(1)

سب سے پہلے یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ نشان کس لئے ہوتا ہے۔ اورکسی کے ظہور سے پہلے جو علامات ظاہر ہوں انہیں کیا کہتے ہیں۔ چنانچہ امام آخرالزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"نشانوں کے ظاہر کرنے کے لئے سنت اللہ بھی یہی ہے کہ وہ سچے مدعی کے دعوی' کی تصدیق کے لئے ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں ہوتے ہیں جب کہ اس مدعی کی تکذیب سر گرمی سے کی جائے اور جو قبل از وقت بعض علامات ظاہر ہوتی ہیں ان کا نام نشان نہیں بلکہ ان کا نام ارہاص ہے۔"

"آیت، جس کا ترجمہ نشان ہے اصل میں ایواء سے مشتق ہے۔ جس کے معنے ہیں پناہ دینا۔ سو آیت کے لفظ کا عین محل وہ ہے جب ایک مامور من اللہ کی تکذیب کی جائے۔ اس کو جھوٹا ٹھہرایا جائے۔ تب اس وقت اس بیکس کو خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں لانے کے لئے کچھ خارق عادت امر ظاہر کرتا ہے۔ اس امر کا نام آیت یعنی نشان ہے۔" (انجام آتھم صفحہ 334)

(2)

پھر حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"پیشگوئی کے صاف الفاظ یہ ہیں ان لمھدینا آیتین یعنی ہمارے مہدی کے مصدق و موید دو نشان ہیں۔ پس یہ لام انتفاع کے لئے آیا ہے صاف دلالت کرتا ہے کہ خسوف کسوف سے پہلے مہدی کا ظہور ضروری ہے اور نشان کسوف خسوف اس کے خروج کے بعد ہوا ہے اور اس کی تصدیق کے لئے ظاہر کیا گیا ہے۔" (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 334)

(3)

اگر یہ عظیم آسمانی نشان پہلے ظاہر ہوجائے تو پھر بہت سے مفتریان کے لئے راستہ کھل جائے گا کہ وہ مہدویت کا دعویٰ کردیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"اور اس طرح سے کسی مفتری کی پیش رفت نہیں جاتی اور کوئی منصوبہ چل نہیں سکتا۔ کیونکہ مہدی کا ظہور بہت پہلے ہو کر پھر موید دعویٰ کے طور پر سورج، چاند گرہن بھی ہو گیا۔ نہ یہ کہ ان دونوں کو دیکھ کر مہدی نے سر نکالا۔"

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 49)

(4)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ایسے نشان کا کیا فائدہ جسے دیکھ کئی دعویٰ کردیں۔

"یہ نہیں کہ مدعی کا بھی نام و نشان نہ ہو۔ اور نشان پہلے ظاہر کیا جائے اور ایسے نشان پر کوئی نفع بھی مترتب نہیں ہوسکتا کیونکہ ممکن ہے کہ نشانوں کو دیکھ کر دعویٰ کرنے والے بہت نکل آویں۔"

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 335)

آپ مزید فرماتے ہیں

"اگر یہ کہا جاوے کہ نشان تو آگیا لیکن صاحب نشان بعد میں آوے گا تو یہ عقیدہ بڑا فاسد ہے اور قسم قسم کے فسادات کی بناء ہے۔ اگر ایک زمانہ کے بعد اکٹھے بیس انسان مہدویت کے مدعی ہوجاویں تو پھر ان میں کون فیصلہ کرے گا؟ ضرور ہے کہ صاحب نشان نشان کے ساتھ ہو۔ یہ لوگ منبروں پر چڑھ کر صدی کے سرے کو اور کسوف و خسوف کو یاد کرتے اور روتے تھے لیکن جب وہ وقت آیا تو یہی لوگ دشمن بن گئے۔ حدیث کے مطابق تمام نشان واقعہ ہوگئے لیکن لوگ اپنی ضد سے باز نہیں آتے۔ کسوف و خسوف کا عظیم الشان نشان ظاہر ہو گیا لیکن خدا تعالیٰ کے اس نشان کی قدر نہ کی گئی"۔

(ملفوضات جلد 4 پرانا ایڈیشن)

(5)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر نشان پہلے ظاہر ہو جائے تو پھر مدعی کی صداقت کیسے ثابت ہو گی؟

"غرض اگر مہدی اور اس کے نشان میں جدائی ڈال دی جائے تو یہ ایک مکروہ بدفالی ہے، جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز ارادہ ہی نہیں ہے کہ اس کی مہدویت کو آسمانی نشانوں سے ثابت کرے۔"

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 142)

(6)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام معترضین سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خدا کو دھوکہ لگا اور اس نے غلط آدمی کے لئے نشان دکھا دیا؟

"کیا نہیں دیکھتے کہ کس طرح پر اس کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ خسوف و کسوف رمضان میں ہو گیا۔ کیا ہو سکتا ہے کہ مہدی موجود نہ ہو اور یہ مہدی کا نشان پورا ہو جاوے۔ کیا خدا کو دھوکا لگا ہے۔"

(ملفوضات جلد 1 صفحہ 423)

(7)

کچھ لوگ اب بھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے نشان تو پورا ہو گیا لیکن ابھی مہدی نے پیدا ہونا ہے چنانچہ وہ سو سال بعد اس نشان کے بھی امام مہدی کی پیدائش کے منتظر ہیں۔ ان کے اس انتظار کا حضرت مسیح موعود علیہ االسلام بہت پہلے ان کو جواب دے چکے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی بعض کند ذہن لوگوں نے مخالفت میں یہاں تک کہہ دیا کہ امام مہدی ایک صدی یا دو صدی بعد پیدا ہوں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"اس کا جواب یہ ہے کہ اے بزرگو خدا ہی تم پر رحم کرے۔ جبکہ آپ لوگوں کی فہم یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ تو میرے اختیار میں نہیں ہے کہ میں سمجھا سکوں۔ صاف ظاہر ہے کہ خدا کے نشان اس کے رسولوں اور ماموروں کی تصدیق اور شناخت کے لئے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں ہوتے ہیں جبکہ ان کی سخت تکذیب کی جاتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ نشان تو آج ظاہر ہو اور جس کی تصدیق اور اس کے مخالفوں کے ذب اور دفع کے لئے وہ نشان ہے وہ کہیں سو یا دو سو یا تین سو یا ہزار

برس کے بعد پیدا ہو اور خود ظاہر ہے کہ ایسے نشانوں سے اس کے دعوے کو کیا مدد پہنچے گی۔۔۔۔ تو قبل از وقت نشان کیا فائدہ دے گا اور کس قوم کے لئے ہو گا۔۔۔!"

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 140, 141)

اعتراض 10

اب آخری اعتراض جو معترضین کے پاس باقی بچتا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کو اس نشان کے ظہور سے پہلے خبر ہو گئی تھی کہ یہ نشان ظہور پذیر ہونے والا ہے اس لئے انہوں نے دعویٰ کر دیا۔

الجواب

(1)

سب سے پہلی بات تو اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اگر پتہ چل گیا تھا تو اصل مہدی کہاں ہے؟؟؟ جس کے لئے یہ نشان ظاہر ہوا۔۔۔۔ آخر کوئی تو ہو گا؟؟؟ کیا خدا کو دھوکا لگا؟ کہ اس نے ایک سچے کی علامت جھوٹے کے حق میں پوری کر دی، کیا معترض کے نزدیک خدا کا یہی مقام ہے۔ کہ ایک جھوٹا شخص مہدی ہونے کا دعویٰ کر دے اور خدا اس کے حق میں وہ نشان ظاہر کر دے جو سچے کے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا۔

حد سے کیوں بڑھتے ہو لوگو کچھ کرو خوف خدا
کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار
کیا خدا نے اتقیاء کی عون و نصرت چھوڑ دی
ایک فاسق اور کافر سے وہ کیوں کرتا ہے پیار
ایک بد کردار کی تائید میں اتنے نشاں
کیوں دکھاتا ہے وہ کیا ہے بد کنوں کا رشتہ دار
کیا بدلتا ہے وہ اب اس سنت و قانون کو
جس کا تھا پابند وہ از ابتدائے روزگار

آنکھ گر پھوٹی تو کیا کانوں میں بھی کچھ پڑ گیا
کیا خدا دھوکے میں ہے اور تم ہو میرے رازدار
جس کے دعویٰ کی سراسر افتراء پر ہے بنا
اسکی یہ تائید ہو پھر جھوٹ سچ میں کیا نکھار
کیا خدا بھولا رہا تم کو حقیقت مل گئی
کیا رہا وہ بیخبر اور تم نے دیکھا حال زار
بدگمانی نے تمھیں مجنون و اندھا کردیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بیشمار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(2)

ان اعتراض کرنے والوں کا اپنا یہ حال ہے کہ ایک روز پہلے انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ چاند نکلے گا یا نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں ان کے جھوٹ کا حال یہ ہے کہ انہیں کئی سال پہلے پتہ چل گیا تھا کہ یہ نشان ہونے والا ہے اور انہوں نے سوچا کہ نشان تو سچے کے لئے ظاہر ہونے والا ہے کیوں نہ دعویٰ کر دیا جائے ۔ اب ان کا سچا مہدی کہاں مرگیا؟؟؟ اس نے کیوں نہ دعویٰ کیا؟ مرزا صاحب نے کیا سورج اور چاند پر قبضہ کرلیا تھا؟ کہ سچا ظاہر نہیں ہوسکتا۔ اور پھر خدا پر الزام لگاتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ سچے کا نشان جھوٹے کے لئے ظاہر کردیا۔

پھر ان لوگوں کیوں نہیں پتہ چل گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیسے پتہ چل گیا۔ ہاں جب تک آسمان کا عالم الغیب خدا آپ کو نہ بتاتا ناممکن تھا کہ آپ کو پتہ چل جاتا۔

(3)

پھر یہ کہ کیا اس نشان کے ظہور سے پہلے پتہ چل سکتا تھا کہ یہ نشان ظاہر ہونے والا ہے اس کا

جواب ماہر فلکیات ڈاکٹر صالح محمد آلہ دین صاحب دیتے ہیں ۔ کہ

قطعیت سے بتانا ممکن نہیں تھا ۔ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ ماہر فلکیات بھی ہوتا تو وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا تھا کہ اس بات کی Probability کتنی ہے ۔ یہ تو حساب لگا کر بتایا جاسکتا تھا کہ 21 مارچ کو چاند گرہن ہو گا اور 6 ۔اپریل کو سورج گرہن ہو گا لیکن یہ نہیں بتایا جاسکتا تھا کہ رمضان کی کونسی تاریخیں ہوں گی ۔ آیا 13 اور 28 ہوں گی یا 14 اور 29 ہوں گی ۔ اس لئے کہ یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ رمضان کب شروع ہو گا ۔ کیونکہ رمضان کا شروع ہونا چاند کے نظر آنے سے ہے ۔

چاند کب نظر آئے گا اس میں فلکیات کے علاوہ فضاء کا بھی دخل ہے ۔ خاص طور پر جو بارڈر لائن کیسز (border line cases) ہوتے ہیں وہاں فضاء کا دخل بہت زیادہ ہو جاتا ہے ۔

فلکیات والے مہینے کی ابتداء اس وقت سے کرتے ہیں کہ جب چاند بالکل نظر نہیں آتا یعنی جب سورج اور چاند کے longitude ایک ہی ہوتے ہیں ۔ جہاں سورج ہوتا ہے وہیں چاند ہوتا ہے ۔ لیکن ہمارا ہجری مہینہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے کہ جب چاند اور سورج کے درمیان فاصلہ اتنا ہو جاتا ہے کہ چاند نظر آسکے ۔ اور اس کے لئے تقریباً 20 سے 24 گھنٹے درکار ہوتے ہیں ۔ اگر 20 گھنٹے سے کم ہو تو چاند نظر آنے کا امکان بہت کم ہوتا ہے اور 24 گھنٹے کے بعد ہو تو دیکھنا آسان ہوتا ہے ۔ لیکن اگر 20 گھنٹے اور 24 گھنٹے کے درمیان عمر ہو تو دیکھنا مشکل ہوتا ہے اور یہ بتانا ممکن نہیں ہوتا کہ آیا چاند نظر آئے گا کہ نہیں ۔

1894ء کے رمضان کا جو چاند نظر آیا اس کی عمر 22.7 hrs تھی تو تقریباً 23 گھنٹے ۔ اس لئے قبل از وقت بتانا ممکن نہیں تھا ۔

ایک اور طریقہ جس سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ آیا چاند نظر آئے گا یا نہیں وہ یہ ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد چاند کتنی دیر کے بعد غروب ہوتا ہے ۔ اگر دونوں کے درمیان وقت 40 منٹ ہو تو پھر نظر آنا مشکل ہوتا ہے اور 50 منٹ سے زیادہ ہو تو آسان ہے ۔ اور یہاں پورے 50 منٹ تھا تو گویا بارڈر لائن کیس (border line case) ہے اس لئے قبل از وقت بتانا بہت مشکل تھا کہ چاند نظر آئے گا یا نہیں ۔ ہم صرف اندازوں سے بات کر سکتے تھے ۔

لیکن ہمارے آقا سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے 1300 سال قبل بتادیا تھا کہ کونسی تاریخیں آنے ولی ہیں اور یہ قرآن مجید کی آیت

علم الغیب فلایظھر علیٰ غیبہ احدا ٥ الامن ارتضیٰ من رسول

یعنی غیب کا علم جاننے والا وہی ہے (یعنی اللہ ہے) اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ اس کام کے لئے پسند کرلیتا ہے۔

کی صداقت کی ایک عظیم الشان مثال ہے۔

ع نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مسیح دوراں مثیل عیسیٰ. بجا ہے دنیا میں جس کا ڈنکا
خدا سے ہے پاکے حکم آیا. ملا اسے منصب ھدیٰ ہے
ہے چاند سورج نے دی گواہی، پڑی ہے طاعون کی تباہی
بچائے ایسے سے پھر خدا ہی، جو اب بھی انکار کر رہا ہے

مختلف مذاہب میں اس عظیم راہنما کی صداقت کیلئے مذکور نشان کسوف و خسوف ظاہر ہو گیا۔ جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا منفرد برہان اور مہدی موعود کے منجانب اللہ ہونے کا آسمانی نشان ہے۔ کئی طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی مگر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے اس پیشگوئی اور پرانی خبروں کی تصدیق کردی۔ اس کے خلاف اعتراضات کرنے والے آخر شرمندہ ہو کر خاموشی اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

خسوف و کسوف کا نشان

باب 18

اس آسمانی نشان کی برکت سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والا گروہ اور ان کے

قبول حق کے ایمان افروز واقعات

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشان کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

صداقت مہدی کا یہ نشان جونہی ظہور پذیر ہوا تو سعید فطرت روحیں امام زماں کی تلاش میں سرگرداں ہوئیں ۔ وہ تلاش کرنے لگیں ۔علماء سے پوچھا جانے لگا کہ یہ نشان کیسا تھا؟ کیوں ظاہر ہوا؟ کس کے لئے ظاہر ہوا؟ وہ مہدی کہاں ہے جس کی صداقت کے یہ نشان ہے؟ چنانچہ اس تلاش حق کی چند ایمان افروز روایات مندرجہ ذیل ہیں ۔

(1) تلاش مہدی موعود

ایک دوست میر صلاح محمد صاحب دھوڑیاں ضلع پونچھ (کشمیر) سے تعلق رکھنے والے اس نشان کے متعلق گھر میں موجود کتاب احوالآخرۃ میں اکثر پڑھتے اور چاند سورج گرہن 1311 ھ میں ظاہر ہونے کے بعد اس کی تلاش شروع کردی کیونکہ اس کے مطابق امام مہدی کے انتظار میں تھے ۔ آخر انہیں مدعی مہدویت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ کا علم ہوا تو ایک دوست میاں منگا صاحب (جو سنگیوٹ میں امامت اور تعلیم دین کا فریضہ انجام دیتے) سے تفصیلی ذکر کیا چنانچہ ان کو غور و فکر کے بعد بیعت کی توفیق مل گئی ۔ ان کے بعد میر صلاح محمد صاحب نے بھی قبولیت کی توفیق پائی ۔سوچ بچار میں کافی وقت گزر گیا اس لئے یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت نہ کر سکے ۔
(تاریخ احمدیت کشمیر ،صفحہ 77)

(2) مولوی محمد حسین بٹالوی کی ناکامی

تاریخ احمدیت کشمیر میں لکھا ہے کہ جب چاند اور سورج گرہن ہوا تو قاضی محمد اکبر صاحب جو اپنے علاقہ کے امام تھے اور دینی تعلیم اور تدریس میں مشغول تھے ۔فرمانے لگے کہ امام مہدی کے ظہور کا نشان ظاہر ہوگیا ہے ۔ہمیں ان کی تلاش کرنی چاہیئے ۔ چنانچہ آپ نے تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل تین افراد پر مشتمل وفد قادیان بھجوایا ۔ 1 ۔مولوی عبدالواحد صاحب، 2 ۔میاں غلام قادر صاحب، 3 ۔میاں دیوان علی صاحب ۔

راستے میں ان کی ملاقات بٹالہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ہوئی ۔جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف باتیں کیں اور اس وفد کو واپس بھجوانے کی کوشش کی مگر یہ وفد قادیان

پہنچا اور اس کے تینوں ممبروں نے حضور کا ہاتھ پر بیعت کرلی - اور ان کے واپس آنے پر ان کی رپورٹ سن کر حضرت قاضی صاحب نے بھی بیعت کرلی - حضرت قاضی صاحب آٹھ بھائی تھے اور سب کو قبول احمدیت کی سعادت ملی -

(تاریخ احمدیت کشمیر، صفحہ 58, 59)

(3) نماز کسوف و خسوف اور بیعت

ایک اور بزرگ میاں عبدالعزیز صاحب ولد نور محمد صاحب سکنہ گوجرہ ضلع فیصل آباد فرماتے ہیں -

1311ھ میں جب سورج گرہن واقع ہوا - اس وقت خاکسار چودہ پندرہ سال کی عمر میں تھا - اور سکول میں تعلیم پارہا تھا سورج گرہن کے نفل ادا کرنے کے واسطے جب مسجد میں آیا (کیونکہ بچپن میں خاکسار کو نماز پڑھنے کا بڑا شوق تھا) تو ایک شخص دین محمد نامی نے بعد پڑھانے نفل کے ----- وعظ فرمایا کہ اب امام مہدی بہت جلد ظاہر ہوجائیں گے - ماہ رمضان میں سورج گرہن، چاند گرہن ہوگیا ہے - جو کہ ان کے ظہور کے علامت ہے - یہ بات خاکسار کے دماغ میں اس طرح بیٹھ گئی کہ آج بھی وہ نظارہ بدستور میری نظروں کے سامنے آرہا ہے - 1902 ء میں موضع بہلولپور تعیناتی کے دوران نمبر دار چوہدری عبد اللہ خانصاحب کے ذریعہ پہلی دفعہ کان میں یہ آواز پڑھی کہ امام مہدی ظاہر ہوچکا ہے - آخر تحقیق کہ بعد 1906 ء میں بذریعہ خط اور 1907 ء میں دستی بیعت کی -

(رجسٹر روایات جلد 13 صفحہ 15)

(4) آواز آئی : "دعا کرو"

بعض دوستوں کو خدا تعالیٰ نے اس نشان کی طرف متوجہ کرتے ہوئے خود بتایا - کہ اس نشان کے مورد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں - چنانچہ میاں عبداللہ صاحب احمدی فرماتے ہیں -

جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے) مہدی ہونے کا دعوی کیا ہے - اور فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں - نیز ان کی جگہ بھی میں ہی آیا ہوں - میں نے یہ سن کر بہت فکر کیا - کہ بڑے بڑے علماء ان کے مرید بھی ہیں اور مخالف بھی ہیں - جیسے کے مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم جموں نے آپ کی بیعت کرلی اور میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے - میں ان علماء کا معتقد تھا - اس لئے بہت ہی فکر دامنگیر ہوا - اور رات دن میں اسی فکر میں رہتا کہ خداوندا مجھے خود تو کوئی علم نہیں - اور علماء کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ - کس طرح فیصلہ ہو - اسی خیال میں میں ایک دن راجپوتانہ میں چلتا چلتا ٹھہر گیا - تو ایک غیب سے زور کی آواز آئی - کہ دعا کرو - یہ آواز سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی - اور تھوڑی دیر تک میں بھاگتا ہی چلا گیا - اور ----- سر سجدہ میں رکھ دیا - اور دعا مانگنی شروع کردی - اور ان الفاظ میں دعائیں شروع کیں - کہ الٰہی مجھے تو کوئی علم نہیں - تو سب کچھ جانتا ہے - اور یہ تیرا ہی مہدی ہے تو مجھے اپنے فضل سے سمجھ عطا فرما کہ تا میں ان کی بیعت کرلوں - اگر سچا نہیں تو مجھے بچا - غرض جب مجھے چار ماہ دعائیں مانگتے مانگتے گذر گئے اور میں نے بڑے درد دل اور جوش اور عاجزی سے دعائیں کیں تو ایک دن کا ذکر ہے کہ میں حافظ محمد لکھوکے کی تصنیف احوال الآخرت میں علامت مہدی پڑھ رہا تھا - جب میں نے یہ شعر پڑھا کہ

تیرھویں چن ستیویں سورج گرہن ہوسی اوس سالے

تو مجھے اللہ تعالیٰ نے اس طرح بتایا - جس طرح کوئی استاد شاگرد کو بتاتا ہے - فرمایا

مرزا غلام احمد ہی مہدی ہے ۔اور مجھے حضرت مرزا غلام احمد کا نام کہ یہی سچا مہدی اس وقت ہے مفصل طور پر بتایا گیا کہ کوئی شک نہ رہا۔

(رجسٹر روایات جلد 2 صفحہ 139)

(5) حضرت مولانا غلام رسول صاحب کا قبول احمدیت

حضرت مولانا غلام رسول صاحب (آف مجوکہ) جن کا تعلق اہلحدیث سے تھا۔ فرماتے ہیں کہ۔

1894ء میں جب سورج اور چاند گرہن ہوا ۔ اس وقت لاہور میں ایک استاد سے حدیث پڑھا کرتا تھا ۔علماء کی پریشانی اور گھبراہٹ نے میرے دل میں اثر کیا ۔مولوی لوگ ڈر رہے تھے کہ اس سچے نشان کی وجہ سے لوگوں کی توجہ بڑی تیزی سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی طرف ہو گی ۔ ان دنوں حافظ محمد لکھوکے والے پتھری کا آپریشن کروانے کے لئے لاہور آئے تھے ۔ میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ عوام نے ان سے دریافت کیا کہ یہ نشان آپ نے اپنی کتاب احوال الآخرۃ میں واضح طور پر لکھا ہے اور امام مہدی کے دعویدار مرزا صاحب موجود ہیں اور اس نشان کو اپنا تائیدی گواہ قرار دے رہے ہیں آپ کا اس بارہ میں کیا خیال ہے ۔

انہوں نے کہا میں ۔بیمار اور سخت کمزور ہوں صحت کی درستی کے بعد کچھ کہہ سکوں گا البتہ اپنے لڑکے عبدالرحمان محی الدین کو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت سے رو کتا ہوں ۔

حافظ صاحب تو جلد فوت ہو گئے مگر میرا دل حضرت اقدس کی سچائی کے بارہ میں مطمئن ہو چکا تھا اور تھوڑے عرصہ بعد قادیان جا کر حضور کی بیعت کر لی ۔

(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 171)

(6) مولوی محمد دلپذیر صاحب کا قبول احمدیت

پنجابی زبان کے معروف ادیب و شاعر حضرت مولوی حاجی محمد دلپذیر صاحب بھیروی جو بہت ساری مقبول عام کتب کے مصنف تھے ۔ انہوں نے بھی احوال الآخرت کے نام سے ایک کتاب پنجابی نظم میں لکھی ہے جس میں چاند و سورج گرہن کے اس آسمانی نشان کا ذکر کیا ہے ۔حضرت مولوی دلپذیر صاحب بھی 1894 ء کا نشان کسوف و خسوف دیکھ کر حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے ۔

(تاریخ احمدیت بھیرہ از محترم فضل الرحمن صاحب بسمل، صفحہ 110)

حضرت مولوی صاحب کی "احوال الآخرت کلاں" شائع کردہ ممتاز کمپنی اردو بازار لاہور کے صفحہ 51,50 سے کچھ اشعار حسب ذیل ہیں ۔

چن سورج نوں گرہن لگے گا وچ رمضان مہینے
ظاہر جدوں محمد مہدی ہوسی وچ زمینے

ایہہ خاص علامت مہدی والی پاک نبی فرمائی
وچ حدیثاں سرور عالم پہلوں خبر سنائی

تیراں سوتے یارا سن وچ ایہہ بھی ہو گئی پوری
گرہن لگا چن سورج تائیں جیونکر امر حضوری

جس دن تھیں چن سورج تائیں خالق پاک او پایا
ایسا واقعہ ویکھن اندر اگے کدیں نہ آیا
واہ سبحان اللہ ! کیا رتبہ پاک حبیب خدائی
تیراں سو برساں جس اگدوں پیشگوئی فرمائی
تیرہویں چن اٹھیویں سورج لگن گرہن دوہانوں
ایہہ تاریخاں سرور عالم خود کہہ گئے اسانوں
ماہ رمضان مہینے اندر ایہہ سب واقعہ ہوسی
تدوں امام محمد مہدی ظاہر اوٹھ کھلوسی
عین بعین برابر پوری ایہہ گل واقعہ ہوئی
سارے عالم اکھیں ڈٹھا شبہ نہ رہ گیا کوئی

(7) امام مہدی کے ظہور کا نشان

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے دادا قاضی مولانا بخش صاحب کریحا تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر کے معروف اہلحدیث خطیب تھے ۔جب نشان کسوف و خسوف ظاہر ہوا تو انہوں نے ایک خطبہ میں رمضان المبارک کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو بالترتیب چاند گرہن اور پھر سورج گرہن کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ ۔

"یہ امام مہدی کے ظہور کا نشان ہے ۔اب ہمیں انتظار کرنا چاہیئے کہ امام موعود کب اور کہاں سے ظاہر ہوتا ہے ؟ ۔"

اس خطبہ کا خاطر خواہ اثر ہوا چنانچہ محترم قاضی صاحب کو اگرچہ خود قبول کرنے کی صورت پیدا نہ ہوئی مگر ان کے بڑے بیٹے یعنی حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے والد حضرت میاں امام الدین صاحب کو مدعی کا علم ہوا اور کچھ مطالعہ اور مزید غور و فکر کے بعد حضرت مسیح موعود مہدی معہود کی تصدیق اور بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ۔

(ماہنامہ الفرقان ربوہ ،اکتوبر 1967 ،صفحہ 43)

(8) امام مہدی پیدا ہو چکے

قادیان اور پھر ربوہ کے مشہور جلد ساز حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب ولد میاں محمد اسماعیل صاحب نے اپنی تاریخ پیدائش 1301 ھ بیان کرتے ہوئے قبول احمدیت کا واقعہ اس طرح سنایا کہ

میری عمر دس سال تھی جب 1311ھ ،بمطابق 1894ء رمضان المبارک میں چاند اور سورج کو گرہن لگا ۔ گرہن لگنے پر میرے سکول کے ساتھیوں نے بتایا کہ ۔

"امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں ۔اب لڑائیاں ہوں گی اور بہت خوں ریزیاں ہوں گی ۔"

مجھے اس وقت کم عمری کے سبب یہ باتیں پوری طرح سمجھ نہ آئیں مگر اچھی طرح یاد ہے کہ ان باتوں کے لئے رمضان میں واقع ہونے والے چاند اور سورج گرہن کو بیان کیا جاتا تھا۔

حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب کو اس کے بعد قبول احمدیت کی توفیق مل گئی۔

(رجسٹر روایات جلد 6 صفحہ 236)

(9) زیارت رسول اور آمد مہدی

محترم چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب ولد محترم مولوی محمد بخش صاحب مرحوم آف رسولپور تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بیان کرتے ہیں کہ ان کے والدین بہت خوف خدا رکھنے والے، سچی خوابیں دیکھنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے فیضیاب بزرگ تھے۔ جب 1894ء میں چاند اور سورج کو گرہن لگا تو والد صاحب نے کہا کہ

"مہدی علیہ السلام پیدا ہو گئے ہیں"۔

ایک دفعہ بکثرت درود شریف پڑھنے کے دوران چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب نے کشفی حالت میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور جگہ مدینہ کا ایک حجرہ ہے۔ بعد میں 1906ء کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے بھائیوں غلام حم صاحب اور غلام یلسین صاحب سے کہا کہ چلو اس دعویٰ کرنے والے بزرگ کو دیکھتے ہیں۔ دونوں بھائی تو پہلے ہی بیعت کر چکے تھے۔ بخوشی ان کو قادیان لے گئے۔ جس حجرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت حکیم حافظ نورالدین رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اسے دیکھتے ہی آپ کو کشفی حالت میں دیکھا ہوا (منظر) یاد آ گیا۔ اس طرح انشراح صدر کے ساتھ آپ نے بیعت کی۔

(رجسٹر روایات جلد 7 صفحہ 116، 117)

(10) مشاہدہ کسوف و خسوف

حضرت بابو فقیر علی صاحب ولد میاں شادی صاحب جو بعد میں سٹیشن ماسٹر ریٹائر ہوئے، قادیان کے محلہ دارالبرکات میں رہائش پذیر تھے۔ رہنے والے اوجلہ ضلع گورداسپور کے تھے۔ آپ کا بیان ہے کہ آپ چاند سورج گرہن والی پیشگوئی کی شہرت سے آگاہ تھے اور یہ بھی سن رکھا تھا کہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ کر رکھا ہے۔ چنانچہ 1894ء میں جب کسوف و خسوف ہوا تو انہوں نے خود بھی مشاہدہ کیا۔ ازاں بعد مزید غور و فکر اور دعا سے بیعت کی توفیق پائی۔

(رجسٹر روایات جلد 8 صفحہ 181)

(11) حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا نشان

حضرت سید نذیر حسین شاہ صاحب ولد سید نیاز علی شاہ صاحب آف کھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ نے اپنے قبول احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

"جب سورج اور چاند کو گرہن لگا تو اس وقت میں اپنے گھر تھا ۔میرے والد صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ یہ مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہے ۔اس بات کا بھی مجھ پر اثر ہوا" اور پھر قبول حق کی توفیق پائی ۔

(رجسٹر روایات جلد 10 صفحہ 237)

(12) احوال الآخرۃ کا شعر

حضرت میاں محمد الدین صاحب ولد میاں نورالدین صاحب ضلع گجرات نے بیان کیا کہ رمضان جو شب تیرھویں تھی چہار شنبہ (بدھ) کے روز چاند گرہن لگا ۔میرے پاس گھڑی نہ تھی مگر بعد میں معلوم ہوا ساڑھے چھ بجے دو گھنٹہ خسوف رہا اور 28 رمضان بروز جمعہ ۔۔۔ سورج گرہن رہا جس کی بابت مرزا محمد قسیم صاحب نے احوال الآخرۃ سے شعر بابت چاند سورج گرہن سنایا ۔ ازاں بعد آپ کو قبول حق کی سعادت نصیب ہوئی ۔

(رجسٹر روایات جلد 11 صفحہ 123)

(13) حضرت سیٹھ اسماعیل آدم کا قبول احمدیت

بمبئی کے معروف تاجر شخصیت حضرت سیٹھ محمد اسماعیل آدم صاحب جو کچھی میمن قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے ، حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی فرمائش پر مورخہ 20 اکتوبر 1943ء کے مکتوب میں اپنی ولادت 1872 ء مطابق 1288 ھ بیان کرتے ہیں ۔ بمبئی کے مدرسہ ہاشمیہ اور پھر دیگر اداروں سے اردو ، فارسی ، عربی اور گجراتی زبانوں میں حصول تعلیم کے بعد "اسماعیل آدم" کے نام سے تجارت شروع کر کے خوب شہرت پائی ۔ خط میں آپ نے لکھا ۔

" 1893 ء میں میری شادی ہوئی اس وقت میں پیسہ اخبار لاہور کا خریدار تھا ۔اس زمانہ میں رمضان میں کسوف و خسوف ہوا جو مہدی آخر زمان کی علامت تھی ۔۔۔ پہلی رات کے چاند گرہن اور پندرہویں کے سورج گرہن پر مولویوں کے مضامین پر ہنسی آتی تھی ۔۔۔ سیٹھ عبدالرحمان صاحب کے چھوٹے بھائی سیٹھ صالح محمد کراچی سے بمبئی آئے ۔۔۔ ان کے ذریعہ مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کا علم ہوا کہ انہوں نے مسیح موعود اور مہدی آخر زمان کا دعوی کیا ہوا ہے ۔۔۔ میرا ذہن دو سال قبل پیسہ اخبار کے مضامین کی طرف گیا جبکہ انہوں نے رمضان میں کسوف و خسوف کو مہدی آخر زمان کی علامت بتایا ۔"

مزید تحقیقات اور دعاؤں کے بعد آخر 1896ء میں آپ کو بیعت کی توفیق ملی (آپ کا خط خلافت لائبریری ربوہ میں محفوظ ہے)

(14) طویل پیدل سفر کر کے بیعت کر لی

غوث گڑھ ریاست پٹیالہ سے چار کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں کے چودھری مکھن کے صاحبزادہ بیان کرتے ہیں کہ

چوتھی یا پانچویں جماعت میں طالب علم تھا ۔ ان دنوں گھر میں ایک کتاب "احوال الآخرۃ" پڑھا کرتا تھا جس میں

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق پیشگوئیاں تھیں اور دل میں بڑی خواہش تھی کہ اگر حضرت امام مہدی علیہ السلام میری زندگی میں آجاویں تو میں ان کی فوج میں سپاہی بھرتی ہو کر کافروں کے ساتھ لڑوں۔

ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس ڈاک کا بھی انتظام تھا۔ایک دن ڈاک میں کچھ اشتہار آئے جنہیں گھنشام داس یا علاؤالدین شاہ چٹھی رسان پڑھتے تھے۔میرے کان میں پہلی دفعہ یہ آواز پڑی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام پیدا ہو گئے ہیں کیونکہ احوال الآخرۃ کے مطابق خدا نے اس کی صداقت کا نشان یعنی رمضان شریف میں سورج اور چاند گرہن لگنا ظاہر کر دیا ہے۔

پرائمری پاس کرچکا تھا جب غوث گڑھ میں تعینات پٹواری منشی عبداللہ سنوری صاحب سے والد صاحب اور پھر مجھے بھی معلوم ہوا کہ ضلع گورداسپور میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ازاں بعد کئی اور دوستوں نے بھی آگاہ کیا اس طرح 1898ء یا 1899ء کی بات ہے کہ میں اور والد صاحب پیدل طویل سفر کے بعد قادیان شریف پہنچے اور ملاقات کے بعد بیعت کرنے کی توفیق پائی۔

(رجسٹر روایات جلد 12 صفحہ 182)

(15) نشان کسوف و خسوف کا غیر مسلموں پر اثر

ایک اور دلچسپ روایت ملاحظہ فرمائیے۔جو محترم بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی بیان فرماتے ہیں کہ کس طرح جب انہوں نے اس گرہن کا معرض وجود میں آنے اور کسی مدعی مہدویت کی طرف اشارہ کرنے کا سنا تو وہ بھی مہدی علیہ السلام کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔آپ ایک کٹر ہندو گھرانے سے احمدی مسلمان ہوئے تھے۔آپ کا ہندوانہ نام ہریش چندر تھا۔آپ فرماتے ہیں۔

1894ء کے رمضان المبارک میں مہدی آخرالزماں کے ظہور کی مشہور علامت کسوف و خسوف پوری ہو گئی۔وہ نظارہ آج تک میری آنکھوں کے سامنے ہے۔اور وہ الفاظ میرے کانوں میں گونجتے سنائی دیتے ہیں۔جو ہمارے ہیڈ ماسٹر مولوی جمال الدین صاحب نے اس علامت کے پورا ہونے پر مدرسہ کے کمرہ کے اندر ساری جماعت کے سامنے کہے تھے کہ

''مہدی آخرالزمان کی اب تلاش کرنی چاہیئے۔وہ ضرور کسی غار میں پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ ان کے ظہور کی بڑی علامت آج پوری ہو چکی ہے۔''

میں بھی جماعت میں موجود تھا۔وہ کمرہ، وہ مقام اور لڑکوں کا وہ حلقہ اب تک میری نظر کے سامنے ہے۔وہ کرسی جس پر بیٹھے ہوئے مولانا نے یہ الفاظ کہے۔وہ میز جس پر ہاتھ مار مار کر لڑکوں کو یہ خبر سنائی خدا کے حضور اس بات کی شہادت دے گی ۔۔۔۔۔۔''مہدی آخرالزماں''میرے کان ابھی تک اس نام سے نا آشنا تھے۔ان کا کسی''غار میں پیدا ہونا''ان کے ظہور کی بڑی علامت۔یہ الفاظ میرے واسطے اور بھی اچنبا تھے۔میں مڈل میں تعلیم پاتا تھا۔طبیعت میں ٹوہ کی خواہش پیدا ہوئی۔استاد سے بوجہ حجاب اور ادب نہ پوچھ سکا۔آخر ہم جماعتوں سے اس کا معمہ چاہا۔جنہوں نے اپنے مروجہ عقیدہ و خیال کے مطابق مجھے سارا قصہ کہہ سنایا۔میرے دل میں جو تاثرات ان قصوں کو سن کر پیدا ہوئے اور جنہوں نے میری روحانیت میں اور اضافہ کیا وہ یہ تھے۔

1۔تیرہ سو برس قبل ایک واقعہ کی اطلاع دینا جو دوست، دشمن میں مشہور ہو چکی ہو اور پھر عین وعدہ کے مطابق پورا ہو جانا۔

2۔وہ واقعہ انسانی کوششوں کا نتیجہ نہیں بلکہ آسمان پر ہوا۔جہاں انسان کی پہنچ نہیں۔اور نہ ہی انسان کا کسی قسم کا اس میں دخل ہے۔

3۔ مہدی آخرالزماں کی شخصیت ۔ اس کا کفر کو مٹانا ۔ اسلام کو بڑھانا اور اسکے لشکر تیار کر کے کافروں کو تلوار کے گھاٹ اتارنا اور مسلمانوں کی فتوحات کے خیالات ۔

4۔ دعا اور اس کی حقیقت ۔ خدا کا بندوں کی دعاؤں کو سننا اور قبول کرنا ۔ کیونکہ اولیاء امت حضرت مہدی آخر الزماں کے لئے دعائیں کرتے رہے ہیں ۔ آخر وہ قبول ہوئیں ۔

5 ۔ یہ باتیں اسلام کی صداقت کی واضح اور بین دلیل ہیں ۔اس لئے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا کو پیارا اور خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے ۔

یہ پنجگانہ امور اپنی مجمل سی کیفیت کے ساتھ میرے دل پر اثر انداز ہوئے اور ۔۔۔۔۔۔میں بھی مہدی ء آخرالزماں کو پانے کے لئے بیتاب ہونے لگا۔"

(اصحاب احمد، جلد 9 ، بار اول صفحہ 19)

آپ نے تیرہ سو برس پہلے کہی گئی بات کا اس طرح پورا ہونا بڑا عجیب اور غیر معمولی یقین کیا۔ پھر ادھر ادھر سے تحقیق کرتے ہوئے انہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا نشان سمجھنے لگے ۔ آخر 1895ء میں قادیان پہنچ کر بیعت کی توفیق پائی اور آپ کا اسلامی نام "عبدالرحمان" رکھا گیا۔

چاند اور سورج گرہن کوئی معمولی نشان نہ تھا ۔ یہ صادق القول کے مبارک منہ سے نکلی ہوئی بات تھی ۔ زمین و آسمان ٹل سکتا تھا ۔ مگر یہ قول ٹلنے والا نہ تھا ۔ یہ لازماً پورا ہونا تھا ۔ جو پورا ہوا ۔ مبارک ہو ان کو جو چودہ سو سال سے متلاشی تھے کہ ان کی تلاش ختم ہوئی ۔ مبارک ہو حق کے منتظر اور صداقت کے متلاشیوں کو جنھوں نے آسمانی نشان کا مشاہدہ کیا اور حق کو قبول کیا۔ الحمد للہ

باب 19

نشان کا سو سالہ سفر اور صد سالہ جوبلی

خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے اس نشان پر ایک صدی پوری ہو گئی ہے ۔ چنانچہ ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور اس کے پیارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے صد سالہ جشن تشکر منا رہے ہیں ۔ آج سے سو سال پہلے جب یہ نشان ظاہر ہوا تھا اس وقت خدا کے بھیجے ہوئے مہدی کی جماعت صرف ہندوستان کے علاقے میں پائی جاتی تھی اور جب کہ اس نشان کو سو سال پورے ہوگئے تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ دنیا کے 142 ممالک میں قائم ہو چکی ہے اور وہاں کے عوام الناس امام مہدی کو قبول کر کے آج اس نشان پر صد سالہ جوبلی منا رہے ہیں ۔ یہ سو سالہ سفر اگرچہ بہت طویل ہے لیکن اس کا ہر ہر لمحہ خدا کے فضلوں کا منادی ہے ۔ اس سو سالہ عرصہ میں کتنے ہی ہوں گے جو اس نشان کو عظمت سے واقف ہو کر امام مہدی کی جماعت میں شامل ہوئے ۔ چنانچہ اس نشان کی عظمت آج بھی اسی طرح قائم ہے جیسے سو سال پہلے تھی ۔

دو راستے

اس نشان کے ظاہر ہونے کے بعد دو ہی راستے تھے جن میں سے کسی ایک کا اختیار کرنا ہر خاص و عام کے لئے فرض ہو گیا تھا ۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

"پس ہر ایک مسلمان کہلانے والے کے لئے دو راستوں میں سے ایک کا اختیار کرنا فرض ہوگیا یا تو وہ اس کلام نبوی ص پر ایمان لاوے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ نشان کہ اس کے زمانے میں چاند اور سورج کو گرہن لگنے کی پہلی اور درمیانی تاریخوں میں گرہن لگے گا، سوائے مہدی کے اور کسی کے لئے ظاہر نہیں کیا گیا اور جس کی تائید قرآن کریم اور پہلے انبیاء کی کتب سے بھی ہوتی ہے اور اس شخص کو قبول کرے جس کے دعوائے مہدویت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ نشان ظاہر کیا، یا پھر خدا اور اس کے رسول ص کی چھوڑ دے کہ انہوں نے ایک ایسی علامت مہدی کی بتائی جو درحقیقت کوئی علامت ہی نہیں تھی اور جس سے کسی مدعی کے دعویٰ کی صداقت ثابت کرنا خلاف عقل ہے ۔"

(دعوۃ الامیر صفحہ 96)

وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نشان کی عظمت میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ دن بدن ساری دنیا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حیرت انگیز پیش گوئی کا پورا ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہو رہا ہے ۔

سو سال کے بعد

سو سال بعد خدا تعالیٰ نے ازدیاد ایمان کے لئے اپنی قدرت کا ایک عجیب نمونہ دکھایا کہ 1994ء کے رمضان المبارک میں 13 اور 28 تاریخیں دوبارہ انہیں دنوں میں آئیں جن دنوں میں یہ گرہن سو سال قبل ہوئے تھے ۔ چنانچہ 13 رمضان کو بدھ اور 28 رمضان کو جمعۃ المبارک کا دن تھا ۔ چنانچہ حضرت

خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کا ذکر اپنے خطبہ جمعہ میں بھی کیا۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA)

خدا تعالیٰ نے سو سال بعد ایک اور نشان یہ دکھایا کہ اپنے خاص فضل سے جماعت احمدیہ کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نعمت سے نوازا۔ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا بلکہ بزرگان امت کی پیشگوئیوں کے عین مطابق امام مہدی کی جماعت کو یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے عطا کی۔ چنانچہ آج آسمان پر سیٹیلائیٹ دنیا کے کونے کونے میں اور چپے چپے میں یہ اعلان کر رہے ہیں کہ

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

اے لوگو! آسمان کی آواز کو سنو، مسیح آگیا مسیح آگیا۔ اور دنیا کے کونے کونے تک امام مہدی کا پیغام بڑی شان کے ساتھ پہنچ رہا ہے اور لوگ جوق در جوق امام مہدی کو قبول کرتے ہوئے جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ گزشتہ سال دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ (2,04,308) افراد نے دنیا کے 84 ملکوں اور 115 قوموں سے تعلق رکھتے ہوئے دنیا بھر میں مسلم ٹیلی ویژن کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ یہ مذہب کی تاریخ میں اس نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے امسال چار لاکھ اٹھارہ ہزار چھ سو دو (4,18,602) افراد مسلم ٹیلی ویژن پر عالمی بیعت کے ذریعے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان افراد کا 93 ممالک سے، 155 قوموں سے اور 120 زبانیں بولنے والوں سے تعلق ہے۔ چنانچہ ہر سال آنے والوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور یہ سب خدا تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہے۔

صد سالہ جشن کسوف و خسوف

جب اس عظیم آسمانی نشان پر سو سال پورے ہوئے تو دنیا بھر کے احمدی مسلمانوں نے صد سالہ جشن کسوف و خسوف منایا۔ چنانچہ روزنامہ الفضل ربوہ میں یہ خبر شائع ہوئی۔

کسوف و خسوف کے نشان کے سو سال پورے ہونے کا دن عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا۔

ربوہ۔ ۲۴۔ فروری۔ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ میں ۱۳۔ رمضان ۲۳۔ فروری کی شب کو کسوف و خسوف کے نشان کے سو سال پورے ہونے پر خصوصی دعائیں مانگی گئیں اور نوافل و تہجد کی ادائیگی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حضور اس عظیم آسمانی نشان پر ہدیہ تشکر پیش کیا گیا۔

تقریب کا آغاز ۱۳۔ رمضان کے آغاز یعنی ۲۳۔ فروری کی شام کو مغرب کی نماز کے بعد ربوہ کی بیوت الذکر میں خصوصی اجتماعی دعاؤں سے ہوا۔ اس رات احباب ربوہ نے غیر معمولی طور پر نماز تہجد کا اہتمام کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعائیں مانگیں۔ اس موقعہ پر غرباء میں افطاری تقسیم کی گئی۔ احباب ربوہ نے اپنے گھروں اور بازاروں میں چراغاں کا بھی اہتمام کیا تھا لیکن حکومتی انتظامیہ کے حکم پر بازاروں اور پبلک مقامات پر چراغاں ترک کر دیا گیا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ، 26 فروری 1994ء، جلد ۴۴-۷۹، نمبر ۴۷)

چنانچہ نہ صرف ملک بھر میں بلکہ دنیا بھر میں خدا تعالیٰ کے حضور ہدیہ تشکر کے لئے نوافل تہجد کے

انتظامات کئے گئے اور دنیا بھر کے احمدی مسلمانوں نے اس جشن صد سالہ پر خوشیاں منائیں۔

معاندین کا رویہ

جہاں احمدی مسلمان اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے اور اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے تھے وہاں مکذبین اور مکفرین اس نشان کے سو سال پورے ہونے پر احمدیوں کو خوشیاں مناتا نہ دیکھ سکے اور انہوں نے وہی طریقہ اپنایا جو ہمیشہ سے انبیاء کے مخالفین کا ہوا کرتا ہے چنانچہ

"مجسٹریٹ نے مختلف مقامات پر سے 36 قادیانیوں کو گرفتار کرلیا۔ علاوہ ازیں مولانا عطاء المحیمن بخاری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد یعقوب برہانی، قاری شبیر احمد عثمانی اور مولانا اللہ یار ارشد کی قیادت میں ایک احتجاجی جلوس نکالا گیا اور ربوہ اڈا پر ٹریفک بلاک کردی۔"

(روزنامہ جنگ لاہور، 25 فروری 1994ء صفحہ 3، کالم 5)

اس کے علاوہ پتوکی میں بھی احمدیوں کے ایک اجتماع پر جس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے پر احمدی صد سالہ جوبلی منا رہے تھے مخالفین نے حملہ کر دیا۔ اور سات احمدیوں کو اس جرم میں گرفتار کرلیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر مہر کرنے والے نشان پر خوشیاں کیوں منا رہے ہیں۔ انہیں تو ہماری طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تکذیب کرنی چاہیئے۔

(MTA) پر جشن کسوف و خسوف

جب ربوہ میں اور دوسرے علاقوں میں حکومتی پابندی کی وجہ سے احمدی چراغاں نہ کر سکے تو (MTA) پر اہل ربوہ کی طرف سے مسجد فضل لندن میں ہونے والے چراغاں کا منظر تمام دنیا میں دکھایا گیا۔ چنانچہ جو مولوی ایک چھوٹے سے علاقے میں چراغاں بند کرانا چاہتے تھے خدا تعالیٰ نے اس کے مقابل پر چراغاں کو تمام دنیا پر محیط کر دیا۔

اس کے علاوہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ نے جشن کسوف و خسوف کے سلسلہ میں خصوصی پروگرام بھی نشر کئے۔

مختلف ممالک میں اجتماعات اور جلسے

جشن کسوف و خسوف کے سلسلے میں دنیا بھر کے ممالک میں اجتماعات کئے گئے جس میں غیر از جماعت احباب کو بڑی بھاری تعداد میں مدعو کیا گیا اور انہیں اس نشان کی عظمت سے آگاہ کیا گیا۔ اور امام مہدی کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔

سو سال بعد قبول حق کا ایمان افروز واقعہ

خدا تعالیٰ کے اس نشان کو دیکھ کر جیسے سو سال پہلے کثیر تعداد میں لوگوں نے خدا کے اس نشان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام مہدی کی شناخت کی۔ سو سال بعد بھی اس نشان کے ذریعہ لوگوں کو امام مہدی کے پہچاننے میں مدد مل رہی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سو سالہ سفر یقیناً ایسے بے شمار ایمان افروز واقعات سے پر ہے جس میں اس نشان کی مدد سے لوگوں کو امام مہدی کے قبول کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ واقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ 1994ء کے دوسرے دن یعنی 30 جولائی کو بیان فرمایا کہ

"سیرالیون سے عبدالحفیظ صاحب لکھتے ہیں کہ کویا چیف ڈم میں جب تبلیغی مہم کا آغاز کیا گیا تو سب سے پہلے ایک گاؤں مکالی پہنچے۔ رات کو تبلیغی مجلس شروع ہوئی۔ ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشان چاند اور سورج گرہن کا ذکر کیا اس پر اس گاؤں کا امام کھڑا ہو گیا اور اعلان کیا کہ آج سے مجھ پر احمدیت کی صداقت بالکل واضح ہو گئی ہے۔ اور امام مہدی سچے ہیں۔

انہوں نے بیان کیا کہ آج سے تین ماہ قبل انہوں نے رویاء میں دیکھا تھا کہ چند مشنری ہمارے علاقے میں آئے ہیں اور لوگوں کو قرآن پاک اور اسلام کی تعلیم سکھا رہے ہیں۔ دوسرے دن دوبارہ رویاء میں دیکھا کہ ان کا بھائی ان کو جگا رہا ہے اور کہتا ہے اٹھو! اٹھو! دیکھتے نہیں چاند اور سورج کو گرہن لگ رہا ہے۔ اور دنیا ختم ہونے والی ہے۔ تو کہتے ہیں کہ میں پریشانی کے عالم میں اٹھ بیٹھا کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہے کہ چاند اور سورج اپنی روشنی کھو رہے ہیں۔

یہ خواب بیان کرنے کے بعد انہوں نے کیونکہ یہ پیغام سنا تھا کہ امام مہدی کی نشانی چاند سورج کے گرہن کی پوری ہو چکی ہے اور رویاء اس کے عین مطابق تھا اس لئے انہوں نے جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا منظوم کلام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نشان پر سو سال پورے ہونے پر معاندین احمدیت اور منکرین نشان کسوف و خسوف کو مخاطب کر کے ایک نظم ارشاد فرمائی، جس کے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

ہیں آسمان کے تارے گواہ سورج چاند
پڑے ہیں ماند ذرا کچھ بچار کر دیکھو
ضرور مہدی دوراں کا ہو چکا ہے ظہور
ذرا سا نور فراست نکھار کر دیکھو
اگر ہے ضد کہ نہ مانو گے پر نہ مانو گے
ہو سکے جو کرو بار بار کر دیکھو
بدل سکو تو بدل دو نظام شمس و قمر

خلاف گردش لیل و نہار کر دیکھو
پلٹ سکو تو پلٹ دو خرام شام و سحر
حساب چرخ کو بے اعتبار کر دیکھو
جو ہوسکے تو ستاروں کے راستے کاٹو
کوئی تو چارہ کرو کچھ تو کار کر دیکھو
خدا کی بات ٹلے گی نہیں تم ہو کیا چیز
اٹل چٹان ہے سر مار مار کر دیکھو
اتر رہی ہیں فلک سے گواہیاں روکو
وہ غل غپاڑہ کرو حال زار کر دیکھو
گواہ دو ہیں دو ہاتھوں سے چھاتیاں پیٹو
کسوف شمس و قمر ہار ہار کر دیکھو
جلن بہت ہے تو ہوتی پھرے نہ نکلے گی
بھڑاس سینے کی بک بک ہزار کر دیکھو
میری سنو تو پہاڑوں سے سر نہ ٹکراؤ
جو میری مانو تو عجز اختیار کر دیکھو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا پر شوکت اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عظیم آسمانی نشان پر سو سال پورے ہونے پر ایک پر شوکت اعلان بھی فرمایا۔ جس میں آپ نے اب تک دلائل سننے کے بعد اس نشان کا انکار کرنے والے مولویوں کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ کہ

"انکار ان کی فطرت پر چھپ چکا ہے ۔مسخ شدہ دماغ ہیں ۔مسخ شدہ دل ہیں ۔ انکار کا فیصلہ کر چکے ہیں یہ فیصلہ کر چکے ہیں انھم لا یو منون کہ کسی قیمت پر ایمان نہیں لائیں گے ۔اس فیصلے کے بعد ہزار چاند گہنائے جائیں، لاکھ سورج گہنائے جائیں۔ وہ مولوی جن کی آنکھیں گہنائی جا چکی ہیں۔ جن کی عقلیں گہنائی جا چکی ہیں۔ وہ ان نشانات کو کبھی دیکھ نہیں سکتے۔

چودہ سو سال انتظار کر بیٹھے ہیں۔ ہزار برس، دو ہزار برس اور انتظار کر لیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس مہدی نے آنا تھا وہ آچکا ہے ۔اور آسمان کے چاند ستاروں نے اس کے حق میں گواہی دے دی ہے ۔یہ مولوی مریں گے اور ان کی نسلیں مرتی چلی جائیں گی لیکن کبھی وہ مہدی ظاہر نہیں ہو گا جس کے حق میں آسمان کے چاند اور سورج اس طرح گواہی دیں۔"

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جلسہ سالانہ برطانیہ 1994ء)

حرف آخر

کسوف و خسوف کا عظیم الشان نشان ایک ایسا نشان ہے جو جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے نہیں دکھایا گیا۔ اس نشان سے متعلق مندرجہ بالا تفصیل سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا ہے کہ چودھویں صدی میں ظاہر ہونے والے امام مہدی علیہ السلام کی تائید و تصدیق کے لئے یہ ایک زبردست خدائی نشان ہے جس میں کسی انسان کا ہاتھ نہیں اور نہ ہی کسی اور مخلوق میں یہ طاقت ہے کہ وہ اس قسم کا خارق عادت نشان دکھا سکے یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے جو امام مہدی علیہ السلام کے لئے مختص کی گئی۔ اور جس کے قرآن کریم، بائبل، احادیث اور اقوال بزرگان سلف شاہد ناطق ہیں۔

پس چودھویں صدی تو آئی اور گزر گئی اور امت مسلمہ نے بڑی شان و شوکت اور دھوم دھام کے ساتھ اسے رخصت بھی کردیا۔ لیکن کسی نے یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ وہ مرد خدا جو اس صدی کی زینت تھا اور جس کا صدیوں سے انتظار کیا جارہا تھا۔ کہاں ہے؟ جس کے دم قدم سے یہ صدی مکرم و معزز بنی اور ساری امت مسلمہ نے اسے غیر معمولی اہمیت کی حامل صدی تسلیم کیا اور جس کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اقوال اور دیگر پیش گوئیاں لفظاً لفظاً پوری ہوئیں۔ یہاں تک کہ چاند اور سورج نے بھی آسمان سے گواہی دے دی۔ اسے کیوں تسلیم نہ کیا گیا۔ کس لئے انکار کیا گیا۔ یہ اندوہناک سانحہ اور خوفناک معاملہ عالم انسانیت کے لئے عموماً اور امت مسلمہ کے لئے خصوصاً انتہائی فکر انگیز۔ بے حد تشویشناک اور بہت زیادہ موجب ناراضیء خدائے عظیم و برتر ہے کہ وہ موعود اقوام عالم، وہ مسیح و مہدی جس کا مدتوں سے انتظار ہو رہا تھا، کہاں ہے؟ قرآن کریم، بائبل، احادیث اور ہزاروں اولیاء اللہ اور بزرگوں کے کشوف و الہامات تو یقیناً سچے ہیں۔ پھر منکر اور جھوٹا کون ہوا؟ جبکہ حق یہ ہے کہ مہدویت و مسیحیت کے مدعی الٰہی نوشتوں کے مطابق عین چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوئے اور انہوں نے ببانگ دہل بذریعہ الہام الٰہی یہ دعویٰ کیا کہ وہی امام مہدی اور مسیح ہیں جن کا انتظار تھا۔ انہوں نے یہ دعویٰ ایک بار نہیں کیا بلکہ بار بار مسلسل زندگی بھر کرتے چلے گئے۔

آپ نے فرمایا۔

واللہ انی انا المسیح الموعود۔ خدا کی قسم میں مسیح موعود ہوں۔ (مواہب الرحمن صفحہ 35)

انی انا المھدی الذی ھو المسیح المنتظر الموعود (خطبہ الہامیہ، صفحہ 241 حاشیہ)

"میں وہی مسیح موعود ہوں کہ جس کی انتظار کی جارہی تھی یہ دعویٰ تیرہ سو سال سے آج تک کسی نے بجز اس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں۔" (نشان آسمانی، صفحہ 17)

"میرے تمام دعاوی قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور اولیاء گذشتہ کی پیشگوئیوں سے ثابت ہیں"

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 356)

اس قسم کے تحدی سے بھر پور حلفیہ اور قسمیہ متعدد حوالہ جات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بھری پڑی ہیں۔ مشتے نمونہ بعض حوالوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تا سعید الفطرت لوگ اندازہ کرلیں اور یہ جان لیں کہ

ع وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ آنے والا آگیا۔ اب کسی اور کا انتظار فضول ہے۔ اب آسمان سے کوئی نہیں آئے گا۔ حتی کہ تمام انتظار کرنے والے مایوس ہو جائیں گے۔

ع سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں

لیکن یا حسرۃ علی العباد کہ انہوں نے چودھویں صدی عبث گنوا دی اور اس نعمت کو حاصل نہ کر سکے جو خداوند تعالیٰ نے ان کے لئے بھیجی تھی اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا سلام بھجوایا۔ لیکن نادان انکار کرنے والوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔

ہائے افسوس کہ جب آنے والا بے شمار تائیدات الٰہی اور ان گنت بشارات کے جلو میں آیا جس کا صدیوں سے انتظار تھا تو اسے قبول نہ کیا گیا۔ اے کاش اب بھی غافلوں کو ہوش آجائے۔ کیونکہ

وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات
معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اک جہاں کو یہ سنادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین (اور آخری دعا یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین)

استفادہ کتاب

1 ۔ قرآن مجید

2 ۔ سنن دار قطنی

3 ۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

4 ۔ ملفوضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

5 ۔ سوانح مسیح موعود ۔ مصنف مورخ احمدیت ،مولانا دوست محمد شاہد صاحب

6 - NEW CAXTON ENCYCLOPEDIA VOL-7

7 ۔ آسمانی گواہ ،چاند سورج گرہن کے عظیم الشان نشان ۔ تصنیف عبدالسمیع خان

8۔امام مہدی کی صداقت کے دو عظیم الشان نشان ۔ چاند اور سورج گرہن ۔ مضمون ڈاکٹر صالح محمد آکہ دین صاحب

9 ۔انٹرویو ڈاکٹر صالح محمد آکہ دین صاحب، مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) بتاریخ 10 اپریل 1994 ء

10 ۔ کمپیوٹر پروگرام ORBITS (برائے معلومات گرہن)

11 ۔روزنامہ الفضل ربوہ، (i) 14 جون 1994 ء، (ii) 26 فروری 1994 ء

12 ۔ماہنامہ تشحیذ الاذھان ربوہ ۔ فروری 1994 ء

13 ۔ماہنامہ خالد ربوہ ۔ (i) فروری 1994 ء، (ii) مارچ 1994 ء، (iii) اپریل 1994 ء

14 ۔ماہنامہ مصباح ربوہ ۔ مئی 1994 ء

15 ۔ماہنامہ انصار اللہ ربوہ ۔ (i) مارچ 1991 ء، (ii) اپریل 1994 ء، (iii) مئی 1994 ء

16 ۔ ظہور امام مہدی . کسوف و خسوف یعنی چاند سورج گرہن، عظیم آسمانی نشان ۔ محمد اعظم اکسیر

17 ۔ دعوۃ الامیر ،موءلفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

18 ۔غریب القرآن فی لغات الفرقان موءلفہ میرزا ابو الفضل بن فیاض علی بن نوروز علی بن حاجی علی شیرازی

19 ۔چودھویں صدی کی غیر معمولی اہمیت ،مولانا دوست محمد شاھد صاحب، مورخ احمدیت

20 ۔انجیل مقدس جو متی رسول کی معرفت لکھی گئی، ناشر ۔ پاکستان بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور 1983 ء

21 ۔ در ثمین ،حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کا پر معارف منظوم کلام

22 ۔ کلام محمود ،منظوم کلام ،حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

23 ۔روزنامہ جنگ لاہور، 25 فروری 1994 ء

24 ۔جلسہ سالانہ برطانیہ 1994 ء، تقریر 30 جولائی ،حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

25 ۔جلسہ سالانہ برطانیہ 1994 ء، تقریر 31 جولائی ،حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سلسلة مطبوعات كتب السنة النبوية
(٦)

هذا الكتاب يحتوي على كتابين جليلين

١- سنن الدارقطني

تأليف شيخ الإسلام حافظ عصره . الفذ في علم الرجال ومعرفة علل الحديث
الإمام الكبير علي بن عمر الدارقطني
المولود سنة ٣٠٦ والمتوفى سنة ٣٨٥ هجرية

ويذيله

٢- التعليق المغني على الدارقطني

تأليف المحدث العلامة
أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الثاني

عنى بتصحيحه وتنسيقه وترقيمه وتحقيقه محب السنة النبوية وخادمها
السيد عبد الله هاشم يماني المدني
بالمدينة المنورة - الحجاز
١٣٨٦ هـ - ١٩٦٦ م

دار المحاسن للطباعة
٢٤١ شارع الجيش . القاهرة

دينار الطاحى عن يونس عن الحسن ، عن أبى بكرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن الله عز وجل إذا تجلى لشىء من خلقه خشع له » تابعه نوح بن قيس عن يونس ابن عبيد .

١٠ — حدثنا أبو سعيد الاصطخرى ثنا محمد بن عبد الله بن نوفل ثنا عبيد بن يعيش ، ثنا يونس بن بكير عن عمرو(٧) بن شمر عن جابر ، عن محمد بن على قال : إن لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والأرض ، تنكسف القمر لأول ليلة من رمضان ، وتنكسف الشمس فى النصف منه ، ولم تكونا منذ خلق الله السماوات والأرض .

١١ — حدثنا ابن أبى داود ثنا أحمد بن صالح ومحمد بن سلمة قالا نا ابن وهب ، عن عمرو ابن الحارث أن عبد الرحمن بن القاسم حدثه عن أبيه ، عن عبد الله(٨) بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا ينخسفان لموت أحد ولا لحياته ، ولكنهما آيتان من آيات الله ، فإذا رأيتموها فصلوا » .

الأخيرة أعنى : ولكن الله إذا تجلى لشىء الخ وإنما فى سنن النسائى من حديث قبيصة الهلالى ومن حديث النعمان بن بشير ولفظه : إن الله عز وجل إذا بدا لشىء من خلقه خشع له ، وقد أطال الحافظ ابن القيم الكلام فى معنى هذه الزيادة فى كتابه مفتاح دار السعادة بما لامزيد عليه . قوله : عمرو(٧) بن شمر عن جابر ، كلاهما ضعيفان لايحتج بهما . قوله : عن عبد الله(٨) ابن عمر ، الحديث أخرجه الشيخان ، وأعلم أنه ثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم فى الكسوف والخسوف فى كل ركعة بركوع ، وفى كل ركعة ركوعان ، وفى كل ركعة ثلاث ركوعات ، وأربعة ركوعات ، وخمسة ركوعات ، قال الحافظ فى فتح البارى : وجمع بعضهم بين هذه الأحاديث بتعدد الواقعة ، وأن الكسوف وقع مراراً فيكون كل من هذه الأوجه جائزاً ، وإلى ذلك ذهب إسحاق بن راهويه ، لكن لم يثبت عنده الزيادة على أربع ركوعات ، وقال ابن خزيمة وابن المنذر والخطابى وغيرهم : يجوز العمل بجميع ما ثبت من ذلك ، وهو من الاختلاف المباح ، وقواه النووى فى شرح مسلم . والله أعلم .

مختصر تذكرة القرطبي

تأليف

الأستاذ الشيخ أبي المواهب
عبد الوهاب بن أحمد بن علي الأنصاري
الشافعي المصري المعروف بالشعراني
(٩٧٣ هـ)

وبهامشه :

قرة العيون ومفرح القلب المحزون
للامام أبي الليث السمرقندي

مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر
١٣٥٨ هـ / ١٩٣٩ م / ٦١١

من مكة إلى الشام لمحاربة عروة بن محمد السفياني ومن معه من كلب ، ثم يتبدد جيشه ، ثم يوجد عروة السفياني على أعلى شجرة على بحيرة طبرية ، والخائب من خاب يومئذ من قتال كلب ولو بكلمة أو تكبيرة أو صيحة وفي الحديث أن حذيفة رضي الله عنه قال « يارسول الله كيف يحل قتالهم وهم مسلمون موحدون ؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم إنما قتالهم على ردة لأنهم خوارج ويتأولون برأيهم إن الخمر حلال ، ومع ذلك إنهم يحاربون الله قال الله تعالى - إنما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الأرض فسادا أن يقتلوا أو يصلبوا - » إلى آخر الآية . وفي الحديث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال « ستفتح بعدي جزيرة تسمى بالأندلس فيتغلب عليهم أهل الكفر فيأخذون أموالهم وأكثر بلادهم ويسبون نساءهم وأولادهم ويهتكون الأستار ويخربون الديار وترجع أكثر البلاد فيافي وقفارا ، ويتخلى أكثر الناس عن ديارهم وأموالهم ، فيأخذون أكثر الجزيرة ولا يبقى إلا أقلها ، ويكون في الغرب الهرج والخوف ، ويستولي عليهم الجوع والغلاء وتكثر الفتنة ويأكل الناس بعضهم بعضا . فعند ذلك يخرج رجل من المغرب الأقصى من ولد فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو المهدي القائم في آخر الزمان ، وهو أول أشراط الساعة » . قال الامام القرطبي : وقد شاهدنا جميع هذه الأمور وعايناها في بلادنا إلا خروج المهدي انتهى ، وفي حديث شريك « أن الشمس تكسف مرتين في رمضان قبل خروج المهدي » والله أعلم .

باب ماجاء أن المهدي يملك جبل الديلم والقسطنطينية ويستفتح رومية وأنطاكية وكنيسة الذهب ، وغير ذلك

روى ابن ماجه عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد لطوله الله عز وجل حتى يملك رجل من أهل بيتي جبل الديلم والقسطنطينية » وإسناده صحيح « ثم إن المهدي ومن معه من المسلمين يأتون إلى مدينة أنطاكية وهي مدينة عظيمة على البحر فيكبرون عليها ثلاث تكبيرات فيقع سورها في البحر بقدرة الله عز وجل فيقتلون الرجال ويسبون النساء والأطفال ويأخذون الأموال ، ثم يملك المهدي أنطاكية ويبني فيها المساجد وتعمر بعمارة أهل الاسلام ، ثم يسيرون إلى رومية والقسطنطينية وكنيسة الذهب فيستفتحون القسطنطينية ورومية ويقتلون بها أربعمائة ألف مقاتل ويفتضون بها سبعين ألف بكر ويستفتحون المدائن والحصون ويأخذون الأموال ويقتلون الرجال ويسبون النساء والأطفال ويأتون كنيسة الذهب فيجدون فيها الأموال التي كان المهدي قد أخذها أول مرة وهذه الأموال هي التي أودعها فيها ملك الروم قيصر حين غزا بيت المقدس فوجد في بيت المقدس هذه الأموال فأخذها واحتملها على سبعين ألف عجلة إلى كنيسة الذهب بأسرها كاملة كما أخذها مانقص منها شيء فيأخذ المهدي تلك الأموال فيردها إلى بيت المقدس زاد في رواية فقال حذيفة يارسول الله لقد كان بيت المقدس عند الله عظيما جسيم الخطر عظيم القدر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : هو من أجل البيوت ابتناه الله على يد سليمان بن داود عليهما الصلاة والسلام من ذهب وفضة ودر وياقوت وزمرد ، وذلك أن سليمان بن داود عليهما الصلاة والسلام سخر الله تعالى له الجن فأتوه بالذهب والفضة من المعادن وأتوه باليواقيت والجواهر والزمرد من البحار يغوصون كما قال الله تعالى - كل بناء وغواص - فلما أتوه بهذه الأصناف بناه منها فجعل فيه بلاطا من ذهب وبلاطا من فضة وأعمدة من ذهب وأعمدة من فضة وزينه بالدر والياقوت والزمرد وسخر الله تعالى له الجن فأتوه حتى بنوه من هذه الأصناف قال حذيفة ، فقلت يارسول الله وكيف أخذت هذه الأشياء من بيت المقدس ؟ فقال رسول الله

فتنظر كل حوراء
سيدها وهو لا يعلم فإن
وجدته في ظلام الليل
يصلي تفرح وتقول له
اخدم تخدم وازرع
تحصد ياسيدي زاد
الله درجتك وتقبل
طاعتك وجمع بيني
وبينك بعد أن تعيش
عمرا طويلا وتفنى بعد
ذلك في خدمة الملك
الجليل وتبل أشواقنا
منكم ونرجع بعد
ذلك إلى منازلنا في
الجنة وأنتم في الدنيا
لا تعلمون وما من
مؤمن في الدنيا إلا وله
في الجنة خدم وغلمان
وجوار يرونه وهو
لا يعلم فإذا وجدوه في
الخدمة يفرحون وإذا
وجدوه غافلا حزنوا
ثم يأتون [illegible]
للبساتين التي لهم
ويدخل ملك آخر ومعه
جنة فيها ألف من

انجیلِ مُقدّس

جو

متّی رسُول کی معرفت لکھی گئی

ناشر: پاکستان بائبل سوسائٹی
انارکلی ۰ لاہور ۰ فون: 53421

۷ اتمہ نہ ہوگا ۰ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کریگی اور جگہ جگہ کال پڑینگے اور
۸ بھونچال آئینگے ۰ لیکن یہ سب باتیں مُصیبتوں کا شروع ہی ہونگی ۰ اُس وقت لوگ تمکو ایذا
۹ دینے کے لئے پکڑوائینگے اور تمکو قتل کرینگے اور میرے نام کی خاطر سب قومیں تم سے عداوت
۱۰ رکھینگی ۰ اور اُس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائینگے اور ایک دُوسرے کو پکڑوائینگے اور ایک دُوسرے
۱۱ سے عداوت رکھینگے ۰ اور بہت سے جھُوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہونگے اور بہتیروں کو گمراہ کرینگے ۰
۱۲ اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائیگی ۰ مگر جو آخر تک برداشت
۱۳ کریگا وہ نجات پائیگا ۰ اور بادشاہی کی اِس خوشخبری کی منادی تمام دُنیا میں ہوگی تاکہ سب
۱۴ قوموں کے لئے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہوگا ۰
۱۵ پس جب تم اُس اُجاڑنے والی مکروہ چیز کو جسکا ذکر دانی ایل نبی کی معرفت ہُؤا مُقدس مقام
۱۶ میں کھڑا ہُؤا دیکھو (پڑھنے والا سمجھ لے) ۰ تو جو یہُودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں ۰
۱۷ جو کوٹھے پر ہو وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو نیچے نہ اُترے ۰ اور جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے
۱۸ کو پیچھے نہ لَوٹے ۰ مگر افسوس اُن پر جو اُن دِنوں میں حاملہ ہوں اور جو دُودھ پلاتی ہوں! ۰ پس
۱۹ دُعا کرو کہ تمکو جاڑوں میں یا سبت کے دِن بھاگنا نہ پڑے ۰ کیونکہ اُس وقت ایسی بڑی مُصیبت
۲۰ ہوگی کہ دُنیا کے شروع سے نہ اب تک ہُوئی نہ کبھی ہوگی ۰ اور اگر وہ دِن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی
۲۱ بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دِن گھٹائے جائینگے ۰ اُس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو
۲۲ مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا ۰ کیونکہ جھُوٹے مسیح اور جھُوٹے نبی اُٹھ کھڑے
۲۳ ہونگے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دِکھائینگے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرلیں ۰
۲۴ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے ۰ پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے
۲۵ تو باہر نہ جانا یا دیکھو وہ کوٹھریوں میں ہے تو یقین نہ کرنا ۰ کیونکہ جیسے بجلی پُورب سے کوند کر پچھم
۲۶ تک دِکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابنِ آدم کا آنا ہوگا ۰ جہاں مُردار ہے وہاں گِدھ جمع ہو جائینگے ۰
۲۷ اور فوراً اُن دِنوں کی مُصیبت کے بعد سُورج تاریک ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا
۲۸ اور ستارے آسمان سے گرینگے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائینگی ۰ اور اُس وقت ابنِ آدم
۲۹ کا نشان آسمان پر دِکھائی دیگا۔ اور اُس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹینگی اور ابنِ آدم کو
۳۰ بڑی قُدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھینگی ۰ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز
۳۱

کہ اور عجیب تر یہ ہے کہ ان حاضرین کی جو آج کے دن یعنے کسوف شمس کے روز اور نیز بروز خسوف قمر قادیان میں
(جو محل نزول معارف قرآن و اسرار فرقان ہے) موجود تھے اور دونوں نمازیں خسوف و کسوف کی مع دعا وغیرہ کے
مسنونہ شرع اسلام کے انہوں نے ادا کیں۔ اس مہدی موعود کے ساتھ جسکے واسطے اسی کے وقت میں یہ دونوں
نشان عظیم الشان روز ازل سے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے تھے اور اب وہ واقع ہو گئے اس عاجز نے نماز مسنونہ
کسوف کی بحکم حضرت مہدی و مسیح موعود جماعت سے پڑہائی اور نیز خطبہ مسنونہ و دعاء و استغفار اور دیگر وعظ و نصائح
متعلقہ خسوف و کسوف کی پڑہا اور تفسیر آیت و حدیث متعلقہ کی بحکم حضرت اقدس حاضرین کو سنائی اور حضرت اقدس نے
جو قصیدہ عربی اس اجتماع خسوف و کسوف کے بارہ میں انشاء فرمایا اسکو معہ ترجمہ اردو کے ساتھ نکات و اسرار متعلقہ
اسکے کے اس عاجز نے بیان کیا جس سے حاضرین جماعت ایسی متاثر ہوئی کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے باقی نہ رہا تھا جس نے
تضرع و خشوع سے گریہ وزاری نہ کی ہو یہ قصیدہ عربی و دیگر نثر عربی جو حضرت اقدس نے اس بارہ میں تحریر فرمایا ہے
وہ حصہ دوم نور الحق میں منضم ہو کر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ناظرین کیلئے مانند کحل الجواہر کے جالی البصار ہوگا اور
نیز بحکم و ارشاد* من کان من الکرام نصیب کے اردو میں بھی ایک رسالہ مسمی بالقول المعروف فی اجتماع
الخسوف والکسوف اس عاجز نے مرتب کیا ہے جس میں تمام شکوک و شبہات مخالفین کے جو اس پیشین گوئی مخبر
صادق پر انکو بظاہر وارد ہوتے معلوم ہوتے ہیں زائل کئے ہیں اور علم توفیق و تطبیق بین الاحادیث سے بقاعدہ محدثانہ گفتگو
کی ہے اور وہ بھی مطبع سیالکوٹ پنجاب گزٹ میں پہنچ چکا ہے انشاء اللہ القدیر بہت قریب طبع ہو کر شائع ہوگا کیونکہ حضرت
اقدس نے اس ترتیب رسالہ و توفیق بین الروایات کو بہت پسند فرمایا ہے اب خدمت میں ناظرین کے گذارش ہے کہ ان دونوں
نشانوں کے ظاہر ہونے سے اکثر الہامات حضرت اقدس کے پوری ہو گئے اور بہت سے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی پورے ہوتے رہیں گے
دیکھو مدت سے یہ الہام حضرت اقدس کو ہو چکا تھا جو رسائل مشہورہ میں شائع ہو چکا ہے تریدون[1] ان ننزل علیک ایات من السماء[2]
ونمزق الاعداء کل ممزق حکم اللہ الرحمن لخلیفۃ اللہ السلطان یہ کیسا پورا ہو گیا ہے پھر دیکھو کہ اگر آسمان کا نشان انکے
ساتھ نہ تھا تو اس مہدی اکبر موعود کو جو مصداق لا المہدی الا عیسے بن مریم کا ہے یہ الہام نازل کیوں ہوا تھا۔
قل[3] عندی شہادۃ من اللہ و معک جند السموات والارضین فما ان تعان و تعرف بین الناس وصل
علی محمد وال محمد سید ولد آدم وخاتم النبیین بسیط الارض پر کوئی ملک اور شہر بھی باقی رہ گیا ہے جس جگہ تا دیان

جو کرپا کرکے یہ الہام زمین کا بھی حصہ اور نصیب ہوتا ہے ۱۲

[1] ہم چاہتے ہیں کہ تجھ پر اپنے نشان آسمان سے اتاریں اور تمام دشمنان دین اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یہی حکم ہے اللہ کا جو بڑا مہربان ہے واسطے خلیفۃ اللہ کے جو آسمانی سلطنت کا بادشاہ ہے ۱۲

[3] کہہ دے میرے پاس گواہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور تیرے ساتھ آسمانوں اور زمینوں کے لشکر ہیں لہذا اب وقت قریب ہے کہ تیری مدد کی جاوے اور تمام آدمیوں میں تو پہچانا جاوے اور درود بھیج اوپر محمد اور آل محمد کے جو سردار بنی آدم کے ہیں اور خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی نبی نیا نہ آئے گا تا قیامت نہ شریعت ... ۱۲

اور مجدد تا دبالی کا ذکر و تذکرہ بھی ہے اگر یہ محدث تو چند نہ الہاموں سے مشرف ہو چکا ہے آنحضرت کے کامل
اتباع سے تھا اب تہا تو یہ دو نشان عظیم الشان کبھی کے نہ دیکھے واقع ہو گئے ہوتے اور ہندوستان اور مصر کے
اطراف میں بھی ظہور تمام ان دونوں نشانوں کا ہوتا خصوصاً پنجاب میں کیونکہ یہ مشہور ہے کہ تفسیر میں ہے سرزمین
میں بلیل خلعت پورا ہوا اسکا الہام جو مدت سے شائع ہو چکا ہے برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم اور اگر
آنحضرت صلعم کی مہر نبوت کی ہر شے اس نے نقش اور ہوئے فروغ میں فروغ اسلام کا ورد باغبان نہیں تھا تو ایسے نشانوں کی بارش
آسمانی سے اسکا گلستان جو معارف قرآنی ہے اور بوستان جو اسرار فرقانی ہے کیونکر سرسبز کیا جاتا پس پورا ہوا وہ
الہام اسکا جو مدت سے مشتہر ہو چکا ہے یا احمد انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی اکان للناس عجبا قل ہو اللہ
عجیب یجتبی من یشاء من عبادہ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون + اور اہل آخرین ہیں ہر ایک امر کا ظہور اللہ تعالیٰ کے
نزدیک اپنے وقت پر مقرر ہوا ہے کہ ان لکل امر مستقر پس ان دونوں نشانوں کا وقت جو علم الٰہی میں مقرر تہا وہی
وقت مہدی موعود کا تہا جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت پر ظاہر فرمایا ہے وہ زور آور حملے جنکی نسبت مدت گیارہ بارہ سال
سے یہ الہام ہو چکا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی
ظاہر کر دیگا یہ امر تمام اہل بصیرت پر روشن ہے کہ صدی چودہویں ایک ایسی صدی گذری جو تمام فتنوں دینی اور آفات دنیوی کا
ایک مخزن اور مجموعہ تھی اس صدی میں وقوع فتن سے کوئی شخص عذر و انکار کرسکتا ہے پس تیرہویں صدی کے حوادثات
دینی اور سوانح دنیوی پر جو اہل بصیرت اپنی نظر ڈالیگا تو اسکی نظر میں کوئی صدی گذشتہ صدیوں میں سے اسکی نظیر نہ ملیگی اسی واسطے
اس صدی کے علماء کو بھی اشد انتظار تہا کہ اب چودہویں صدی میں مہدی و مسیح موعود ضرور آ دینگے یہاں تک کہ آخر میں حضرت
نواب صدیق حسن خان صاحب فردوس آشیان نے اپنے اکثر رسالوں فارسی اردو مثل حجج الکرامہ فی آثار القیامہ اقتراب الساعہ
حدیث الغاشیہ وغیرہ میں بسبب اپنا انتظار اور اشتیاق مالا یطاق نسبت ظہور مہدی و مسیح کے تحریر فرمایا ہے مگر العجب کل
العجب کہ باوجود اس تاکید وعدہ الٰہی کے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ مبعوث کریگا ہر صدی کے سرے پر ایک ایسے شخص کو کہ اس
امت کے واسطے انکے دین اسلام کو تجدید کرے (بعینہ کثرت فتن اور شدت آفات بعض کے کہ اس اللہ تعالیٰ نے جسکی شان
لا یخلف المیعاد ہے اب اس چودہویں صدی میں بجائے مہدی اور مسیح موعود کے ایک ایسا شخص پیدا کیا جو کافر اکفر اور دجال اکبر
ہے کیا وعدہ الٰہی کا ایفاء یوں ہی ہوا کرتا ہے اور اس رحمن و رحیم کی شان سے یہی دستگیری امت کی کی گئی اور یہی رہبری
بس نہیں وہ دو نشان عظیم الشان جو واسطے مہدی موعود کے روز ازل سے مقرر کر رکھے تھے اور جب سے آسمان اور زمین کو
پیدا کیا ہے تب سے وہ دونوں ظاہر نہیں کئے تھے کیونکہ وہ مہدی کیواسطے تعین تھے اب نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو ایسی رجعت
اور بدا ہوئی کہ وہ دونوں نشان اسی دجال کو دیدئے تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ - اے امت محمدیہ یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا اور
اللہ تعالیٰ کا قول نہیں بدل سکتا ہے اب ماننا پڑیگا بموجب اسکے الہام جو مدت سے شائع ہو رہا ہے لا مبدل لکلمات اللہ انظر

THE STORY OF ECLIPSES

SIMPLY TOLD FOR GENERAL READERS.

WITH ESPECIAL REFERENCE TO THE TOTAL ECLIPSE
OF THE SUN OF AUGUST 30, 1905.

BY

GEORGE F. CHAMBERS, F.R.A.S.

Of the Inner Temple, Barrister-at-Law.

AUTHOR OF

"THE STORY OF THE SOLAR SYSTEM"; "THE STORY OF THE STARS";
"A HANDBOOK OF DESCRIPTIVE ASTRONOMY," ETC.

LONDON: GEORGE NEWNES, LTD.
SOUTHAMPTON STREET, STRAND
1902

would always happen year after year in the same pair of months for us on the Earth. But the operative effect of the shifting of the nodes is to displace backwards the eclipse seasons by about 20 days. For instance in 1899 the eclipse seasons fall in June and December. The middle of the eclipse seasons for the next succeeding 20 or 30 years will be found by taking the dates of June 8 and December 2, 1899, and working the months backwards by the amount of 19½ days for each succeeding year. Thus the eclipse seasons in 1900 will fall in the months of May and November; accordingly amongst the eclipses of that year we shall find eclipses on May 28, June 13, and November 22.

Perhaps it would tend to the more complete elucidation of the facts stated in the last half dozen pages, if I were to set out in a tabular form all the eclipses of a succession, say of half a Saros or 9 years, and thus exhibit by an appeal to the eye directly the grouping of eclipse seasons the principles of which I have been endeavouring to define and explain in words.

Year	Date		Eclipse	Approximate Mid-interval		
1894.	March	21.	☾	March	29.	*
	April	6.	⊙			
	Sept.	15.	☾	Sept.	22.	**
	Sept.	29.	⊙			
1895.	March	11.	☾	March	18.	*
	March	26.	⊙			
	Aug.	20.	⊙	Sept.	4.	**
	Sept.	4.	☾			
	Sept.	18.	⊙			

Year	Date		Eclipse	Approximate Mid-interval		
1896.	Feb.	13.	⊙	Feb.	20.	*
	Feb.	28.	☾			
	Aug.	9.	⊙	Aug.	16.	**
	Aug.	23.	☾			
1897.	Feb.	1.	⊙	Feb.	1.	*
	July	29.	⊙	July	29.	**
1898.	Jan.	7.	☾	Jan.	14.	*
	Jan.	22.	⊙			
	July	3.	☾	July	10.	**
	July	18.	⊙			
	Dec.	13.	⊙	Dec.	27.	*
	Dec.	27.	☾			
1899.	Jan.	11.	⊙			
	June	8.	⊙	June	15.	**
	June	23.	☾			
	Dec.	2.	⊙	Dec.	9.	*
	Dec.	16.	☾			
1900.	May	28.	⊙	June	5.	**
	June	13.	☾			
	Nov.	22.	⊙	Nov.	22.	*
1901.	May	3.	☾	May	10.	**
	May	18.	⊙			
	Oct.	27.	☾	Nov.	3.	*
	Nov.	11.	⊙			
1902.	April	8.	⊙	April	22.	**
	April	22.	☾			
	May	7.	⊙			
	Oct.	17.	☾	Oct.	24.	*
	Oct.	31.	⊙			

The Epochs in the last column which are marked with stars (*) or (**) as the case may be, represent corresponding nodes so that from any

جی۔ایف چیمبر کی کتاب THE STORY OF ECLIPSES کے صفحہ ۳۲ کا عکس
جس میں حسب پیشگوئی رمضان المبارک ۱۸۹۴ء، ۱۸۹۵ء (۱۳۱۱ھ، ۱۳۱۲ھ) میں چاند اور
سورج گرہن درج ہیں۔

CANON

DER

FINSTERNISSE

VON

HOFRATH PROF. TH. RITTER v. OPPOLZER,

WIRKLICHEM MITGLIEDE DER KAISERLICHEN AKADEMIE DER WISSENSCHAFTEN.

HERAUSGEGEBEN VON DER

MATHEMATISCH-NATURWISSENSCHAFTLICHEN CLASSE

DER

KAISERLICHEN AKADEMIE DER WISSENSCHAFTEN

ALS

LII. BAND IHRER DENKSCHRIFTEN.

MIT 160 TAFELN.

WIEN.

AUS DER KAISERLICH-KÖNIGLICHEN HOF- UND STAATSDRUCKEREI.

IN COMMISSION BEI KARL GEROLD'S SOHN,

BUCHHÄNDLER DER KAISERLICHEN AKADEMIE DER WISSENSCHAFTEN.

1887.

CANON DER FINSTERNISSE ٹائیٹل کتاب
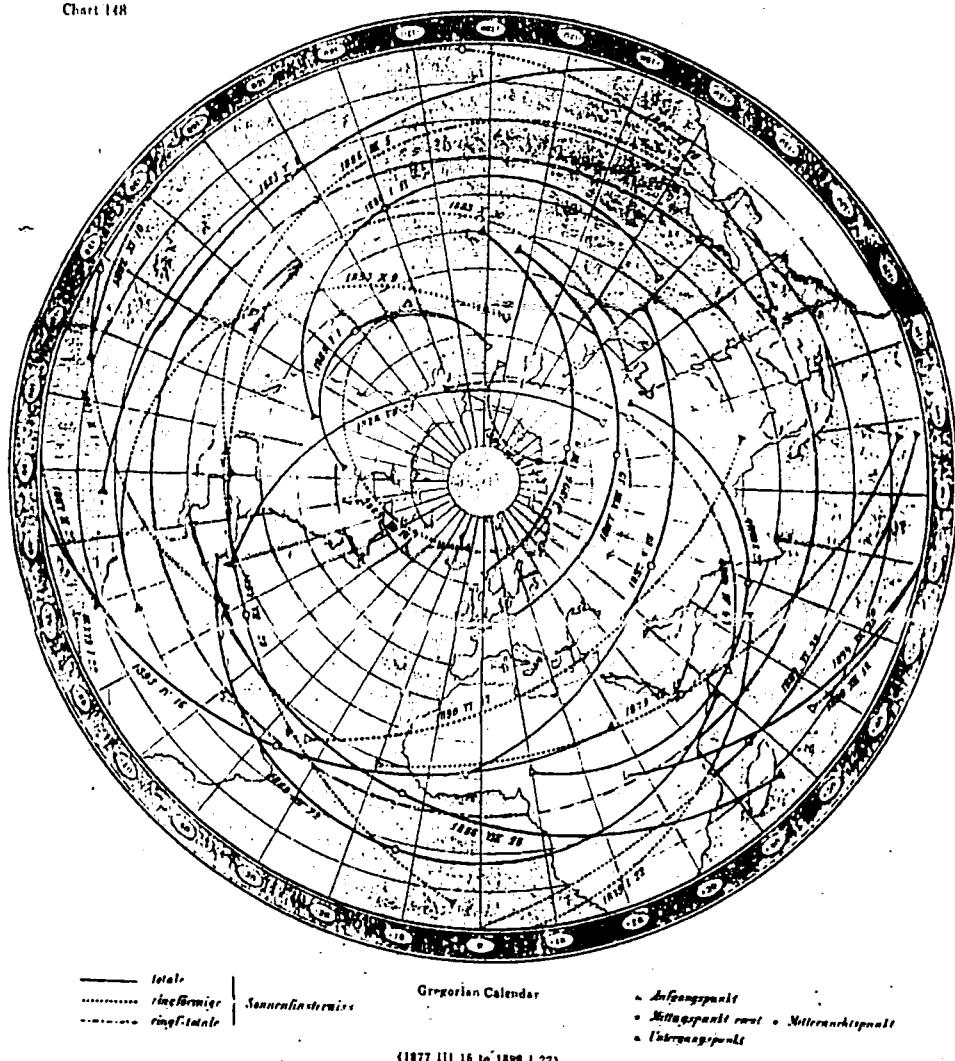
پروفیسر اپالزر کی کتاب CANON DER FINSTERNISSE کے چارٹ نمبر ۱۴۸ کا
عکس جس میں ۶ر اپریل ۱۸۹۴ء (۱۳۱۱) کے سورج گرہن کے علاقہ کو دکھایا گیا ہے۔